اشرفی اردو قواعد

علم بیان

علم ہجا

صنائع وبدائع

علم صرف ونحو

علم عروض

مضمون ودرخواست نویسی

علم اعداد

اصناف ادب

فضل احمد اشرفی

Scanned by CamScanner

فہرست

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
	علم ہجا	11
1	حروف تہجی	„
2	مخارج	12
3	اعراب	14
4	حروف علت وحروف صحیح	15
5	حروف شمسی قمری	16
	علم صرف	17
6	کلمہ	17
7	کلمہ کے اقسام	18
8	غیر مستقل کلمہ کے اقسام	19
9	حرف عطف کی صورتیں	23
10	مستقل کلمہ کے اقسام	24
11	اسم کے اقسام	25
12	اسم خاص کے اقسام	26
13	اسم عام کے اقسام	30
14	ضمیر	33
15	ضمیر کے اقسام	34
16	صفت	39
17	صفت کے اقسام	„
18	فعل	42
19	فعل کے اقسام بلحاظ زمانہ	„
20	فعل ماضی کے اقسام	43
21	فعل حال	46
22	فعل حال کے اقسام	„
23	فعل مستقبل	49
24	مصدر	50
25	فعل فاعل مفعول	51
26	فعل امر فعل نہی	53
27	فعل لازم، فعل متعدی، فعل ناقص	54
28	فعل معروف، فعل مجہول	56
29	فعل مثبت، فعل منفی	57
30	متعلق فعل	59
	علم نحو	60
31	لفظ	„
32	مفرد لفظ، مرکب لفظ	„
33	مرکب اضافی	61
34	اضافت کی صورتیں	63
35	مرکب غیر اضافی کی صورتیں	64
36	مرکب توصیفی	„
37	متضاد المعنی	65
38	ہم معنی/مترادف	68
39	قریب المعنی	69
40	سابقہ	70
41	لاحقہ	72

Scanned by CamScanner

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
42	تکرار لفظی	74
43	ترکیب توصیفی	75
44	ترکیب اضافی	76
45	جملہ	77
46	مبتدا، خبر	78
47	جملے کے اقسام (صورت کے لحاظ)	80
48	مفرد جملہ	″
49	مرکب جملہ	″
50	جملے کی قسمیں (معنی کے لحاظ سے)	81
51	جملہ خبریہ	″
52	جملہ انشائیہ	″
53	جنس	82
54	جنس حقیقی	″
55	جنس غیر حقیقی	86
56	تعداد	″
57	واحد، جمع	87
58	جمع بنانے کا طریقہ	93
59	جمع الجمع	95
60	اسم کی حالتیں	″
61	حالت فاعلی	″
62	حالت مفعولی	96
63	حالت ندائی	″
64	حالت خبری	″
65	حالت اضافی	″

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
66	حالت ظرفی	97
67	ہم املا، اہم اعراب	98
68	ہم املا، اعراب الگ الگ	″
69	متشابہ الفاظ	99
70	محاورہ	100
71	محاوروں کا استعمال شاعری میں	101
72	کہاوت/ضرب الامثال	103
73	مقولہ	105
74	دوسخنہ	″
75	رموز واوقاف	106
76	مخفف حروف/علامتیں	108
	علم اعداد	111
77	حروف ابجد	″
	علم بیان	115
78	تشبیہ	″
79	استعارہ	″
80	مجاز مرسل	″
81	کنایہ	″
	صنائع	118
82	صنعت معنوی	″
83	صنعت لفظی	″
84	صنعت تضاد	119
85	صنعت مراعات النظیر	120
86	حسن تعلیل	121
87	مبالغہ	122

Scanned by CamScanner

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	سلسلہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
88	تلمیح	122	111	حسن مطلع	145
89	تجاہل عارفانہ	123	112	شاہ بیت	,,
90	سہل ممتنع	124	113	بیت الغزال	,,
91	تعلّی	,,	114	تحت اللفظ	,,
92	صنعت لفظی	126	115	مکرر ارشاد	,,
93	تجنیس	,,	116	مثلث	146
94	تکرار لفظی	127	117	رباعی	,,
	علم عروض	128	118	مخمس	,,
95	سبب	,,	119	مسدس	147
96	وتد	,,		**اصناف نظم**	148
97	فاصلہ	,,	120	حمد	,,
98	مفرد بحریں	130	121	نعت	149
90	مرکب بحریں	,,	122	مناجات	,,
100	زحاف	132	123	سلام	150
101	تقطیع کے اصول	138	124	منقبت	152
102	رباعی کے اوزان	143	125	قصیدہ	,,
103	شعری اصطلاحات	144	126	نظم	153
104	مصرعہ	,,	127	فرضی لطیفہ	156
105	بیت	,,	128	غزل	157
106	قافیہ	,,	129	مرثیہ	159
107	ردیف	,,	130	نوحہ	160
108	مطلع	,,	131	مثنوی	161
109	مقطع	145	132	قطعہ	162
110	تخلص	,,	133	رباعی	164

Scanned by CamScanner

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	سلسلہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
134	قطعہ تاریخ	166	151	خطوط نویسی/مکتوب نویسی	201
135	دوہا	167	152	درخواست نویسی	214
136	ماہیہ	168	153	داستان	217
137	گیت	169	154	ناول	219
137	**اصناف نثر**	170	155	مختصر افسانہ	220
138	مضمون نویسی	,,	156	ناول وافسانہ میں فرق	,,
139	علم کی اہمیت	174	157	ڈراما	222
140	اخلاقی تعلیم	176	158	انشائیہ	223
141	اچھے اخلاق کی اہمیت	179	159	سوانح نگاری	224
142	تعلیم نسواں	181	160	خاکہ نگاری	227
143	ورزش یا ریاضت جسمانی	184	161	انٹرویو	230
144	میرا پسندیدہ کھیل	187	162	سفرنامہ	,,
145	اخبار بینی کے فوائد اور اس کے اہمیت	189	163	خودنوشت	231
146	جہیز کی لعنت	191	164	خطبہ	232
147	مادری زبان کی اہمیت	193	165	مزاح نگاری	233
148	مطالعہ کی اہمیت	194	166	ترجمہ نگاری	,,
149	حیدرآباد کی قابل دید عمارتیں	196	167	تبصرہ نگاری	237
150	T.V کے فائدہ ونقصانات	198	168	رپورتاژ	238
			179	اردو ادب میں پہلا مقام	242

Scanned by CamScanner

علم ہجا

حروف کی آواز اور ان کی تحریری شکلوں کا نام ''علم ہجا'' ہے۔

حروف تہجی

- حروف تہجی ' ا ' سے ' ی ' تک ہوتے ہیں جن کو سادہ آواز والے حروف کہتے ہیں۔ جن کی تعداد (36) ہے۔

ا	ب	پ	ت	ٹ	ث	ج	چ	ح	خ
د	ڈ	ذ	ر	ڑ	ز	ژ	س	ش	ص
ض	ط	ظ	ع	غ	ف	ق	ک	گ	ل
		م	ن	و	ہ	ی	ے		

- دوچشمی (ھ) سے مل کر بننے والے حروف مرکب حروف یا ہکاری آواز والے حروف کہلاتے ہیں جن کی تعداد (14) ہے۔ یہ حروف دیکھنے میں دو نظر آتے ہیں مگر ان کا شمار اور آواز ایک ہوتی ہے۔ وہ الفاظ جو ہندی سے اردو میں آئے ہیں ان کی ادائیگی اور تحریری شکل کیلئے ان حروف کا استعمال ہوتا ہے۔

بھ	پھ	تھ	ٹھ	جھ	چھ
دھ	ڈھ	ڑھ	کھ	گھ	نھ
	۞	لھ	مھ	۞	

حروف کی ادائیگی اور اس کے مخارج

مخارج: مخرج کی جمع ہے مخرج حرف کے نکلنے کی جگہ کو کہتے ہیں جملہ حروف کے بقولِ مختار سترہ مخارج ہیں۔

- مخرج کی شناخت کا قاعدہ:

جس حرف کا مخرج معلوم کرنا ہو اس کو ساکن کر کے اس کے پہلے زبر والا ہمزہ ملا کر تلفظ کریں جس جگہ اس کی آواز قرار پائے گی وہی اس کا مخرج ہوگا۔

جیسے: اَب، اَم اَت وغیرہ

حروف	مخرج کا نام	ادائیگی کا طریقہ
و۔ا۔ی	پہلا مخرج جوفی	حلق اور منہ کے خالی حصہ سے تین حروف مدہ (وای) نکلتے ہیں۔
ء۔ہ	دوسرا مخرج حلقی	آخری حلق سے (جو سینہ کی طرف ہے) دو حروف (ء۔ہ) نکلتے ہیں۔
ع۔ح	تیسرا مخرج حلقی	بیچ حلق سے دو حروف (ع۔ح) نکلتے ہیں۔
غ۔خ	چوتھا مخرج حلقی	شروع حلق سے (جو منہ کے طرف ہے) دو حروف (غ۔خ) نکلتے ہیں۔
ق	پانچواں مخرج غلصمی	زبان کی جڑ اور پر جیب کے اندر سے ایک حرف (ق) نکلتا ہے۔

Scanned by CamScanner

ک	چھٹا مخرج عکدی	زبان کے بیچ اور پر جیب کے باہر سے ایک حرف (ك) نکلتا ہے۔
ج۔ش۔ی	ساتواں مخرج شجری	بیچ زبان اور بیچ تالو سے تین حروف (ج۔ش۔ی) (غیر مدّہ) وغیرہ نکلتے ہیں۔
ض	آٹھواں مخرج ضرسی	بازوے زبان کا کنارہ اور اوپر کے سیدھے یا بائیں داڑھوں سے ایک حرف (ض) نکلتا ہے۔
ل	نواں مخرج ذلقی	نوک زبان اور تارک کے مسوڑوں سے ایک حرف (ل) نکلتا ہے۔
ن	دسواں مخرج ذلقی	نوک زبان اور اوپر کے درمیانی دانتوں کے مسوڑوں سے ایک حرف (ن) نکلتا ہے۔
ر	گیارہواں مخرج ذلقی	نوک زبان کی پیٹھ اور اوپر والے درمیانی دانتوں کے مسوڑوں سے ایک حرف (ر) نکلتا ہے۔
ط۔د۔ت	بارہواں مخرج نطعی	نوک زبان اور اوپر والے درمیانی دانتوں کی جڑ سے تین حروف (ط۔د۔ت) نکلتے ہیں۔
ص۔ز۔س	تیرہواں مخرج اسلی	نوک زبان اور نیچے کے درمیانی دانتوں کے اوپر سے تین حرف (ص۔ز۔س) نکلتے ہیں۔
ظ۔ذ۔ث	چودہواں مخرج لثوی	نوک زبان اور اوپر والے درمیانی دانتوں کے کناروں سے تین حروف (ظ۔ذ۔ث) نکلتے ہیں۔
ف	پندرہواں مخرج شفوی	نیچے کے ہونٹ کا پیٹ اور اوپر والے درمیانی دانتوں کے کناروں سے ایک حرف (ف) نکلتا ہے۔

Scanned by CamScanner

م۔و۔ب	سولہواں مخرج شفوی	دونوں ہونٹوں سے تین حروف (م۔و۔ب) نکلتے ہیں۔
ن۔م	سترہواں مخرج خیشومی	ناک کی جڑ سے (ن۔م) بحالت غنہ واخفا نکلتے ہیں۔

اعراب

- اعراب : ـَــ (زبر) ـِــ (زیر) ـُــ (پیش) کو اعراب یا حرکت کہتے ہیں۔
- تنوین: ـًــ ، ـٍــ ، ـٌــ کو تنوین کہتے ہیں۔

جبکہ ـّــ (تشدید) اور ـٓــ (مد) کو علامت کہتے ہیں۔

- الف ممدودہ : جو الف خوب کھینچ کر پڑھا جائے جیسے: آم آج وغیرہ
- الف مقصورہ : جو الف کھینچ کر نہ پڑھا جائے جیسے۔اب، اثر وغیرہ
- واو معروف : وہ واو جو خوب کھینچ کر پڑھا جائے جیسے: نور، حور
- واو مجہول : وہ واؤ جو کھینچ کر نہ پڑھا جائے جیسے شور۔ گول
- واو معدولہ : ایسا واو جو لکھا جائے مگر پڑھا نہ جائے جیسے خود، خوش وغیرہ
- یائے معروف: اگر خوب کھینچ کر پڑھی جائے تو یائے معروف کہلاتی ہے۔ جیسے: لڑکی، بکری
- یائے مجہول : جو خوب کھینچ کر نہ پڑھی جائے جیسے لڑکے، بکرے۔

- ہائے ملفوظی : جو خوب کھل کر پڑھی جائے جیسے آہ۔ کہو وغیرہ
- ہائے مخفی : جو لفظ کے آخر میں آکر خود نہ پڑھی جائے بلکہ اپنے پہلے حرف کی حرکت کو ظاہر کردے جیسے، نامہ، جامہ وغیرہ
- ہائے مخلوط : جس کی آواز الگ نہ نکلے بلکہ اپنے پہلے حرف سے مل کر ظاہر ہو۔ جیسے: تھا، لکھ وغیرہ
- نون ظاہر : جس کی آواز خوب کھل کر نکلے جیسے شان، مکان وغیرہ
- نون غنہ : جس کی آواز کھل کر نہ نکلے بلکہ ناک میں بولا جائے۔ جیسے: یہاں وہاں گنگا وغیرہ
- تفریس : کسی لفظ کو فارسی بنانا جیسے، چھپڑ سے چپر۔
- تہنید : کسی لفظ کو ہندی بنالینا جیسے لارڈ سے لاٹ۔
- تعریب : کسی غیر زبان کے لفظ کو عربی بنالینا مثلاً پیل سے فیل۔

حروف علت، حروف صحیح

- حروف کی دو قسمیں ہیں: (1) حروف علت (2) حروف صحیح

حروف علت : وہ حروف جسے ادا کرتے وقت اس کی آواز دانت یا زبان وغیرہ سے نہیں ٹکراتی اور بعض وقت اعراب کی جگہ استعمال ہوتے ہیں وہ تین ہیں۔ اور زبر کی جگہ ' ا ' زیر کی جگہ ' ی ' اور پیش کی جگہ ' و ' کا استعمال ہوتا ہے۔

اعراب یعنی ـَ ـِ ـُ کو "علامت علت" بھی کہتے ہیں۔

باقی حروف "حروف صحیح" کہلاتے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک ل م ہ

حروف شمسی۔ حروف قمری

☆ عَبْدُالشُّکُوْر ☆ اَلْقَمَرُ

- پہلا لفظ عبدالشکور میں 'د' کا ٹکاؤ 'ش' پر ہو رہا ہے۔ درمیان کا "ا" اور "ل" نہیں پڑھا جا رہا ہے۔

حروف شمسی: جب کسی لفظ پر الف لام لگایا جائے اور وہ الف لام نہ پڑھا جائے تو حروف شمسی کہلاتا ہے۔

14 حروف شمسی یہ ہیں: ت ث د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن

- دوسرے لفظ القمر میں "ا" کا ٹکاؤ "ل" پر ہو رہا ہے۔

جیسے: "اَل" یعنی "ق" سے پہلے "ا اور ل" پڑھا جا رہا ہے۔

جیسے: اَلْ + قَمَرُ = اَلْقَمَرُ

حروف قمری: جب کسی لفظ پر الف لام لگایا جائے اور وہ الف لام پڑھا جائے تو حروف قمری کہلاتا ہے۔

14 حروف قمری یہ ہیں: ا ب ج ح خ ع غ ف ق ک م و ہ ی

Scanned by CamScanner

علم صرف

علم صرف میں بامعنی الفاظ سے بحث کی جاتی ہے۔

- ذیل کے جملوں کو غور سے پڑھیے۔

(1) روٹی ووٹی تیار ہوئی کہ نہیں۔

(2) کیا کرسی ورسی درست ہوگئی۔

(3) تم کوئی کھیل ویل بھی جانتے ہو یا نہیں۔

(4) سفر میں کھانے وانے کا انتظام ہو تو پریشانی نہیں ہوتی۔

اوپر کے جملوں میں روٹی کے ساتھ ''ووٹی''، کرسی کے ساتھ ''ورسی''، ''کھیل کے ساتھ ''ویل'' اور کھانے کے ساتھ ''وانے'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں روٹی، کرسی اور کھیل، بامعنی الفاظ ہیں۔ جب کہ ووٹی، ورسی، ویل اور وانے بے معنی الفاظ ہیں۔

بامعنی لفظ کو ''کلمہ'' کہتے ہیں اور بے معنی لفظ کو ''مہمل'' کہتے ہیں۔

- **مشق**

مندرجہ ذیل الفاظ کو جدول کے مطابق، متعلقہ خانوں میں لکھیئے۔

☆ گھر آئے ہو تو پانی وانی پی لو ☆ عید کیلئے نئے کپڑے وپڑے خرید لو

کلمہ	مہمل
گھر۔ پانی۔ کپڑا	وانی۔ وپڑے

کلمہ کے اقسام

مستقل کلمہ	غیر مستقل کلمہ

- اس جملے کو غور سے پڑھیئے۔

"خدا نے انسان کو علم کی دولت سے سرفراز کیا۔"

یہ جملہ دس کلموں پر مشتمل ہے۔ اس سے پورا مطلب واضح ہو رہا ہے۔ خدا، انسان، علم، دولت، سرفراز، ایسے پانچ کلمے ہیں جو با معنی ہیں۔

ایسے الفاظ جو اپنے معنی آپ دیتے ہیں "مستقل کلمہ" کہلاتے ہیں۔

اوپر کے جملے میں 'نے'، 'کو'، 'کی' اور 'سے' ایسے کلمے ہیں جو اپنے معنی تنہا نہیں دیتے بلکہ دوسروں سے مل کر دیتے ہیں۔

ایسے الفاظ جو دوسرے الفاظ سے مل کر معنی دیتے ہیں "غیر مستقل" کلمہ کہلاتے ہیں۔ غیر مستقل کلمہ کو "حروف" بھی کہتے ہیں۔

اس طرح کلمہ کی دو قسمیں ہیں: ● مستقل کلمہ ● غیر مستقل کلمہ

مشق: ذیل کے جملوں سے مستقل اور غیر مستقل کلموں کو الگ کیجئے اور نیچے دیئے گئے خانوں میں لکھیے۔

☆ سالن سے روٹی کھاؤ۔ ☆ خدا کا شکر ادا کرو۔

Scanned by CamScanner

☆ وقت کی قدر کرو۔ ☆ تم کہاں سے آ رہے ہو۔

☆ والدین کی خدمت کرو۔ ☆ سب کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔

سلسلہ نشان	مستقل کلمے	غیر مستقل کلمے
1	سالن - روشنی	سے
2	خدا - شکر	کا
3	وقت - قدر	کی
4	والدین - خدمت	کی

غیر مستقل کلمہ کے اقسام 4 ہیں

حروف ربط	حروف عطف	حروف فجائیہ	حروف تخصیص

(الف) ان جملوں کو غور سے پڑھیئے۔

(1) احمد گھر میں ہے۔ میز پر قلم ہے۔ لڑکا مدرسہ سے آیا۔

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ 'میں'، 'پر'، 'سے' ایسے الفاظ ہیں جن کے اپنے آپ میں کوئی معنی نہیں ہوتے بلکہ یہ دوسرے الفاظ کے ساتھ مل کر جملے میں معنی پیدا کرتے ہیں ان کو "غیر مستقل کلمے" کہتے ہیں۔

> وہ الفاظ جو ایک لفظ کا تعلق دوسرے لفظ سے ظاہر کرتے ہیں انہیں "حروف ربط" کہتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

مشق: حروف ربط کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیئے۔

.1	انجم کی کتاب	(کی)	.2	گھر میں رہو	(میں)
.3	میز پر قلم ہے	(پر)	.4	شاداں نے خط لکھا	(نے)
.5	حیدرآباد کی بریانی	(کی)	.6	شہر کے لوگ	(کے)

(ب) ان جملوں کو غور سے پڑھیے۔

(1) شاداں اور ثنا پڑھ رہی ہیں۔

(2) نجم السحر اسکول سے آئی اور بیٹھ گئی۔

(3) محفل میں امیر و غریب سب موجود تھے۔

☆ پہلے جملے میں دو اسموں کو ملانے کے لئے ''اور'' کا استعمال کیا گیا۔

☆ دوسرے جملے میں دو جملوں کو ملانے کے لئے ''اور'' کا استعمال کیا گیا ہے۔

☆ تیسرے جملے میں دو لفظوں کو ملانے کے لئے ''و'' کا استعمال کیا گیا ہے۔

> ایسے حروف جو دو جملوں یا اسموں کو ملانے کیلئے استعمال ہوتے ہیں ''حروف عطف'' کہلاتے ہیں۔

مشق : ذیل میں حروف عطف کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

.1	احمد اور محمود	(اور)	.2	محنت کرو تا کہ کامیابی ملے	(تاکہ)
.3	افراح آئی مگر شامہ نہیں آئی	(مگر)	.4	پڑھو یا لکھو	(یا)
.5	آصف آیا البتہ کتاب نہیں لایا	(البتہ)	.6	وہاں امیر و غریب موجود تھے	(و)

Scanned by CamScanner

(ج) ان جملوں کو غور سے پڑھیے۔

(1) سبحان اللہ ! آپ نے کیا خوب کہا۔
اس جملے میں ''سبحان اللہ'' خوشی کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

(2) افسوس ! تم کامیاب نہیں ہو سکے۔

اس جملے میں ''افسوس'' کا لفظ اظہار تاسف کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

وہ کلمے یا الفاظ جو دلی خوشی، رنج یا غم و تحسین و نفرت کے اظہار کے لئے یکا یک زبان سے نکل جاتے ہیں ''حروفِ فجائیہ'' کہلاتے ہیں۔

مشق: ذیل میں حروف فجائیہ کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

1.	سنو! کل جلدی آؤ	( )	2.	اے بچو! خاموش رہو	( )
3.	معاذ اللہ ! فجر نہیں پڑھی	( )	4.	شاباش! اچھے نمبرات حاصل کیے	( )

- ان جملوں کو غور سے پڑھیے۔

(1) طیبہ کو کل ہی اسکول جانا ہے۔

(2) ثناء بھی سبق پڑھ رہی ہے۔

ان دونوں جملوں میں ''ہی'' اور ''بھی'' خصوصیت کے معنی ظاہر کر رہے ہیں۔

ایسے حروف جو کسی اسم، ضمیر یا فعل کے ساتھ آتے ہیں اور ان میں خصوصیت کے معنی پیدا کرتے ہیں ''حروف تخصیص'' کہلاتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

مشق: ذیل میں حروف تخصیص کی نشاندہی کرکے قوسین میں لکھیے۔

1.	راشد بھی گیا	( )	2.	لڑکے کل ہی اسکول آئے	( )
3.	میں جونہی پہنچا وہ بھی آگیا	( )	4.	جماعت میں رہتے ہوئے بھی نہیں سمجھا	( )

مشق: ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ غیر مستقل کلمے کی کون سی قسم ہے قوسین میں لکھیے۔

(1) گھر سے جلدی جاؤ (.................)

(2) ارے! تم کہاں جا رہے ہو (.................)

(3) اللہ نے انسان کو عبادت کے لئے ہی پیدا کیا (.................)

(4) احمد آیا مگر پڑھا نہیں (.................)

(5) حامد و محمود دونوں بھائی ہیں۔ (.................)

(6) راشد نماز پڑھا اور سو گیا (.................)

(7) تھو تھو! اس کا نام مت لو (.................)

(8) تم کو بھی جانا ہے۔ (.................)

(9) اسکول آیا لیکن کتاب نہیں لایا۔ (.................)

(10) وہ مجھ سے چھوٹا ہے۔ (.................)

حروف عطف کی صورتیں

- ان جملوں کو غور سے پڑھیے۔

حروف فجائیہ کی چار قسمیں ہیں

(1) اے خدا ! مجھے نیک بنادے۔ 1- ندا

(2) سنو ! تم کہاں جارہے ہو؟ 2- انبساط

(3) اجی ! ادھر آیئے۔ 3- تحسین 4- تنفر

اوپر کے جملوں میں حروف فجائیہ سنو ! ‘ اجی ! کسی کو مخاطب کرنے یا پکارنے کیلیۓ استعمال ہوتے ہیں۔

حروف فجائیہ کی اس صورت کو ”ندا“ کہتے ہیں۔ جیسے سنو ! ، اجی !

- ان جملوں کو غور سے پڑھیئے۔

1. سبحان اللہ ! آپ نے اول درجہ سے کامیابی حاصل کی۔

2. واہ واہ ! آپ نے کیا خوب کہا۔

حروف فجائیہ کی اس صورت کو ’انبساط‘ کہتے ہیں۔ جیسے سبحان اللہ ، واہ واہ

- ان جملوں کو غور سے پڑھیئے۔

1. شاباش ! تم نے کیا کارنامہ انجام دیا۔

2. ماشاءاللہ! کیا خوب صورت مکان ہے۔

Scanned by CamScanner

ان جملوں میں ''شاباش'' اور ''ماشاءاللہ'' تعریف کیلئے استعمال کیے گئے ہیں۔

حروف فجائیہ کی اس صورت کو ''تحسین'' کہتے ہیں۔ جیسے شاباش ، ماشاءاللہ

- ان جملوں کوغور سے پڑھیے۔

1. نعوذ باللہ ! مجھے بری عادتوں سے نفرت ہے۔
2. تُف ہے ! تمہاری بری عادتوں پر۔

ان جملوں میں ''نعوذ باللہ'' اور تُف ہے نفرت کے اظہار کیلئے استعمال کیے گئے ہیں۔

حروف فجائیہ کی یہ صورت ''نفریں'' کہلاتی ہے۔ جیسے: نعوذ باللہ، تُف ہے۔

مستقل کلمہ کی اقسام

(اجزائے کلام)

اسم	ضمیر	صفت	فعل	متعلق فعل

اسم

- ان جملوں کو پڑھیئے۔

(1) احمد اچھا آدمی ہے۔ (2) حیدر آباد خوبصورت شہر ہے۔
(3) اس کتاب میں کیا لکھا ہے۔

ان جملوں میں ہے۔ احمد ایک آدمی کا نام

حیدر آباد ایک شہر (جگہ) کا نام ہے۔

کتاب ایک چیز کا نام ہے۔

احمد، حیدرآباد، کتاب یہ سب الگ الگ نام ہیں۔

کسی شخص یا جگہ یا چیز کے نام کو ''اسم'' کہتے ہیں۔

اسم کے اقسام

اسم خاص	اسم عام

☆ انور نیک آدمی ہے۔ ☆ دلی ایک بڑا شہر ہے۔

☆ چار مینار بلند عمارت ہے۔

ان جملوں میں: ''انور'' ایک خاص شخص کا نام ہے۔

''دلی'' ایک مخصوص شہر کا نام ہے۔

''چار مینار'' ایک خاص عمارت کا نام ہے۔

انور، دلی اور چار مینار خاص عمارت، شخص اور جگہ کے نام ہیں۔

وہ اسم ہے جو کسی خاص شخص یا خاص جگہ یا خاص چیز کا نام ہو ''اسم خاص'' کہلاتا ہے۔

جبکہ اوپر کے جملوں میں۔

آدمی ، شہر اور عمارت ایک عام الفاظ ہیں۔

اسم عام: وہ اسم ہے جو ایک ہی قسم کے ہر چیز کا نام ہے۔ یعنی عام آدمی، شئے یا مقام کو ظاہر کرتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

مشق (1) ان جملوں میں اسم خاص کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

(1) طیبہ ذہین لڑکی ہے۔ (..........)

(2) دہلی ہمارے ملک کا صدر مقام ہے۔ (..........)

(3) چار مینار بلند عمارت ہے۔ (..........)

(4) تاج محل دنیا کا ایک عجوبہ ہے۔ (..........)

(5) شاکرہ کھیل رہی ہے۔ (..........)

(6) ہندوستان کئی مذاہب کا گہوارہ ہے۔ (..........)

مشق (2) ان جملوں میں اسم عام کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

(1) عمارتیں پرانی ہیں۔ (..........)

(2) گاؤں کا ماحول سرسبز ہوتا ہے۔ (..........)

(3) چیزیں نئی ہیں۔ (..........)

(4) شہروں میں بجلی کا انتظام ہے۔ (..........)

(5) جانور جنگل میں رہتے ہیں۔ (..........)

(6) تمام علاقوں میں تعلیم عام ہو رہی ہے۔ (..........)

اسم خاص کے اقسام

علم	عرف	لقب	خطاب	تخلص

Scanned by CamScanner

- غور کیجیے۔

☆ افراح پڑھ رہی ہے۔ شمامہ لکھ رہی ہے۔

افراح اور شمامہ لڑکیوں کے پیدائشی نام ہیں۔

وہ نام جو کسی شخص یا چیز کے وجود میں آنے کے وقت رکھا گیا ہو "علم" کہلاتا ہے۔

مشق: ذیل کے جملوں سے علم کی نشان دہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

.1	کرشنا ندی لمبی ہے	( )	.2	ہمالیہ اونچا پہاڑ ہے۔	( )
.3	تاج محل خوبصورت ہے	( )	.4	ثنا لکھ رہی ہے۔	( )

- غور کیجیے۔

☆ منو گھر جاؤ۔ ☆ چھوٹو پڑھو۔

اوپر کے جملو میں منو اور چھوٹو محبت سے پکارا جا رہا ہے۔

وہ چھوٹا نام جو محبت یا حقارت سے پکارا جائے 'عرف' کہلاتا ہے۔

مشق: ذیل کے جملوں سے عرف کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

.1	کلو تیل فروخت کرتا ہے	( )	.2	چنو الماری بنا رہا ہے۔	( )
.3	حامد کے بھائی کالو کو بلاؤ	( )	.4	انو پڑھتا ہے۔	( )

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ سے باتیں کرتے تھے۔ جو ان کی خصوصیت تھی۔

Scanned by CamScanner

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "مسیح اللہ" کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنا ہاتھ پھیر کر امراض کو دور کرتے تھے۔ یہ خصوصیت اللہ نے ان کو عطا کی تھی۔

☆ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو "غریب نواز" بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کے معتقدین آپ کے فیوض سے مستفیض ہوتے ہیں۔

> وہ اسم خاص جو کسی صفت یا خاصیت کی وجہ سے مشہور ہو جائے "لقب" کہلاتا ہے۔

مشق: ذیل کے جملوں سے لقب کی نشان دہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

1.	بلبل ہند سروجنی نائیڈو پہلی خاتون گورنر تھیں۔	( )
2.	غالبؔ کو مرزا نوشہ بھی کہا جاتا ہے۔	( )
3.	صوفی سرمد کی رباعیات کو پڑھو	( )
4.	ذبیح اللہ کی قربانی کو یاد کرو	( )

● پدم شری مجتبیٰ حسین نامور مزاح نگار ہیں۔

پدم شری حکومت کی طرف سے مجتبیٰ حسین کو اعزاز کے طور پر دیا گیا ہے۔

> وہ اسم جو کسی کارنامے کی وجہ سے حکومت یا بڑوں کی طرف سے دیا جائے۔ 'خطاب' کہلاتا ہے۔

مشق: ذیل کے جملوں سے خطاب کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

Scanned by CamScanner

1.	بھارت رتن ڈاکٹر عبدالکلام بابائے میزائیل کہتے ہیں۔	( )	2.	سالار جنگ سوم کو نوادرات جمع کرنے کا بے حد شوق تھا۔	( )
3.	ڈاکٹر سر محمد اقبالؔ نے ترانۂ ہندی لکھا	( )	4.	شمس العلماء مولانا محمد حسین آزاد کے مضامین مشہور ہیں۔	( )

☆ خواجہ الطاف حسین حالیؔ

شاعر کا اصلی نام خواجہ الطاف حسین ہے۔

شاعری میں انہوں نے اپنا نام حالیؔ استعمال کیا ہے۔

> وہ قلمی نام جو شاعر اپنے کلام میں پیش کرتا ہے "تخلص" کہلاتا ہے۔

مشق: ذیل کے جملوں سے تخلص کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

1.	مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ	( )	2.	ولی محمد نظیرؔ	( )
3.	علی سکندر جگرؔ	( )	4.	شوکت علی خاں فانیؔ	( )

اس طرح اسم خاص کی پانچ قسمیں ہوتی ہیں۔

علم	عرف	لقب	خطاب	تخلص

Scanned by CamScanner

مشق: ذیل میں اسم خاص کے اقسام کی نشاندہی کر کے لکھیے۔

	شمس العلماء		روح اللہ
	چنو		شاداں انجم
	محمد فاروق		بلبل ہند
	نوبل		جوش
	نجم السحر		حبیب اللہ
	شفا انجم		گیان پیٹھ

اسم عام کے اقسام 5

اسم جمع	اسم ظرف	اسم آلہ	اسم کیفیت	اسم ذات

- ان جملوں کو پڑھیے۔

☆ قلم سے لکھو ☆ کتاب پڑھو ☆ کرسی پر بیٹھو

ان جملوں میں قلم لکھنے کیلئے، کتاب پڑھنے کیلئے، اور کرسی بیٹھنے کی حیثیت سے الگ الگ پہچانی جاتی ہے۔

اسم ذات: وہ اسم ہے جس سے ایک چیز دوسری چیز سے بلا لحاظ وصف پہچانی جائے۔
یعنی جو اپنی مخصوص حیثیت کی وجہ سے پہچانا جائے۔

Scanned by CamScanner

مشق : ان جملوں میں اسم ذات کی نشان دہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

1.	گھوڑا سرپٹ بھاگا	(..........)	2.	کاغذ سفید ہے۔	(..........)
3.	انسان سب سے بہتر ہے	(..........)	4.	عمارت بلند ہے	(..........)

- اس جملے کو پڑھیے۔

☆ بچپن بھی کیسا پیارا زمانہ ہوتا ہے۔

اس جملے میں بچپن سے بچے کی اصلی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔

اسم کیفیت : وہ اسم جو کسی اسم کی اصل کیفیت یا حقیقت کو بتائے ''اسم کیفیت'' کہلاتا ہے۔

مشق :ان جملوں میں اسم کیفیت کی نشان دہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

1.	یاسمین ذہین لڑکی ہے	(.....)	2.	اس کا رنگ مٹیالا ہے	(.....)
3.	دنیا گول ہے	(.....)	4.	آسمان سرخ ہے۔	(.....)
5.	زمین سخت ہے	(.....)	6.	احمد نرم مزاج ہے	(.....)

- اس جملے کو پڑھیے۔

☆ راشد بندوق سے شکار کرتا ہے۔

اس جملے میں بندوق ایک آلہ ہے جس سے شکار کیا جاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

اسمِ آلہ: وہ اسم جو کسی آلہ، اوزار اور ہتھیار کا نام ہو "اسمِ آلہ" کہلاتا ہے۔

مشق: ان جملوں میں اسمِ آلہ کی نشان دہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

1.	بیلن سے روٹی بناؤ	(......)	2.	سبل سے زمین کھودو	(......)
3.	درانتی سے گھانس کاٹو	(......)	4.	معلم پوائنٹر کی مدد سے پڑھا رہے ہیں۔	(......)

- اس جملے کو پڑھیے۔

میں مسجد میں فجر کی نماز ادا کرتا ہوں۔

اس جملے میں مسجد ایک جگہ ہے جہاں نماز ادا کی جاتی ہے اور فجر ایک وقت ہے۔

اسمِ ظرف: وہ اسم جو مکان، وقت اور زمانہ کو بتائے اسمِ ظرف کہلاتا ہے۔ اگر وقت بتائے تو "ظرفِ زمان" اور مقام بتائے تو "ظرفِ مکان" کہلاتا ہے۔

مشق: ان جملوں میں اسمِ ظرف کی نشان دہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

1	میدان میں کھیلو	(......)	2	کوئی لمحہ بھی ضائع مت کرو	(......)
3	ہماری ریاست کا صدر مقام حیدر آباد ہے۔	(......)	4	روزانہ آٹھ گھنٹے پڑھو	(......)

Scanned by CamScanner

- اس جملے کو پڑھیے۔

☆ ہندوستان کی فوج بہت بہادر ہے۔

اس جملے میں فوج سپاہیوں کے مجمع کو کہتے ہیں جس میں بہت سے افراد ہوتے ہیں۔ جو فوج کہلاتے ہیں۔

اسم جمع : وہ اسم جو ایک ہی قسم کے افراد یا چیزوں کیلئے بولا جائے لفظاً واحد اور معناً جمع ہو "اسم جمع" کہلاتا ہے۔

(1) مشق: ان جملوں میں اسم جمع کی نشان دہی کرکے قوسین میں لکھیے۔

1.	با جماعت نماز پڑھو	(......)	2.	صف میں کھڑے رہو۔	(......)
3.	طلبا کی قطار سیدھی ہے۔	(......)	4.	درخت پر طوطوں کا جھنڈ بیٹھا ہے۔	(......)

ضمیر

- اس جملے کو پڑھیے۔

☆ احمد نے کہا کہ میں اسکول جا رہا ہوں تم بھی ساتھ چلو۔

اس جملے میں میں ، اور "تم" کلمہ میں جو اسم کی جگہ استعمال ہوتے ہیں یعنی بولنے والا خود اپنے آپ کو بتا رہا ہے اور اپنے نام کے بدلے "میں" کہہ رہا ہے اور تم سے بھی مراد ایک فرد ہے جس کو احمد "تم" کے ذریعے مخاطب ہو رہا ہے۔

ضمیر : وہ کلمہ ہے جو کسی اسم کی جگہ لایا جائے۔

Scanned by CamScanner

ضمیر کے اقسام

ضمیر شخصی	ضمیر اشارہ	ضمیر موصولہ	ضمیر استفہام	ضمیر تنکیر

- ان جملوں پر غور کیجئے۔

میں اسکول جا رہا ہوں۔ تم کہاں جا رہے ہو؟

وہ گھر جا رہا ہے۔۔

ان جملوں میں 'میں' ، 'وہ' اور 'تم' کا استعمال ہوا ہے۔

میں : میں سے مراد بات کرنے والا ہے جو ایک شخص ہے۔

بات کرنے والے کو "متکلم" کہتے ہیں۔ جیسے: میں ، ہم

تم : تم سے مراد وہ شخص ہے جو سامنے حاضر/موجود ہے۔

سامنے موجود شخص کو "مخاطب یا حاضر" کہتے ہیں۔ جیسے: تم ، آپ

وہ : وہ سے مراد وہ شخص ہے جو سامنے نہ ہو بلکہ غائب ہو۔

دوران گفتگو جو موجود نہ ہو اسے "غائب" کہتے ہیں۔ جیسے: وہ، ان، انھوں

میں، تم، وہ سے مراد افراد یعنی شخص ہے۔

ضمیر شخصی : وہ ضمیر جو کسی شخص کے نام کے بجائے استعمال ہوتا ہے۔ "ضمیر شخصی" کہلاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

مشق (1) ذیل کے جملوں میں ضمیر شخصی کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

.1	تجھ کو گھر جانا ہے۔	(......)	.2	ہم لوگ پڑھ رہے ہیں۔	(......)
.3	میں آیا تھا	(......)	.4	ہم جا رہے ہیں۔	(......)

مشق: ان جملوں میں حاضر، غائب اور متکلم کی نشاندہی کرتے ہوئے قوسین میں لکھیے۔

(1) تم کیا کر رہے ہو۔ (................)

(2) ہم لوگ پڑھ رہے ہیں۔ (................)

(3) میں مسجد جا رہا ہوں۔ (................)

(4) وہ کہاں سے آ رہا ہے۔ (................)

(5) احمد کتاب پڑھتا ہے۔ (................)

(6) آپ کو کہاں جانا ہے۔ (................)

(7) ہمیں لکھنے دو۔ (................)

(8) انہوں نے پوچھا (................)

- ذیل کے جدول کو پڑھیے اور ذہن نشین کیجئے۔

یہ تو آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک کو "واحد" اور دو یا اس سے زائد کو "جمع" کہتے ہیں۔
متکلم، حاضر، غائب کو واحد، جمع کے اعتبار سے اس طرح تقسیم کی جاتی ہے۔
اس تقسیم کو "صیغہ" کہتے ہیں۔

- جدول پر غور کیجیے۔

صیغہ	متکلم	حاضر	غائب
واحد	میں	تم، آپ	وہ، ان
جمع	ہم، ہم سب	تم سب، آپ سب	وہ سب، ان سب

- اس کے استعمال کا طریقہ یہ ہے۔

لفظ	صیغہ	لفظ	صیغہ
تم۔ آپ	واحد حاضر	وہ ، ان	واحد غائب
تم سب۔ آپ سب	جمع حاضر	وہ سب	جمع غائب

واحد		جمع	
میں آیا	واحد متکلم	ہم سب آئے	جمع متکلم
تم آئے	واحد حاضر	تم سب آئے	جمع حاضر
وہ آیا	واحد غائب	وہ لوگ آئے	جمع غائب

- ان جملوں پر غور کیجیے۔

○ یہ قلم ہے۔ ○ وہ کرسی ہے۔

ان جملوں میں ''یہ'' نزدیک کی چیز کیلئے اور ''وہ'' دور کی چیز کیلئے لائے گئے ہیں اور ''یہ'' اور ''وہ'' واحد و جمع کیلئے یکساں بولے جاتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

ضمیر اشارہ : وہ ضمیر جو اشارہ قریب یا بعید کیلئے استعمال ہوتا ہے۔
''ضمیر اشارہ'' کہلاتا ہے۔

مشق (5) ضمیر اشارہ کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھے۔

.1	ان سے کہو	(......)	.2	یہ قلم کس کا ہے۔	(......)
.3	یہ کون ہے	(......)	.4	وہ کس کی کتاب ہے۔	(......)

- اس جملے پر غور کیجیے۔

☆ وہ کتاب جو غائب ہوگئی تھی مل گئی۔

اس جملے میں ''جو'' کی ضمیر کتاب کیلئے لائی گئی ہے اور کتاب کا حال بیان کر رہی ہے۔

ضمیر موصولہ: وہ ضمیر جو کسی بیان کی وضاحت یا دو جملوں کو ملانے کے لئے
استعمال ہوتا ہے۔ ''ضمیر موصولہ'' کہلاتا ہے۔

مشق: ضمیر موصولہ کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

(1) یہ کتاب جس کی ہے اس کو دے دو۔ (............)

(2) وہ لوگ کہاں ہیں جنھوں نے دیکھا۔ (............)

(3) میں آیا تھا لیکن اس سے ملاقات نہ ہو سکی۔ (............)

(4) ہم جا رہے تھے اس کے کہنے سے رک گئے۔ (............)

Scanned by CamScanner

- ان جملوں کو پڑھیئے۔

○ کون آیا ہے۔ ○ کیا لایا ہے۔

ان جملوں میں "کون" اور "کیا" آنے والے کے متعلق پوچھنے کیلئے لایا گیا ہے۔

"کیا" کا لفظ کسی چیز کی نوعیت دریافت کرنے کیلئے لایا گیا ہے۔

ضمیر استفہامیہ: وہ ضمیر جو کوئی سوال پوچھنے کیلئے استعمال ہوتا ہے "ضمیر استفہامیہ" کہلاتا ہے۔

مشق: ضمیر استفہام کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

.1	تم کہاں تھے؟	(......)	.2	یہ کتاب کس کی ہے؟	(......)
.3	وہ کون ہے۔	(......)	.4	تم کب آؤ گے؟	(......)

- ان جملوں کو پڑھیئے۔

○ یہاں کوئی نہیں ہے۔ ○ کچھ خرید کر لاؤ

ان جملوں میں یہاں، کچھ ایسی ضمیریں ہیں جو ایسے شخص اور چیز کے لئے لائی گئی ہے جس کا ٹھیک ٹھیک حال بولنے والے کو معلوم نہیں ہے۔

ضمیر تنکیر: وہ ضمیر جو غیر معین فرد یا شئے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ "ضمیر تنکیر" کہلاتا ہے۔

مشق (4) ضمیر تنکیر کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

.1	کوئی ہے جو سنے۔	(......)	.2	جس کی چاہے دے دو۔	(......)
.3	کچھ ہمیں بھی دے دو۔	(......)	.4	جہاں بھی رہو خوش رہو۔	(......)

Scanned by CamScanner

صفت

- ان جملوں کو پڑھیے۔

○ راشد شریر لڑکا ہے۔ ○ مجھے نمکین غذا پسند ہے۔

پہلے جملے میں شریر کا لفظ یہ بتا رہا ہے کہ لڑکے میں شرارت کی صفت موجود ہے جبکہ دوسرے جملے میں نمکین کا لفظ یہ بتا رہا ہے کہ غذا میں نمک شامل ہے۔

صفت وہ کلمہ ہے جو اسم کی کیفیت یا خصوصیت کو ظاہر کرے۔

صفت کے اقسام

5

صفتِ ذاتی	صفت نسبتی	صفت عددی	صفت مقداری	صفت ضمیری

- ذیل کے جملے غور سے پڑھیے۔

○ یہ کتاب ہلکی ہے۔ ○ یہ کتاب رنگین ہے۔

اوپر کے پہلے جملے میں کتاب کی اندرونی کیفیت کو بتایا جا رہا ہے جب کہ دوسرے جملے میں کتاب کی ظاہری حالت کو بتایا جا رہا ہے۔

صفت ذاتی: وہ صفت جو کسی اسم کی اندرونی یا بیرونی حالت و کیفیت کو بتائے ''صفت ذاتی'' کہلاتی ہے۔

Scanned by CamScanner

- مشق: ان جملوں میں صفت ذاتی کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

.1	ٹھنڈے پانی سے پیاس بجھتی ہے۔	( )	.2	ڈرپوک ہمیشہ بازی ہارتا ہے۔	( )
.3	آم لذیذ میوہ ہے۔	( )	.4	سخی آدمی ہر دل عزیز ہوتا ہے۔	( )

- ذیل کے جملے غور سے پڑھیے۔

○ یہ لڑکا حیدرآبادی ہے۔ ○ یہ ایرانی کھجور ہے۔

اوپر کے جملے میں لڑکے کو حیدرآباد سے اور کھجور کو ایران سے منسوب کیا جارہا ہے۔

صفت نسبتی: وہ صفت جو کسی اسم سے 'ی' معروف کے ذریعہ منسوب کی جاتی ہے۔ ''صفت نسبتی'' کہلاتی ہے۔

- مشق: صفت نسبتی کی نشاندہی کیجیے۔

.1	شیر جنگلی جانور ہے۔	(......)	.2	یہ پہاڑی نسل کی بکری ہے۔	(......)
.3	سورۂ فاتحہ مکی ہے۔	(......)	.4	میں نے انتہائی کوشش کی۔	(......)

- ذیل کے جملے غور سے پڑھیے۔

○ دس آم لے لو ○ دو کتابیں لے جاؤ

اوپر کے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ اسم کی تعداد کو بیان کر رہے ہیں۔

صفت عددی: وہ صفت جو اسم کی تعداد کو بتائے ''صفت عددی'' کہلاتی ہے۔

- مشق: صفت عددی کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

Scanned by CamScanner

1.	پانچواں سبق یاد کرو	(......)	2.	مہینے میں تیس دن ہوتے ہیں۔	(......)
3.	دس کیلو پیاز لاؤ	(......)	4.	چار آدمی جا رہے تھے۔	(......)

- ذیل کے جملے غور سے پڑھیے۔

○ تن بھر کپڑا ○ من بھر روٹی

اس مثال میں 'تن بھر' اور 'من بھر' مقدار کو ظاہر کرتے ہیں۔

صفت مقداری: وہ صفت جو اسم کی مقدار کو بتائے 'صفت مقداری' کہلاتی ہے۔

- مشق: ان جملوں میں صفت مقداری کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیئے۔

1.	میں نے جی بھر آم کھایا	( )	2.	ٹوکری بھر اناج لاؤ	( )
3.	زیادہ کھانے سے آدمی سست رہتا ہے۔	( )	4.	چلو بھر پانی میں ڈوب مرو۔	( )

- ذیل کے جملے غور سے پڑھیے۔

○ تم سا جہاں میں کوئی نہیں ○ ایسی موٹر کار میں نے نہیں دیکھی۔

○ اوپر کے جملوں میں ''تم سا'' اور ''ایسی'' صفت ضمیری ہے۔

صفت ضمیری: وہ ضمائر جو صفت کا کام دیتی ہیں صفت ''ضمیری'' کہلاتے ہیں۔

مشق : ان جملوں میں صفت ضمیری کی نشاندہی کر کے قوسین میں لکھیے۔

1.	مجھ سا استاذ کہاں ملے گا	(......)	2.	ایسی محنتی عورتیں کم ہوتی ہیں۔	(......)
3.	جیسا کام ویسا نام	(......)	4.	ویسے بزرگ اب کہاں ہیں۔	(......)

Scanned by CamScanner

فعل

- ان جملوں کو پڑھے۔

☆ احمد نے سبق پڑھا ☆ حامد ہنس رہا ہے۔

☆ راشد اپنی کامیابی پر خوش ہوگا۔

اوپر کے جملوں میں ☆ پڑھا ☆ ہنس رہا ہے۔ ☆ خوش ہوگا

یہ سب ایسے الفاظ ہیں جو کسی کام کے کرنے یا ہونے کا پتہ دے رہے ہیں۔اس لئے ان کو ''فعل'' کہتے ہیں۔

فعل : وہ کلمہ ہے جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا معلوم ہو۔

فعل کی قسمیں (بلحاظ زمانہ)

3

فعل ماضی	فعل حال	فعل مستقبل

6 4

☆ احمد نے سبق پڑھا۔

احمد کا فعل یعنی پڑھنا گزرے ہوئے زمانہ میں پایا جا رہا ہے۔

فعل ماضی : وہ کام جو گزرے ہوئے زمانے میں واقع ہوا ہو، ''فعل ماضی'' کہلاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

☆ حامد ہنس رہا ہے۔

حامد کا فعل جاری ہے۔

فعل حال : وہ کام جو موجودہ زمانے میں جاری رہے ''فعل حال'' کہلاتا ہے۔

☆ راشد خوش ہوگا۔

راشد کا فعل آئندہ واقع ہوگا۔

فعل مستقبل: وہ کام جو آئندہ زمانے میں واقع ہوگا ''فعل مستقبل'' کہلاتا ہے۔

• مشق: ذیل میں فعل کے اقسام کی نشاندہی کیجیے۔

1.	بچے اسکول جائیں گے۔	(......)	2.	شاکر نے خط لکھا۔	(......)
3.	احمد دوڑا	(......)	4.	خالد لکھ رہا ہے۔	(......)
5.	ساجدہ پڑھ رہی ہے۔	(......)	6.	راشد حیدرآباد آئے گا۔	(......)

فعل ماضی کے اقسام

ماضی مطلق	ماضی قریب	ماضی بعید	ماضی استمراری	ماضی احتمالی	ماضی تمنائی

• ان جملوں پر غور کیجیے اور فرق کو پہچانیئے۔

احمد آیا	احمد آیا ہے	احمد آیا تھا	احمد آ رہا تھا	احمد آیا ہوگا	اگر/کاش احمد آیا ہوتا

جدول سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ ماضی میں احمد کے آنے کی چھ صورتیں ہیں۔

Scanned by CamScanner

- پہلی صورت میں صرف احمد کے آنے کا ذکر ہے یعنی احمد آیا۔

ماضی مطلق: وہ فعل جس سے کسی فعل کا کرنا معلوم ہو فعل یا ''ماضی مطلق'' کہلاتا ہے۔

- دوسری میں احمد کو آئے تھوڑی دیر ہوئی یعنی احمد آیا ہے۔

ماضی قریب: وہ فعل ماضی جس میں کسی کام کو انجام پائے تھوڑا ہی وقت ہوا ہو۔ ''فعل ماضی قریب'' کہلاتا ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ جملہ ''ہے'' پر ختم ہوتا ہے۔

- تیسری صورت میں احمد کو آئے ہوئے بہت دیر ہو چکی ہے۔

ماضی بعید: وہ فعل ماضی جس میں کسی کام کو انجام پائے ہوئے بہت دیر ہو چکی ہو فعل ''ماضی بعید'' کہلاتا ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ جملہ ''تھا'' پر ختم ہوتا ہے۔

- چوتھی صورت میں احمد کے آنے کا فعل ابھی جاری ہے مکمل نہیں ہوا ہے۔

ماضی استمراری: وہ فعل ماضی جس سے کسی کام کا گذشتہ زمانے میں جاری رہنا معلوم ہوتا ہے فعل ''ماضی استمراری'' کہلاتا ہے اس کی پہچان یہ ہے جملہ ''رہا تھا'' پر ختم ہوتا ہے۔

- پانچویں صورت میں احمد کے آنے کے بارے میں شک پایا جا رہا ہے۔

ماضی شکیہ: وہ فعل ماضی جس میں کسی کام کا گزشتہ زمانے میں ہونا شک و احتمال کے ساتھ ہو فعل ''ماضی شکیہ'' یا احتمالی کہلاتا ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ جملہ ''رہا ہوگا'' پر ختم ہوگا۔

Scanned by CamScanner

- آخری صورت میں احمد کا آنا شرط کے ساتھ پایا جا رہا ہے۔

ماضی شرطیہ/تمنائی: وہ فعل ماضی جس میں کسی کام کے کرنے یا ہونے میں کوئی شرط یا تمنا پائی جائے۔ اسے فعل ''ماضی شرطیہ/تمنائی'' کہتے ہیں۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ جملہ ''کاش'' یا ''اگر'' سے شروع ہوگا۔

مشق: ان جملوں کو پڑھیے اور سمجھ کر فعل ماضی کے اقسام کی نشاندہی کیجیے۔

(1) کاش میں گیا ہوتا (.................)

(2) طیبہ کتاب پڑھی (.................)

(3) سلمی ابھی گھر گئی (.................)

(4) بارش ہوئی (.................)

(5) شاداں کھیل رہی تھی (.................)

(6) اگر تم خط لکھے ہوتے (.................)

(7) شاید نفیس برتن صاف کر رہی ہے۔ (.................)

(8) گلشن میں پھول مہکا ہے۔ (.................)

(9) گرمی سخت تھی۔ (.................)

(10) پرندے چہچہا رہے تھے۔ (.................)

Scanned by CamScanner

فعل حال

فعل حال: وہ فعل ہے جو موجودہ زمانے میں کیا جا رہا ہو۔ فعل حال کی پہچان یہ ہے کہ فعل کے ساتھ تا، تی یا رہا، رہی، رہے آتا ہے۔ مثلاً احمد لکھتا ہے۔ فاطمہ پڑھتی ہے۔ داؤد دوڑ رہا ہے۔ ریل جا رہی ہے۔ لڑکے کھیل رہے ہیں۔

فعل حال کے اقسام

فعل حال مطلق	فعل حال ناتمام	فعل حال احتمالی	فعل حال مضارع

- مندرجہ ذیل جملوں پر غور کیجیے۔

وہ آتا ہے۔ میں جاتا ہوں۔ سورج چمکتا ہے۔ احمد کھاتا ہے۔

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ سے کسی کام کا کرنا یا ہونا زمانہ حال میں کسی تخصیص کے بغیر ظاہر ہو رہا ہے۔

حال مطلق: وہ فعل جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا موجودہ زمانے میں پایا جائے فعل ''حال مطلق'' کہلاتا ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ جملہ ''تا ہے'' پر ختم ہوتا ہے۔

- مشق: ذیل کے جملوں کو فعل حال مطلق میں تبدیل کیجیے۔

جملے	فعل حال مطلق	جملے	فعل حال مطلق
حامد گیا		احمد خط لکھا	
نور نے کھانا کھایا		آصف پڑھے گا	

Scanned by CamScanner

● ان جملوں کو پڑھیے اور غور کیجیے۔

وہ آرہا ہے۔ میں جارہا ہوں۔ سورج چمک رہا ہے۔ احمد کھا رہا ہے۔

ان جملوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ زمانۂ حال میں کام مکمل نہیں ہوا ہے۔

حال ناتمام: وہ فعل حال جس میں کام ابھی مکمل نہیں ہوا ہے بلکہ فعل جاری ہے فعل ''حال ناتمام'' کہلاتا ہے۔اس کی پہچان ''رہا ہے'' پر جملہ ختم ہوتا ہے۔

مشق: ذیل کے جملوں کو فعل حال ناتمام میں تبدیل کیجیے۔

جملے	فعل حال ناتمام	جملے	فعل حال ناتمام
چاند چمکتا ہے		بچہ سوتا ہے	
آدمی آئے گا		ندیم لکھے گا	

● ذیل میں دیئے گئے جملوں کو غور سے پڑھیے۔

وہ آرہا ہوگا۔ بادل گرج رہے ہوں گے۔ سورج چمک رہا ہوگا۔

ان جملوں کو پڑھنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ کسی کام کے کرنے یا ہونے میں شک پایا جاتا ہے۔

حال احتمالی: وہ فعل جس میں کسی کام کے موجودہ زمانے میں کرنے یا ہونے میں شک ہو فعل ''حال احتمالی'' کہلاتا ہے اس کی پہچان جملہ ''شاید'' سے شروع ہوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

مشق: ذیل کے جملوں کو فعل حال احتمالی میں تبدیل کیجیے۔

جملے	فعل حال احتمالی	جملے	فعل حال احتمالی
افتخار پڑھے گا		سلمان نے لکھا	
لڑکے کھیل رہے ہیں۔		سلمیٰ گائی	

- اس جملے پر غور کیجیے۔

محنت کرو کامیابی ملی گی۔

اس جملے میں حال فعل ''محنت کرنا ہے'' ہے اور ''کامیابی ملے گی''، فعل مستقبل ہے۔

فعل حال مضارع: وہ فعل حال جس میں موجودہ زمانے کے ساتھ ساتھ مستقبل کو بھی بیان کیا جائے ''فعل حال مضارع'' کہلاتا ہے۔

مشق: ان جملوں کو فعل حال مضارع کے لحاظ سے مکمل کیجیے۔

(1) کام کرتے رہو تنخواہ...........۔ (2) کھاتے رہو...............۔

(3) لکھتے رہو یاد ....۔ (4) اچھا رہو عزت...........۔

مشق: (الف) مندرجہ ذیل جملوں میں فعل حال کی قسموں کو پہچان کر جدول میں لکھیے۔

میں جاتا ہوں	-	کرے کوئی بھرے کوئی	-	میں جا رہا ہوں	-	ہاتھی جھوم رہا ہے	
بجلی چمک رہی ہوگی	-	بادل گرجتے ہیں	-	بارش ہو رہی ہے	-	سورج نکلا ہوگا	
احمد کھا رہا ہے	-	لڑکا رو رہا ہے	-	لڑکی رو رہی ہوگی	-	کہوں یا نہ کہوں	

Scanned by CamScanner

مضارع	حال احتمالی/شکی	حال ناتمام	حال مطلق
....	....	....	....
....	....	....	....
....	....	....	....

(ب) ذیل کے جملوں کو غور سے پڑھیے اور بتائیے کہ فعل حال کی کونسی قسم ہے۔

(1) بندر اُچھل رہا ہے ______

(2) مچھلی تیر رہی ہے ______

(3) مور ناچ رہا ہوگا ______

(4) شیر دھاڑتا ہے ______

(5) جیسا کروگے ویسا بھروگے ______

فعل مستقبل

- مندرجہ ذیل جملوں کو غور سے پڑھیے اور سوچیے:

ریل آئے گی۔ خوشبو پھیلے گی۔ ہم کل جائیں گے۔ شریف کل حیدرآباد جائے گا۔

ان جملوں سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ کام آنے والے زمانے میں ہونے والا ہے۔

وہ فعل جس میں آئندہ زمانہ پایا جائے فعل مستقبل کہلاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

مشق: ان جملوں کو فعل مستقبل میں تبدیل کیجیے۔

جملے	فعل مستقبل	جملے	فعل مستقبل
رقیہ لکھتی ہے		پھول مہکتا ہے	
گرمی ہو رہی ہے		تارے چمکے	
بارش ہوئی		ڈھول بج رہا ہے	

مصدر

- ان جملوں کو پڑھیے۔

بڑوں کی جگہ بیٹھنا بے ادبی ہے۔ تیرنا صحت کے لئے مفید ہے۔

انصاف کرنا حاکم کا فریضہ ہے۔ قرض لینا بُری بات ہے۔

اوپر کے جملوں میں، بیٹھنا، تیرنا، انصاف کرنا، قرض لینا۔ ایسے کلمے ہیں جو کسی نہ کسی کام کا نام ہے۔

مصدر: وہ اسم ہے جو کسی کام کا نام ہو اور اس سے کئی قسم کے فعل اور اسم نکلے۔
مصدر کی پہچان یہ ہے کہ اس کے آخر میں ''نا'' ہو۔ جیسے: بیٹھنا سے بیٹھا، بیٹھتا ہے، بیٹھے گا، بیٹھنے والا، بیٹھا ہوا وغیرہ

Scanned by CamScanner

فعل ۔ فاعل ۔ مفعول

○ ان جملوں کو پڑھیے اور خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجئے۔

حامد دوڑا ، احسان لکھ رہا ہے ، شاداں ہنس رہی ہے

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ حامد، احسان اور شاداں کے کام/فعل کو ظاہر کر رہا ہے۔

فعل: وہ کلمہ ہے جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا ثابت ہو۔

مشق : فعل کی نشان دہی کیجئے اور قوسین میں لکھیے۔

(1) سعدیہ گا رہی ہے۔ (..................)

(2) مور ناچتا ہے۔ (..................)

(3) علی بھاگ رہا ہے۔ (..................)

(4) رؤف پڑھے گا۔ (..................)

● ان جملوں کو پڑھیے اور خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجئے۔

تقی نے خط لکھا ۔ ارشد کتاب پڑھے گا ۔ لڑکے تیر رہے ہیں۔

وہ اسم جس کے ذریعہ کام انجام پاتا ہے یعنی کام کرنے والے کو "فاعل" کہتے ہیں۔

● ان جملوں میں فاعل کی نشان دہی کیجئے اور قوسین میں لکھیے۔

(1) چڑیا چہک رہی ہے۔ (..................)

(2) مالی پھول توڑ رہا ہے۔ (..................)

(3) شفا سبزی کاٹ رہی ہے۔ (..................)

(4) انور بھاگ رہا ہے۔ (..................)

Scanned by CamScanner

● ان جملوں کو پڑھیے اور خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجئے۔

تقی نے خط لکھا۔ عرشیہ گیت گا رہی ہے۔ احمد نے انور کو مارا

معلم سبق پڑھا رہا ہے۔

☆ تقی ، عرشیہ، اور معلم کے ذریعہ کام انجام دیا جا رہا ہے۔ یعنی فاعل کے کام کا اثر خط کشیدہ الفاظ پر ہو رہا ہے۔ جو مفعول ہیں۔

اسم مفعول: وہ اسم جس پر فاعل کے فعل کا اثر ہو ''اسم مفعول'' کہلاتا ہے۔

☆ اس طرح ایک جملہ عام طور پر تین جز پر مشتمل ہوتا ہے۔

فعل	فاعل	مفعول

☆ جملہ کی ترتیب اس طرح ہوگی کہ پہلے فاعل، پھر مفعول اس کے بعد فعل آئے گا۔

جیسے:

نجم السحر	سبق	پڑھتی ہے
↓	↓	↓
فاعل	مفعول	فعل

مشق (1) ان جملوں میں فعل، فاعل اور مفعول کی نشاندہی کیجئے۔

حمیدہ کپڑے دھو رہی ہے۔ رومانہ جھاڑو دے رہی ہے۔

ہاتھی گنا کھا رہا ہے۔ صفیہ کھانا پکا رہی ہے۔

عمران سبق پڑھ رہا ہے۔ اکرم گانا گا رہا ہے۔

Scanned by CamScanner

مفعول	فاعل	فعل

فعل امر۔ فعل نہی

- ذیل کے جملوں کو سمجھ کر پڑھیے۔

کالم (ب)	کالم (الف)
غصہ مت کرو	جلدی جاؤ
جھوٹ مت بولو	تیز دوڑو
پانی ضائع مت کرو	استاد کا ادب کرو
غیبت مت کرو	بڑوں کی عزت کرو
چغلی نہ کھاؤ	ماں باپ کی خدمت کرو

- کالم (الف) کے جملوں میں مخاطب کو حکم دیا جا رہا ہے۔ حکم کو امر کہتے ہیں۔

وہ فعل جس میں کسی کو کوئی کام کرنے کا حکم دیا جائے فعل امر کہلاتا ہے۔

- کالم (ب) کے جملوں میں مخاطب کو کسی کام سے روکا جا رہا ہے۔ اس کو نہی کہتے ہیں۔

وہ فعل جس کے کرنے سے کسی کو روکا جائے فعل نہی کہلاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

- اس طرح فعل کی دو قسمیں ہیں۔

فعل نہی	فعل امر

مشق: ان جملوں کو فعل امر اور فعل نہی میں تبدیل کیجیے۔

فعل نہی	فعل امر	جملے
....	....	طیبہ پڑھتی ہے
....	....	شادان لکھتی ہے
....	....	شفا کام کرتی ہے
....	....	نجم السحر گاتی ہے

فعل لازم۔ فعل متعدی۔ فعل ناقص

- ان جملوں کو غور سے پڑھیے۔

ندیم نے لکھا۔ باری نے پڑھا۔ حامد گیا۔

ان جملوں میں لکھا، پڑھا، گیا فعل ہے جس کو ندیم، باری، حامد انجام دے رہے ہیں جو فاعل ہیں۔ اس طرح یہ جملے فعل اور فاعل سے مکمل ہو رہے ہیں۔

جب کوئی جملہ فعل فاعل سے مکمل ہو تو اس فعل کو "فعل لازم" کہتے ہیں۔

- ان جملوں کو غور سے پڑھیے اور فعل اور فاعل کی نشاندہی کیجیے۔

فاعل	فعل	جملے	
		بچے فٹ بال کھیل رہے ہیں۔	1
		لڑکے کھانا کھا رہے ہیں۔	2
		لڑکیاں گانا گا رہی ہیں۔	3

Scanned by CamScanner

- ان جملوں کو غور سے پڑھیے۔

حامد فٹ بال کھیل رہا ہے۔ شاہد خط لکھ رہا ہے۔ مکیش گانا گا رہا ہے۔

☆ اوپر کے تمام جملوں میں فاعل کے فعل کا اثر خط، فٹ بال، گانا پر ہو رہا ہے جو مفعول ہیں۔

فعل متعدی: جب جملے میں فعل، فاعل اور مفعول پایا جائے تو اسے "فعل متعدی" کہتے ہیں۔

☆ مشق: ان جملوں میں فعل، فاعل اور مفعول کی نشاندہی کرتے ہوئے لازم متعدی کی نشاندہی کیجیے۔

جملے	فعل	فاعل	مفعول	فعل لازم/متعدی
مور ناچ رہا ہے				
سورج ڈوب گیا				
انیس نے قرآن پڑھا				
حاتم نے غریبوں کو کھانا کھلایا				
اکبر نے سبق پڑھا				

- ان جملوں کو پڑھیے۔

ارشد بیمار ہے۔ شیر زخمی ہے۔

ان جملوں میں اسم (ارشد، شیر) کی کیفیت ظاہر ہو رہی ہے نہ کہ فاعل کا اثر پڑ رہا ہے۔

Scanned by CamScanner

ایسا جملہ جس میں فاعل کے فعل کا اثر دکھائی نہ دے بلکہ اسم کی کیفیت ظاہر ہو۔ ''فعل ناقص'' کہلاتا ہے۔

اس طرح معنی کے لحاظ سے فعل کی تین قسمیں ہیں۔

فعل لازم	فعل متعدی	فعل ناقص

مشق : ان جملوں میں فعل لازم، متعدی اور ناقص کی نشاندہی کیجئے۔

چار مینار خوبصورت عمارت ہے۔	
طلبا اسکول گئے۔	
معلم نے سبق پڑھایا۔	
حامد آیا۔	
پرندے گھونسلوں میں ہیں۔	

فعل معروف۔ فعل مجہول

- ان جملوں کو غور سے پڑھیے اور فرق محسوس کیجیے۔

کالم (الف)	کالم (ب)
خالد نے خط لکھا	خط لکھا گیا
پروین نے نماز پڑھی	نماز پڑھی گئی
نازنین نے نعت سنائی	نعت سنائی گئی
ہارون نے سانپ کو مارا	سانپ مارا گیا
سلمیٰ نے شربت پیا	شربت پیا گیا

☆ کالم (الف) کے تمام جملوں میں خالد، پروین، نازنین، اور سلمیٰ فاعل ہیں۔

Scanned by CamScanner

جب جملے میں فعل کا فاعل معلوم ہو تو فعل معروف کہا جاتا ہے۔

وہ فعل جس میں فعل کا فاعل معلوم ہو فعل معروف کہلاتا ہے۔

☆ کالم (ب) کے تمام جملوں میں خط، نماز، نعت، سانپ اور شربت مفعول ہے جب کہ لکھا گیا، پڑھی گئی، سنائی گئی، مارا گیا اور پیا گیا فعل ہے۔ ان جملوں میں فعل تو واقع ہو رہا ہے لیکن فاعل نامعلوم ہے، جو مجہول ہے۔

فعل مجہول: وہ فعل جس کا فاعل معلوم نہ ہو "فعل مجہول" کہلاتا ہے۔

مشق: ان جملوں میں فعل معروف اور فعل مجہول کی نشان دہی کیجیے۔

(1) شہر کی صفائی ہوئی۔ (.................)

(2) حبیب نے سبق پڑھایا۔ (.................)

(3) رحیم نے خط لکھا۔ (.................)

(4) تختۂ سیاہ صاف کیا گیا۔ (.................)

(5) پنکھا گھوم رہا ہے۔ (.................)

(6) صفی لکھ رہا ہے۔ (.................)

فعل مثبت۔ فعل منفی

○ ان جملوں پر غور کیجئے۔

کالم (الف)	کالم (ب)
1. عبدالرؤف نے دیکھا	4. عبدالرؤف نہیں دیکھا
2. احمد گھر گیا	5. احمد گھر نہیں گیا
3. بچوں نے پڑھا	6. بچوں نے نہیں پڑھا

Scanned by CamScanner

- کالم (الف) کے جملوں میں کسی کام کا ہونا ثابت ہو رہا ہے۔

> وہ فعل جس میں کسی کام کا ہونا ثابت ہو "فعل مثبت" کہلاتا ہے۔

- کالم (ب) کے جملوں سے کام کا نہیں ہونا ظاہر ہو رہا ہے۔

> وہ فعل جس میں کسی کام کا نہ ہونا ثابت ہو "فعل منفی" کہلاتا ہے۔

- اس طرح فعل کی دو قسمیں ہیں۔

فعل مثبت	فعل منفی

مشق (1) ان جملوں کو مثبت سے منفی میں تبدیل کیجئے۔

مثبت جملے	منفی جملے
نور صبح جلد اٹھا۔	....
احمد نے بات کرنے سے پہلے سلام کیا۔	....
طلبا اسکول سے وقت پر لوٹے۔	....
اس نے جلدی جلدی کام کیا۔	....
علی صاف ستھرا رہتا ہے۔	....

مشق (1) ان جملوں کو مثبت میں تبدیل کیجئے۔

منفی جملے	مثبت جملے
حامد روزانہ نہیں پڑھتا	....
حماد اسکول پابندی سے نہیں آتا ہے۔	....

راشد وقت پر کھانا نہیں کھاتا ہے۔	....
شاہین گھر کا کام نہیں کرتی ہے۔	....

متعلق فعل

- ان جملوں کو پڑھیئے۔

☆ طیبہ خوب پڑھتی ہے۔

☆ شاداں اچھا لکھتی ہے۔

ان جملوں میں خوب، اور اچھا کا لفظ فعل کی کیفیت کو بتا رہا ہے۔

متعلق فعل وہ الفاظ ہیں جو فعل کی مختلف حالتوں کو بیان کرتے ہیں۔

☆ مشق: ان جملوں میں متعلق فعل کی نشاندہی کیجیے۔

.1	اِدھر اُدھر مت دیکھو	(......)	.2	بیشک اس نے کہا	(......)
.3	دفعتاً وہ رونے لگا	(......)	.4	آج آنے میں دیر ہوگئی	(......)
.5	سویرے اٹھو	(......)	.6	دس بار لکھو	(......)
.7	ہرگز ایسا مت کرو	(......)	.8	بالآخر وہ چلا گیا	(......)

Scanned by CamScanner

علم نحو

علم نحو: علم نحو وہ علم ہے جس میں کلموں کی باہمی تعلق، ترتیب، تطبیق اور کلام کی معنوی حیثیت اور ساخت سے بحث ہوتی ہے۔

لفظ

یہ تو آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حروف کے بامعنی مجموعہ کو ''لفظ'' کہتے ہیں۔

لفظ کے اقسام

مفرد لفظ	مرکب لفظ

- ان پر غور کیجیے۔

حصہ الف	معنی
قوس	کمان
شاعر	شاعر
ہفت	سات

حصہ ب	معنی
قوس قزح	دھنک
شاعر مشرق	مشرق کا شاعر
ہفت گنبد	سات گنبد

حصہ الف کے الفاظ مفرد ہیں جو مکمل معنی دے رہے ہیں جبکہ حصہ ب کے الفاظ دو لفظوں سے مرکب ہیں۔ دونوں لفظ مل کر ایک مکمل معنی دے رہے ہیں۔ ایک ہی

Scanned by CamScanner

مفہوم کو ادا کر رہے ہیں۔

مفرد لفظ : با معنی لفظ واحد کو "مفرد لفظ" کہتے ہیں۔

مرکب لفظ : دو لفظوں کا با معنی مجموعہ "مرکب الفاظ" کہلاتا ہے۔

- اس طرح لفظ کی دو قسمیں ہیں۔

(1) مفرد لفظ (2) مرکب لفظ

مشق : ان میں سے مفرد اور مرکب الفاظ کو جدول کے مطابق لکھیئے۔

گلستان - گلبدن - سنہری کرن - شخصیت - مضمون

نمودار - شادان - اساتذہ

مفرد الفاظ				
مرکب الفاظ				

مرکب اضافی

- ذیل کے الفاظ میں پڑھیئے اور ان کے معنی پر غور کیجئے۔

حصہ (الف)	حصہ (ب)
تاج محل	دل کا دیا
چار مینار	عادل کی عدالت
ترقی پسند	منظر کی کدورت
حیدر آباد	دھرتی کی پیاس

Scanned by CamScanner

حصہ الف کے الفاظ دو لفظوں سے مرکب ہیں بعض وقت ایک مکمل معنی و مفہوم کی ادائیگی کیلئے دو یا دو سے زائد الفاظ کا سہارا لیتے ہیں۔

مرکب غیر اضافی: دو یا دو سے زائد الفاظ کو ایک ہی معنی و مفہوم کیلئے جوڑنا مرکب غیر اضافی کہلاتا ہے۔ جس کو مرکب ''امتزاجی'' بھی کہتے ہیں۔

جبکہ حصہ (ب) کے الفاظ میں دیا کا تعلق دل سے اور عدالت کا عادل سے، کدورت کا منظر سے اور پیاس کا تعلق دھرتی کے ساتھ ظاہر کیا گیا ہے۔ ایسے تعلق کو دو اسموں یا اسم ضمیر کے درمیان واقع ہو ''اضافت'' کہتے ہیں اور جس کے ساتھ تعلق ظاہر کیا جائے اسے ''مضاف الیہ'' اور جس کا تعلق ظاہر کیا جائے اسے ''مضاف'' کہتے ہیں۔ اوپر کے مثالوں میں دل، عادل، منظر اور دھرتی ''مضاف الیہ'' ہے جبکہ دیا، عدالت، کدورت اور پیاس ''مضاف'' ہے۔

مرکب اضافی: ایک اسم کا تعلق دوسرے اسم، صفت یا فعل سے جوڑنے کو مرکب اضافی کہتے ہیں۔
(مضاف اور مضاف الیہ کے مجموعہ کو مرکب اضافی کہتے ہیں)

☆ مضاف : جس کا تعلق جوڑا جائے اسے مضاف کہتے ہیں۔

☆ مضاف الیہ : جس کے ساتھ تعلق جوڑا جائے مضاف الیہ کہتے ہیں۔

مشق : ذیل میں سے کونسا لفظ مرکب اضافی ہے اور کونسا غیر اضافی ہے۔

قوسین میں لکھیئے۔

(1)	خوشگوار	(......)	(2)	اِدھر اُدھر	(......)
(3)	اسکول کے بچے	(......)	(4)	اللہ کی عبادت	(......)
(5)	مدرسہ کے طلبہ	(......)	(6)	محنتی بچے	(......)
(7)	قومی پرچم	(......)	(8)	حیدرآباد کی چوڑیاں	(......)
(9)	شہر کے لوگ	(......)	(10)	کشمیر کا میوہ	(......)

اضافت کی صورتیں

- ذیل کے جملوں پر غور کیجئے۔

حصہ (الف)		حصہ (ب)
آزادی کا دن		یومِ آزادی
تعمیر کا فن		فنِ تعمیر
ذکر کے قابل		قابلِ ذکر
مغفرت کی دعا		دعائے مغفرت

حصہ الف اور حصہ ب کے تمام الفاظ مرکب اضافی ہیں اور معنی و مفہوم کے لحاظ سے یکساں ہیں۔ فرق یہ ہے کہ حصہ الف کے الفاظ میں ''دن'' کا ''آزادی'' سے، ''فن'' کا ''تعمیر'' سے، ذکر کا قابل سے اور ''دعا'' کا ''مغفرت'' سے تعلق ظاہر کرنے

Scanned by CamScanner

کیلئے "کا، کی، کے" وغیرہ الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔ جبکہ حصہ ب کے الفاظ میں مضاف اور مضاف الیہ کے تعلق کو ظاہر کرنے کیلئے زیر کا استعمال کیا گیا ہے جو" کا، کی، کے"، کے معنی پیدا کرتے ہیں۔

مشق: ان مرکب اضافی علامت کسرہ والے الفاظ کو حروف اضافی میں تبدیل کیجئے۔

طرزِ تعمیر		ترانہ ہندی	
ماہِ رمضان		وادی سندھ	
مسجدِ قرطبہ		بازارِ حسن	
احساس خودی		شب معراج	

مرکب غیر اضافی / امتزاجی کی صورتیں

مرکب توصیفی	متضاد المعنی	ہم معنی/ مترادف
قریب المعنی	سابقہ/ لاحقہ	تکرار لفظی

مرکب توصیفی

- ان الفاظ کو پڑھیے۔

شریف انسان　　نیک آدمی　　شریر لڑکا　　کالے کپڑے

اوپر کے مثالوں میں انسان کو شریف، آدمی کو نیک، لڑکے کو شریر اور کپڑے کو

Scanned by CamScanner

کالے کے ساتھ وصف بیان کرنے کیلئے جوڑا گیا ہے۔یعنی شریف، نیک، شریر، کالے تمام صفات ہیں۔انسان، آدمی، لڑکا اور کپڑے تمام موصوف ہیں۔

- ## تعریف:

جو مرکب صفت اور موصوف سے مل کر بنے اس کو مرکب توصیفی کہتے ہیں۔
یعنی ایسا مرکب لفظ جس میں موصوف کی خوبی یا خامی بیان کی جائے۔

مشق: ان الفاظ میں موصوف اور صفت کی نشاندہی کیجئے۔

	جملے	موصوف	صفت
1.	خوشبودار پھول		
2.	قدیم عمارت		
3.	اونچی دیوار		
4.	بوڑھا آدمی		
5.	اچھی کتاب		

متضاد المعنی

- ان جملوں پر غور کیجئے۔

☆ میں صبح شام محنت کرتا رہتا ہوں ☆ یہ لڑکا رات دن پڑھنے میں لگا ہوا ہے۔

Scanned by CamScanner

پہلے جملے میں صبح شام اور دوسرے جملے میں رات دن کا استعمال ایک ساتھ ہوا ہے۔ اور دونوں الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

جب ایک مرکب لفظ میں دو الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہوں تو ''متضاد الفاظ'' کہلاتے ہیں۔

مشق: الفاظ کی متضاد جوڑی بنائیے۔

بچے ، قدیم ، بیشی ، جیت ، کمی ، بوڑھے ، کالا ، جدید، گورا ، ہار ، سفید، سیاہ

☆ .... ☆ .... ☆ ....

☆ .... ☆ .... ☆ ....

☆ .... ☆ .... ☆ ....

○ چند متضاد الفاظ یہ ہیں۔

الفاظ	ضد
نشیب	فراز
ابتدا	انتہا
اول	آخر
عرش	فرش
شکست	فتح

الفاظ	ضد
اجالا	اندھیرا
ادنیٰ	اعلیٰ
موت	زیست
گراں	ارزاں
تکلیف	راحت

شکست

Scanned by CamScanner

الفاظ		ضد
شب	:	روز
ہجر	:	وصال
دیر	:	حرم
حق	:	باطل
گدا	:	شاہ
بقا	:	فنا
سفید	:	سیاہ
اعلیٰ	:	ادنیٰ
شکست	:	فتح
گراں	:	ارزاں
آشکار	:	پوشیدہ
جلوت	:	خلوت
اصغر	:	اکبر
قلیل	:	کثیر

الفاظ		ضد
قدیم	:	جدید
حرام	:	حلال
تذلیل	:	تکریم
آغاز	:	انجام
بد	:	نیک
حیات	:	موت
طول	:	عرض
خاص	:	عام
نفع	:	نقصان
جامع	:	مختصر
نشیب	:	فراز
سزا	:	جزا
خیانت	:	امانت
حق	:	ناحق

Scanned by CamScanner

ہم معنی/مترادف

- غور کیجیے۔

چاند ...... کو قمر ، ماہ اور مہتاب بھی کہتے ہیں۔
سورج ...... کو شمس ، مہر اور آفتاب بھی کہتے ہیں۔
آسمان ...... کو فلک ، گگن اور آکاش بھی کہتے ہیں۔

اگر ایک مرکب لفظ میں دونوں الفاظ ایک ہی معنی و مفہوم رکھتے ہوں تو ایسے الفاظ ہم معنی یا مترادف کہلاتے ہیں۔

الفاظ	:	مترادفات/ہم معنی	الفاظ	:	مترادفات/ہم معنی
بہشت	:	جنت	خاک	:	مٹی
ہوا	:	فضا	جنگل	:	صحرا
روشنی	:	اجالا	سمندر	:	بحر
ہوا	:	فضا	لباس	:	کپڑا
نجم	:	اختر	زمین	:	ارض
فرشتہ	:	ملک	دل	:	قلب
روشنی	:	ضیاء	قبر	:	گور
چمک	:	تابانی	مٹی	:	خاک

Scanned by CamScanner

مرض	:	بیماری	قیام گاہ	:	کاشانہ
ملاح	:	ناخدا	کشتی	:	سفینہ
رخسار	:	گال	راحت	:	سکون
جنگل	:	دشت	زندگی	:	حیات
مئے	:	شراب	پرندہ	:	طائر
اوس	:	شبنم	معلم	:	استاد
بت	:	صنم	جنت	:	بہشت

مشق: ذیل کے الفاظ کے مترادف لکھیے۔

مرض		دکھ	
مسند		جنگل	
زلزلہ		زمین	
فلک		چشمہ	

قریب المعنی

○ ان الفاظ پر غور کیجیے۔

کام کاج	رہن سہن	حساب کتاب
چال چلن	آن بان	لوٹ کھسوٹ

Scanned by CamScanner

اوپر کے ہر دو لفظ کی جوڑی سے صرف ایک لفظ کے مکمل معنی و مفہوم ادا ہوتے ہیں۔ اگر ان کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے تو دوسرے لفظ کا مکمل مفہوم ادا نہیں ہوگا۔ جبکہ ہمیشہ ایک ساتھ ہی مستعمل ہوتے ہیں۔

جب دو الفاظ ملکر ایک ہی مفہوم ادا کرتے ہوں اور دونوں قریب قریب کے معنی رکھتے ہوں تو قریب المعنی کہلاتے ہیں۔

مشق: قریب المعنی الفاظ لکھیے۔

(1)		(2)	
(3)		(4)	

سابقہ

○ ان الفاظ پر غور کیجئے۔

- ⊙ بے حال ⊙ بے دم
- ⊙ ہم خیال ⊙ ہم سفر
- ⊙ خوش اخلاق ⊙ خوش نصیب
- ⊙ باحیا ⊙ با وضو

اوپر کے تمام کے تمام الفاظ مرکب ہیں اور مکمل معنی مفہوم ادا ہو رہے ہیں۔ خط کشیدہ الفاظ کو شروع میں جوڑ کر معنی میں وسعت پیدا کیا جا رہا ہے۔

Scanned by CamScanner

بامعنی لفظ یا اسم کے شروع میں دوسرا حرف یا لفظ جوڑنا ''سابقہ'' کہلاتا ہے۔

مشق (1) مناسب سابقہ جوڑیئے۔

⊙	.... مزاج	⊙	.... فہمی
⊙	.... آمدید	⊙	.... عیب
⊙	.... حاصل	⊙	.... حامل
⊙	.... ملے	⊙	.... پڑھ

عموماً یہ تمام سابقہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

ہم ۔ عالی ۔ لا ۔ بے ۔ دل ۔ بیش۔ پیش۔ کم۔ بار ۔ نا ۔ زیر
صاحب اہل ۔ ذی ۔ غیر ۔ نو ۔ یک

ہم : ہم سفر ۔ ہمدم ، ہم زلف ، ہم راز ، ہم معنی۔

عالی : عالی شان، عالی جاہ، عالی مرتبہ، عالی مقام، عالی جناب۔

لا : لاچار، لاعلاج، لاثانی، لاتعداد، لاحاصل۔

بے : بے وجہ، بے صبر، بے غرض، بے گناہ ، بے قصور۔

در : درپردہ، درآمد، دراصل، درپے، درکار۔

بیش : بیش قیمت، بیش بہا، بیش درجہ۔

پیش : پیش خدمت، پیش روی ، پیش لفظ، پیش قدمی ، پیش کش۔

Scanned by CamScanner

کم : کم تر ، کم سخن ، کم یاب، کم زور ، کم ظرف۔

با : باسلیقہ ، بااثر ، باوقار ، باکمال ، باداب۔

نا : نااہل ، ناچار ، نامناسب، نالائق ، ناجائز۔

زیر : زیرپرورش ، زیرجامہ ، زیرنگرانی ، زیرلب ، زیراثر۔

صاحب: صاحب کمال ، صاحب مکان ، صاحب اولاد

صاحب اختیار ، صاحب عزت۔

اہل : اہل مکان ، اہل محفل ، اہل محلّہ ، اہل مدرسہ ، اہل مجلس۔

ذی : ذی شعور ، ذی وقار ، ذی شان ، ذی حیات ، ذی علم۔

غیر : غیرمرد ، غیرمعمولی ، غیرآباد ، غیرحاضر ، غیرذمہ دار۔

نو : نوبہار ، نوعمر ، نوخیز ، نونہال ، نوروز ۔

یک : یکجہتی ، یک مشت ، یک سوئی، یکساں ، یک رنگی۔

لاحقہ

○ ان الفاظ پر غور کیجیے۔

⊙	دل دار	⊙	شان دار
⊙	کتب خانہ	⊙	دیوان خانہ
⊙	عقل مند	⊙	دولت مند
⊙	عطرفروش	⊙	میوہ فروش

اوپر کے تمام مرکب الفاظ میں مکمل معنی و مفہوم ادا ہو رہے ہیں۔ اگر دل کو دار سے، کتب کو خانہ سے، عقل کو مند سے، مکان کو دار سے الگ کر دیا جائے تو مفہوم بالکل بدل جائے گا۔

لفظ یا اسم کے بعد دوسرا حرف یا لفظ کا جوڑنا ''لاحقہ'' کہلاتا ہے۔

عموماً یہ الفاظ لاحقہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

ناک۔فروش۔دار۔گاہ۔نما۔نگار۔نویسی۔خواہ ۔افزا۔ساز ۔گار ۔نواز

ناک : خطرناک، ہولناک، الم ناک، خوف ناک، افسوس ناک۔

فروش: سبزی فروش، عطر فروش، گل فروش، ایمان فروش ، کتب فروش۔

دار : جاندار ، دیانت دار ، ذمہ دار ، دلدار ، جانب دار۔

گاہ : قیام گاہ ، عبادت گاہ ، عیدگاہ ، بندرگاہ ، آرام گاہ۔

نما : بدنما ، قطب نما ، گنبدنما ، خوش نما ، انگشت نما۔

نگار : مضمون نگار، منظر نگار، افسانہ نگار، واقعہ نگار ، نامہ نگار۔

نویسی : نقل نویسی ، عرضی نویسی ، خوش نویسی ، واقعہ نویسی۔

خواہ : بدخواہ ، خاطرخواہ ، خیرخواہ ، قرض خواہ ، بہی خواہ۔

افزا : روح افزا ، حوصلہ افزا، فرحت افزا، ہمت افزا، سکون افزا۔

ساز : چارہ ساز ، جلدساز ، زمانہ ساز ، جعل ساز ، اسلحہ ساز۔

گار : خدمت گار ، مددگار ، طلب گار ، پرہیزگار ، یادگار۔

نواز : غریب نواز، مسافر نواز، بندہ نواز، مہمان نواز، دل نواز۔

Scanned by CamScanner

تکرار لفظی

- ان جملوں پر غور کیجیے۔

☆ احمد خوشی خوشی چلا گیا۔ ☆ گھر گھر دیپ جلے ہیں۔

ان دونوں جملوں میں ''خوشی'' اور ''گھر گھر'' کا لفظ دو بار استعمال ہوا ہے۔

کسی بات پر زور دینا ہو تو الفاظ کی تکرار کی جاتی ہے۔ ایسی ترکیب کو تکرار لفظی کہتے ہیں۔

(ب) ان دونوں جملوں پر غور کیجیے۔

- آج انسان کو ہر قدم پر مشکلات کا سامنا ہے۔
- آج انسان کو قدم قدم پر مشکلات کا سامنا ہے۔

دونوں جملوں پر غور کریں گے تو یقیناً دوسرا جملہ معنی اور مفہوم کے اعتبار سے معنی خیز ہے۔

- مشق I : دیئے گئے تکرار لفظی سے دو جملے لکھیے۔

اپنا اپنا۔ بڑی بڑی۔ چلتے چلتے۔ ساتھ ساتھ۔ الگ الگ۔ قسم قسم۔ کون کون۔ کبھی کبھی۔ عش عش۔ بات بات۔ بار بار۔

Scanned by CamScanner

مشق II: ان جملوں کو مثال کے مطابق تکرار لفظی میں تبدیل کیجیے۔ ☆

مثال : شاداں پڑھ رہی تھی اب سوگئی۔

جملہ : شاداں پڑھتے پڑھتے سوگئی۔

1. طیبہ اسکول کی گھنٹی کی آواز سن کر جلدی بھاگ کر اسکول پہنچی

جملہ : طیبہ اسکول کی گھنٹی کی آواز سن کر جلدی جلدی بھاگ کر اسکول پہنچی۔

2. راشد جا رہا تھا رک گیا۔

جملہ : راشد جاتے جاتے رک گیا۔

3. صحرا میں لوگ پانی کی بوند کے لیے ترستے ہیں۔

جملہ : صحرا میں لوگ بوند بوند کیلئے ترستے ہیں۔

4. جب بھی چاند نکلا تب آپ کی یاد آئی۔

جملہ : جب جب چاند نکلا تب تب آپ کی یاد آئی ہے۔

ترکیب توصیفی

(الف) ان الفاظ کو پڑھیے اور اس کے معنی پر غور کیجیے۔

الفاظ	معنی
گل سرخ	سرخ گلاب

الفاظ	معنی
قصہٗ پارینہ	پُرانا قصہ

ان الفاظ میں معنی کے لحاظ سے پہلا لفظ آخری اور آخری لفظ پہلا بن گیا ہے۔

مگر کا کے کی کا استعمال نہیں ہوا۔

Scanned by CamScanner

جب کوئی لفظ ہمزۂ اضافت یا کسرۂ اضافت کے ساتھ استعمال ہو مگر کا، کے، کی، کے معنی پیدا نہ ہو تو ایسے مرکب کو ''ترکیب توصیفی'' کہا جاتا ہے۔

جیسے : برادر خورد، درِ یتیم، کوہ بلند

1. سرد ہوا	2. سبز پتہ	3. نرم کپڑا	4. وسیع ذہن

ترکیب اضافی

(الف) اس شعر کو پڑھیئے۔

دردِ دل پاسِ وفا جذبۂ ایمان ہونا
آدمیت ہے یہی اور یہی انسان ہونا

(ب) شعر کے ان الفاظ پر غور کیجیے۔

دردِ دل جذبۂ ایمان پاسِ وفا

ان میں سے ہر پہلے لفظ کے نیچے ایک زیر لگائی گئی ہے۔ اسی زیر کی وجہ سے دو الفاظ ایک دوسرے سے جڑ گئے ہیں۔ اس جوڑنے والی زیر کو ''کسرۂ اضافت'' کہتے ہیں۔

- جذبۂ ایمان

جب کوئی لفظ ہمزہ کے ذریعہ دوسرے لفظ سے جڑ جائے تو اسے ''ہمزہ اضافت'' کہتے ہیں۔ کسرہ یا ہمزہ سے جڑے ہوئے الفاظ کو ''ترکیب اضافی'' کہتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

(ج) اب ان الفاظ کے معنی پر غور کیجیے۔

الفاظ	معنی
دردِ دل	دل کا درد
جذبۂ ایمان	ایمان کا جذبہ

الفاظ	معنی
پاسِ وفا	وفا کا پاس (لحاظ)

☆ معنی کے لحاظ سے آخری تلفظ پہلا اور پہلا لفظ آخری بن گیا۔

☆ زیر (کسرۂ اضافت، ہمزۂ اضافت) کا سے بدل گیا۔

(د) اب ان جملوں پر غور کیجیے۔

☆ ناصر دل کے درد کا شکار ہے۔ ☆ ناصر دردِ دل کا شکار ہے۔

☆ علم کے حصول کیلئے مدرسہ آرہا ہوں۔

☆ حصولِ علم کیلئے مدرسہ آرہا ہوں۔

جملہ

جس طرح حروف کا مجموعہ ''لفظ'' کہلاتا ہے۔اسی طرح لفظوں کا مجموعہ ''جملہ'' کہلاتا ہے۔

جملہ : الفاظ کا وہ مجموعہ جس سے کچھ معنی ومفہوم ادا ہوتا ہے ''جملہ'' کہلاتا ہے۔

جیسے : احمد اردو پڑھتا ہے۔

○ ان جملوں کو پڑھیے۔

(1) احمد پڑھتا ہے۔ (2) شاداں کتاب پڑھتی ہے۔

پہلے جملے میں احمد کے تعلق سے بتایا گیا ہے کہ وہ پڑھتا ہے، جملے میں جس کے تعلق سے کچھ کہا جائے وہ ''مبتدا'' کہلاتا ہے اور جس تعلق سے کہا جائے وہ ''خبر'' ہے۔

دوسرے جملے میں شاداں ''مبتدا'' ہے جبکہ ''کتاب پڑھتی ہے''۔ ''خبر'' ہے۔

ان جملوں میں احمد اور شاداں ''اسم'' ہیں اور مبتدا ہیں، مبتدا ہمیشہ اسم ہوتا ہے جبکہ ''پڑھتا ہے'' فعل ہے۔ خبر ''فعل'' اور ''اسم'' دونوں ہو سکتے ہیں۔

جملہ : ایک جملہ دو عناصر پر مشتمل ہوتا ہے۔ مبتدا۔ خبر۔

مبتدا : ہمیشہ شروع میں ہوتا ہے جو اسم ہوتا ہے۔

خبر : مبتدا کے بعد کا حصہ ہے جو فعل، اسم وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے۔

جملہ بنانے کا طریقہ: جملے میں پہلے فاعل پھر مفعول اس کے بعد فعل آتا ہے۔

جیسے : طیبہ خط لکھتی ہے۔

اس طرح جملے کے دو اجزاء ہوتے ہیں۔

مبتدا	خبر

(ب) اس جملے پر غور کیجیے۔

☆ شہر حیدرآباد خوبصورت ہے۔

اس جملہ میں حیدرآباد مبتدا ہے اس کی مزید وضاحت کیلئے ''شہر'' کا اضافہ کیا

Scanned by CamScanner

گیا ہے۔ جو "توسیع" ہے۔

جب مبتدا کی مزید وضاحت کیلئے کوئی لفظ آئے تو اس کو "توسیع مبتدا کہتے ہیں۔

(ج) اس جملے پر غور کیجیے۔

☆ احمد چار آم کھایا۔

اس جملے میں "احمد" مبتدا ہے جبکہ "آم کھایا" خبر ہے اور "چار" خبر کی توسیع ہے۔

مشق (1) ان جملوں میں مبتدا اور مبتدا کی توسیع نیز خبر اور "خبر کی توسیع" کی نشاندہی کیجیے۔

(1) حامد روزانہ اپنے دوستوں کے ساتھ اسکول جاتا ہے۔

(2) میں اور میرے محلے والے اس پرانے کنویں سے پانی پیتے ہیں۔

(3) شہر مکہ میں اونچے اونچے مکانات اور عالی شان مساجد ہیں۔

(4) اسکولی طلبہ اپنے ہم جماعت کے ساتھ بیت بازی کر رہے ہیں۔

(5) حیدرآباد کو قلی قطب شاہ نے چار سو سال قبل بسایا تھا۔

	مبتدا	مبتدا کی توسیع	خبر	خبر کی توسیع
1				
2				
3				

جملے کے اقسام (صورت کے لحاظ سے)

مفرد جملہ	مرکب جملہ

- ان دونوں جملوں پر غور کیجیے۔

(1) شفا پڑھ رہی ہے۔(2) فا اسکول سے آئی اور ہوم ورک کر دیتی ہے۔

پہلے جملے میں شفا کے ایک کام کو بتایا جارہا ہے یعنی ایک ہی مفہوم ادا ہو رہا ہے۔ جبکہ دوسرے جملے میں دو مفہوم ادا کئے جا رہے ہیں۔

پہلا مفہوم ''اسکول سے آنا'' دوسرا مفہوم ''ہوم ورک کرنا''۔

مفرد جملہ : جس جملے میں ایک ہی مفہوم ادا کیا جائے ''مفرد جملہ'' کہلاتا ہے۔

مرکب جملہ: جس جملے میں ایک سے زائد مفہوم ادا کئے جائیں ''مرکب جملہ'' کہلاتا ہے۔یعنی دو یا دو سے زائد مفرد جملے مل کر ایک مفہوم ادا کرتے ہیں۔

مشق : ذیل کے جملوں میں مفرد اور مرکب جملے کی نشاندہی کیجئے۔

(1) حامد آیا اور سو گیا۔ (2) حامد گھر میں سو گیا۔

(3) میں جارہا تھا تو اس نے پکارا۔ (4) مجھ کو اس نے للکارا۔

(5) سب آئے مگر عمیر نہیں آیا۔ (6) راشد آج نہیں آیا۔

(7) یہ پڑھا ہی نہیں بلکہ ذہن نشین بھی کیا۔ (8) احمد پڑھ کر ذہن نشین کیا۔

(9) عبداللہ کلاس میں اچھا پڑھتا ہے۔ (10) سبق کو خوشخط لکھو۔

Scanned by CamScanner

جملے کی قسمیں (معنی کے لحاظ سے)

جملہ خبریہ	جملہ انشائیہ

- اس جملے پر غور کیجیے۔

نجم السحر سبق پڑھ رہی ہے۔

اس جملے میں نجم السحر کے سبق پڑھنے کی خبر دی جارہی ہے۔اس میں سچ اور جھوٹ کا گمان ممکن ہے۔

جملہ خبریہ: وہ جملہ جس میں کسی واقعہ یا حالت یا کیفیت کی خبر دی جائے، اور اس میں سچ یا جھوٹ کا گمان پایا جائے ''جملہ خبریہ'' کہلاتا ہے۔

مثلاً: ارشد بیمار ہے۔

- اس جملے پر غور کیجیے۔

نجم السحر سے کہو کہ وہ سبق پڑھے۔

جملہ انشائیہ: وہ جملہ جس میں کہنے والے کا دلی منشاء یا جذبات ظاہر ہوں اور اس میں سچ و جھوٹ کا گمان نہ ہو ''جملہ انشائیہ'' کہلاتا ہے۔

مشق: ان جملوں میں جملہ خبریہ اور جملہ انشائیہ کی نشاندہی کیجیے۔

(1) تم پابندی سے اسکول جارہی ہو۔ (2) ارے بچو! کدھر گئے۔

(3) چاند چمک رہا ہے۔ (4) اذاں کی آواز آرہی ہے۔

Scanned by CamScanner

(5) شاباش تم نے اچھا کام کیا۔ (6) آج گرمی بہت ہے۔

(7) دہلی خوبصورت شہر ہے۔ (8) گلاب سرخ ہے۔

(9) حبیب شریف لڑکا ہے۔ (10) لڑکے میدان میں کھیل رہے ہیں۔

جنس

- جنس حقیقی

- حصہ الف اور حصہ ب کے جملوں پر غور کیجیے۔

حصہ (الف)	حصہ (ب)
لڑکا آیا	لڑکی آئی
گھوڑا دوڑا	گھوڑی دوڑی
مالی پانی دے رہا ہے۔	مالن پانی دے رہی ہے۔

☆ اوپر کے جملوں میں لڑکا، گھوڑا اور مالی سب جاندار ہیں اور ''نر'' ہیں، جس کو ''مذکر'' کہتے ہیں۔

☆ لڑکی، گھوڑی اور مالن، یہ سب جاندار ہیں اور مادہ ہیں، جو ''مونث'' کہلاتے ہیں۔

☆ اسی طرح تمام جاندار ''نر'' کے مقابل ''جاندار مادہ'' اور ''جاندار مادہ'' کے مقابل ''جاندار نر'' ہوتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

جنس حقیقی: ''نر جاندار'' کے مقابل ''مادہ'' اور ''مادہ جاندار'' کے مقابل ''نر'' ہو تو اس کو ''جنس حقیقی'' کہتے ہیں۔

اس کی دو قسمیں ہیں : (1) مذکر (2) مونث

پہچان :(1) جس جاندار کے آخر میں ''الف'' یا'' ہ '' ہو وہ عام طور پر مذکر ہوتا ہے۔

جیسے : بچہ ۔ لڑکا۔

(2) جس جاندار کے آخر میں ی، ن، نی یا انی ہو وہ عام طور پر مونث ہوتے ہیں۔

جیسے : بچی، مالن، اونٹنی، مغلانی

مشق: ذیل سے مذکر اور مونث کو الگ کیجئے۔

بکری۔۔بہن۔پارسن۔ فقیر۔ جیٹھ۔گدھا ۔ جگنو ۔ بلبل۔شہزادی

مذکر	مونث

مشق: مندرجہ ذیل الفاظ کی تانیث بنائیے۔

تذکیر	÷	
دھوبی	÷	
چیونٹا	÷	
بندہ	÷	
گدھا	÷	

تذکیر	÷	
مور	÷	
گوالا	÷	
کانا	÷	
بھانجا	÷	

Scanned by CamScanner

جنس غیر حقیقی

- ان جملوں کو غور سے پڑھیئے۔

پیالہ قیمتی ہے۔ پیالی ٹوٹ گئی

ٹوکرا لاؤ۔ محمود نے ٹوکری لائی۔

شیشہ خالی ہے۔ یہ عطر کی شیشی ہے۔

اوپر کی مثالوں میں پیالہ، ٹوکرا اور شیشہ مذکر استعمال ہوئے ہیں۔ پیالی، ٹوکری اور شیشی مونث استعمال ہوئے ہیں، جو تمام کے تمام غیر جاندار ہیں۔

غیر جاندار اشیاء کی تذکیر و تانیث، ''جنس غیر حقیقی'' کہلاتی ہیں۔

پہچان: غیر جاندار اسماء کے آخر میں '' ا ''، یا '' ہ '' ہو تو وہ عام طور پر مذکر ہوتے ہیں۔

جیسے: لوٹا ، تختہ، چمچہ، کپڑا وغیرہ۔

اسی طرح غیر جاندار اسماء کے آخری میں ی، ت، ٹ ہو تو وہ عام طور پر مونث ہوتے ہیں۔

جیسے: شیروانی، صورت۔ وغیرہ۔

مشق : ذیل کے الفاظ جدول کے مطابق لکھیئے۔

بستی ، کھلونا ، مٹھائی ، روزہ ، ہریالی ، کرتا ، خزانہ ، سایہ

Scanned by CamScanner

روپیہ ، کوٹھری ، دانہ ، علاقہ

جنس غیر حقیقی مذکر	جنس غیر حقیقی مونث

● اس طرح جنس کی دو قسمیں ہیں:

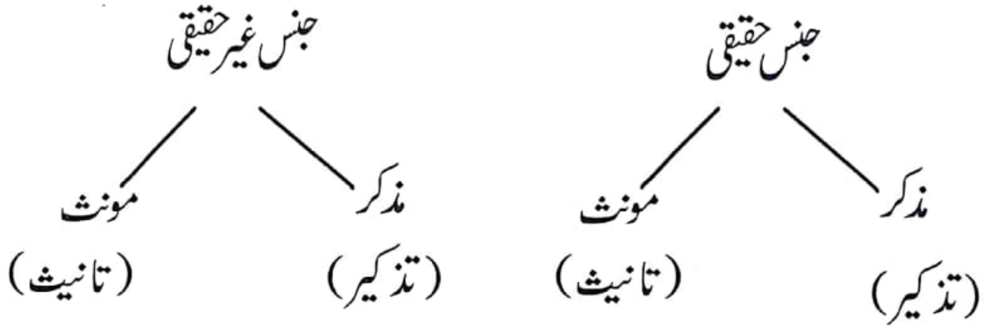

مشق: ذیل کے جملوں میں موجود اسماء کو جدول کے مطابق لکھیئے۔

سلسلہ نمبر	جملے	جنس حقیقی		جنس غیر حقیقی	
		مذکر	مونث	مذکر	مونث
1	حامد نے سوئی خریدی	حامد	-	-	سوئی
2	لڑکے نے دادی کو چمٹا دیا۔	لڑکے	دادی	چمٹا	
3	ہمارے شہر کی عیدگاہ بڑی ہے۔	-	-	شہر	عیدگاہ
4	رضیہ نے میلے سے گڑیا خریدی۔	-	رضیہ	میلا	گڑیا

Scanned by CamScanner

5	مزدور دن رات محنت کرتے ہیں۔	مزدور	-	دن	رات
6	ہمالیہ دنیا کا بلند ترین پہاڑ ہے۔	-	-	ہمالیہ پہاڑ	دنیا

تعداد

واحد	جمع

- ان جملوں کو غور سے پڑھیئے اور فرق محسوس کیجئے۔

☆	لڑکا آیا۔	☆	لڑکے آئے۔
☆	گائے دودھ دیتی ہے۔	☆	گائیں گھاس کھاتی ہیں۔
☆	یہ اردو کی کتاب ہے۔	☆	یہ کتابیں رافع کی ہیں۔
☆	میری ٹوپی نئی ہے۔	☆	اس دکان میں اچھی ٹوپیاں ہیں۔

اوپر کے جملوں میں لڑکا، گائے، کتاب اور ٹوپی ایک ایک چیز کے نام ہیں۔ یہ سب واحد ہیں۔ جبکہ لڑکے، گائیں، کتابیں، ٹوپیاں یہ ایک سے زیادہ چیزوں کے نام ہیں۔ یہ سب جمع ہیں۔

واحد : ایک کو کہتے ہیں۔

جمع : ایک سے زائد کو جمع کہتے ہیں۔

تعداد : اسماء یا چیزوں کی گنتی کو تعداد کہتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

جمع بنانے کا طریقہ

(1) ان جملوں پر غور کیجئے۔

بچہ کھڑا ہے۔ مدرسہ بند ہے۔ گھوڑا دوڑ رہا ہے۔	بچے کھڑے ہیں۔ مدرسے کھل گئے ہیں۔ گھوڑے دوڑ رہے ہیں۔

اوپر کی مثالوں پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ جس واحد مذکر کے آخر میں الف یاہ ہوتو اس کو جمع میں 'ے' سے بدل دیتے ہیں۔(سوائے چند الفاظ کے جیسے دریا، راجہ، چچا، دادا، نانا)۔

(2) ان جملوں کو غور سے پڑھیے۔

لڑکی آئی	لڑکیاں آئیں
ٹوکری نئی ہے۔ گھوڑی دوڑ رہی ہے۔	ٹوکریاں نئی ہیں۔ گھوڑیاں دوڑ رہی ہیں۔

اوپر کے مثالوں سے معلوم ہوا کہ جس مونث کے آخر میں 'ی' ہو اس کے آخر میں 'اں' بڑھا دینے سے جمع بن جاتا ہے۔

مشق : جملوں کے مطابق واحد و جمع مذکر، واحد و جمع مونث کو قوسین میں لکھیئے۔

اسکول کا گھنٹہ بجا۔	ہانڈی چولہے پر ہے۔

شیشی میں عطر ہے۔	کمرے بڑے ہیں۔
یہ کرسیاں نئی ہیں۔	عورتیں کام کر رہی ہیں۔
پردہ قیمتی ہے۔	لڑکیاں گانا گا رہی ہیں۔
بلیاں دودھ پی رہی ہیں۔	یہ گھر نیا ہے۔
قمقمے روشن ہیں۔	یہ آم کا درخت ہے۔

(3) ان جملوں پر غور کیجئے۔

☆ گھٹا چھا رہی ہے۔ ☆ گھٹائیں چھا گئیں۔

☆ ہوا چل رہی ہے۔ ☆ ہوائیں چل رہی ہیں۔

اوپر کے جملوں سے پتہ چل رہا ہے کہ جن واحد مونث الفاظ کے آخر میں 'ا' ہوتا ہے جمع میں ان کے بعد 'ئیں' بڑھا دیتے ہیں۔

(4) ان جملوں کو پڑھیئے۔

☆ چڑیا ڈال پر بیٹھی ہے۔ ☆ چڑیاں اڑ گئیں

☆ یہ میری گڑیا ہے۔ ☆ سیما کے پاس کئی گڑیاں ہیں۔

جن واحد مونث الفاظ کے آخر میں 'یا' ہو، ان کی جمع میں 'ں' بڑھا دیتے ہیں۔

(5) ان جملوں کو پڑھیئے۔

☆ ان لوگوں کا خدا ہی حافظ ہے۔

Scanned by CamScanner

☆ شیر سب جانوروں سے زیادہ بہادر ہوتا ہے۔

☆ ٹوکریوں میں آم رکھے ہوئے ہیں۔

☆ فقیروں کی جھولی کبھی خالی نہیں ہوتی۔

☆ ان بےچاروں نے کیا خطا کی۔

☆ میلوں تک لوگ نظر آرہے تھے۔

کا، سے، میں، کی، نے، تک، پر، کوئی لفظ بھی جمع مذکر یا جمع مونث کے بعد آجائے تو اس لفظ جمع کے آخر میں ''وں'' لگانا پڑتا ہے۔

مشق (1): ان جملوں میں سے جمع کی شناخت کر کے قوسین میں درج کیجئے۔

(1) لڑکوں نے پوریاں کھائیں۔ (.................)

(2) یہ سبزیوں کی دکان ہے۔ (.................)

(3) پھولوں کا ہار بڑا ہے۔ (.................)

(4) ان تھیلوں میں شکر ہے۔ (.................)

(5) غریبوں کا مذاق نہ اڑاؤ (.................)

(6) ان کی باتوں سے متاثر ہوئے۔ (.................)

مشق (2) جدول میں دیئے گئے جملے پڑھیئے اور ان کی مناسبت سے آگے کے خانوں میں لکھیئے۔

جملے	واحد مذکر	جمع مذکر	واحد مونث	جمع مونث
لڑکا کتاب پڑھ رہا ہے۔				

اس باغ میں کتنے درخت ہیں۔				
چولہے پر ہانڈی رکھی ہے۔				
ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔				
دکانیں کھلی ہیں۔				

(6) چند الفاظ ایسے ہوتے ہیں جن کے شروع میں ''م'' ہوتا ہے۔ان الفاظ کی جمع بنانے کیلئے ''م'' کے ایک حرف کے بعد ''ا'' کا اضافہ کریں۔

جیسے: مسجد کی جمع مساجد۔ مسجد کی۔م۔س کے بعد ''ا'' کا اضافہ کیا گیا۔

واحد		جمع
منظر	=	مناظر
مقصد	=	مقاصد
مشغلہ	=	مشاغل
مدرسہ	=	مدارس

واحد		جمع
مکتب	=	مکاتب
مرکز	=	مراکز
مصرف	=	مصارف
مرحلہ	=	مراحل

(7) چند الفاظ ایسے ہوتے ہیں جس کے آخر میں 'ت' آتا ہے۔اس کی جمع بنانے کیلئے آخر میں 'یں' کا اضافہ کریں۔

جیسے : عورت کی جمع عورت + یں = عورتیں

واحد		جمع
نصیحت	=	نصیحتیں
صورت	=	صورتیں
شکایت	=	شکایتیں
رحمت	=	رحمتیں
شرارت	=	شرارتیں

واحد		جمع
شفقت	=	شفقتیں
خدمت	=	خدمتیں
دعوت	=	دعوتیں
جماعت	=	جماعتیں
برکت	=	برکتیں

(8) چند الفاظ ایسے ہوتے ہیں جن کے آخر میں ''ات'' کا اضافہ کریں تو ان کی جمع بن جاتی ہے۔ جیسے: ''سوال'' کی جمع ''سوالات''۔

واحد		جمع
خیال	=	خیالات
باغ	=	باغات
عنوان	=	عنوانات
انعام	=	انعامات
تعمیر	=	تعمیرات

واحد		جمع
جواب	=	جوابات
امتحان	=	امتحانات
عادت	=	عادات
مکان	=	مکانات
آلہ	=	آلات

(9) جن الفاظ کے آخر میں ''ی'' ہو تو ایسے الفاظ کی جمع کیلئے ''اں'' کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

جیسے : اشرفی + اں = اشرفیاں

واحد		جمع
نوکری	=	نوکریاں
سردی	=	سردیاں
بستی	=	بستیاں
کشتی	=	کشتیاں

واحد		جمع
مچھلی	=	مچھلیاں
سبزی	=	سبزیاں
کاپی	=	کاپیاں
بکری	=	بکریاں

(10) چند الفاظ ایسے ہوتے ہیں جس کے آخر میں ''ا'' اور ''ء'' کا اضافہ کرکے اس کی جمع بناتے ہیں اور اگر لفظ کے آخری حرف سے پہلے ''ی'' ہو تو اس ی کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

جیسے: غریب میں ''ی'' کو حذف کرنے کے بعد غرب ہوا۔ اب اس میں 'اء' کا اضافہ کیجئے۔ جیسے : غرب + اء = غرباء

واحد		جمع
امیر	=	امراء
فقیر	=	فقراء
شریک	=	شرکاء
وزیر	=	وزراء
رئیس	=	روساء

واحد		جمع
شریف	=	شرفاء
شاعر	=	شعراء
عالم	=	علماء
ادیب	=	ادباء
خلیفہ	=	خلفاء

Scanned by CamScanner

(11) عربی الفاظ جو عام طور پر سہ حرفی ہوتے ہیں اس کے جمع بنانے کیلئے شروع میں "ا" بڑھا دیتے اور پھر دو حرف کے بعد "ا" کا اضافہ کرتے ہیں۔

جیسے: ثمر ا + ثم + ر = اثمار

واحد		جمع
قدر	=	اقدار
طور	=	اطوار
فکر	=	افکار
فعل	=	افعال
وقت		اوقات
فوج		افواج
عمل		اعمال

واحد		جمع
شجر	=	اشجار
نور	=	انوار
ضلع	=	اضلاع
مدد	=	امداد
قوم		اقوام
ہدایت		ہدایات
شعر		اشعار

- ان الفاظ پر غور کیجئے۔

جمع الجمع

واحد		جمع	جمع الجمع
رکن	=	ارکان	اراکین
لازم	=	لوازم	لوازمات

Scanned by CamScanner

اوپر رکن اورلازم واحد ہیں، جبکہ ارکان اورلوازم جمع ہیں۔ اراکین اورلوازمات بھی جمع ہیں یعنی ایک ہی لفظ کے دو جمع ہیں۔

- کسی لفظ کی دہری جمع کو جمع الجمع کہتے ہیں۔

مشق :ذیل کے الفاظ کی دوہری جمع بنائیے۔

واحد		جمع	جمع الجمع
عجیب	=	عجائب	عجائبات
خبر	=	خبریں	اخبار
شیخ	=	شیوخ	مشائخین
جوہر	=	جواہر	جواہرات
دوا	=	ادویہ	ادویات
عارضہ	=	عوارض	عوارضات
رسم	=	رسوم	رسومات
رقم	=	رقوم	رقومات
امر	=	امور	امورات
وجہ	=	وجوہ	وجوہات

Scanned by CamScanner

اسم کی حالتیں

حالت فاعلی	حالت مفعولی	حالت اضافی	حالت ظرفی	حالت ندائی	حالت خبری

- ان جملوں کو پڑھیے۔

احمد پڑھ رہا ہے۔ جبین لکھ رہی ہے۔

دونوں جملوں میں احمد اور جبین فاعل ہیں یعنی پڑھنے اور لکھنے کا فعل ان دونوں سے صادر ہو رہا ہے۔ لہٰذا احمد اور جبین فاعلی حالت میں ہیں۔

> جب جملے میں کوئی اسم فاعل واقع ہو تو اس اسم کی ایسی حالت کو ''حالت فاعلی'' کہتے ہیں۔

- ان جملوں کو پڑھیئے۔

عالیہ خط لکھ رہی ہے۔ چڑیا دانہ چگ رہی ہے۔

ان جملوں میں 'خط' اور 'دانہ' مفعول ہیں۔ یعنی لکھنے کا اثر 'خط' پر اور چگنے کا اثر 'دانے' پر پڑ رہا ہے لہٰذا خط اور دانہ مفعولی حالت میں ہیں۔

> جب جملے میں کوئی اسم، مفعول واقع ہو تو اس کی ایسی حالت کو حالت مفعولی کہتے ہیں۔

- اس جملے پر غور کیجیے۔

☆ لڑکو ! سبق یاد کرو۔

☆ اس جملے میں لڑکوں کو پکارا جار ہا ہے۔ لہٰذا 'لڑ' کو حالت ندائی میں ہے۔

جب جملے میں کوئی اسم منادی واقع ہو تو اس کی ایسی حالت کو ''حالتِ ندائی'' کہتے ہیں۔

● اس جملے پر غور کیجئے۔

☆ راشد بیمار ہے۔

اس جملے میں راشد کے متعلق خبر دی جا رہی ہے لہٰذا ''بیمار'' اسم کی حالت خبری ہے۔

جب جملے میں کوئی اسم کی خبر واقع ہو تو اس کی ایسی حالت کو ''حالت خبری'' کہتے ہیں۔

● ان جملوں میں پر غور کیجئے۔

☆ عالیہ کا گھر ☆ ہاجرہ کی کتاب

گھر کا تعلق عالیہ سے اور کتاب کا تعلق ہاجرہ سے بتایا جار ہا ہے۔ یعنی عالیہ اور ہاجرہ مضاف الیہ، گھر اور کتاب مضاف اور کا، کی، حروف اضافت ہیں۔ لہٰذا عالیہ اور ہاجرہ حالت اضافی میں ہیں۔

جب جملے میں کوئی اسم مضاف الیہ واقع ہو تو اس کی ایسی حالت کو حالتِ اضافی کہتے ہیں۔

کا، کے، کی علامت اضافت کہلاتے ہیں۔

کا واحد مذکر کے لئے

کے جمع مذکر کے لئے

کی واحد مونث اور جمع مونث کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

- اس جملے پر غور کیجئے۔

جنید صبح اٹھتا ہے اور اسکول جاتا ہے۔

اس جملے میں صبح اور اسکول اسم ظرف ہیں جو وقت اور جگہ کو بتا رہے ہیں۔

جب جملے میں کوئی اسم ظرف واقع ہو تو اس کی ایسی حالت کو حالت ظرفی کہتے ہیں۔

- اسم کی چھ حالتیں ہیں:

حالت فاعلی	حالت مفعولی	حالت ظرفی
حالت اضافی	حالت ندائی	حالت خبری

مشق : ذیل کے جملے کن حالتوں میں ہیں قوسین میں لکھیے۔

(1) یا اللہ! یہ کیا ہو گیا؟ (.................)

(2) محمود کا دل بھر آیا۔ (.................)

(3) بچہ ہنستا ہوا گھر آیا۔ (.................)

(4) حامد جا رہا ہے۔ (.................)

(5) اسلم نے سانپ کو مارا۔ (.................)

(6) احمد کل تک آئے گا۔ (.................)

Scanned by CamScanner

ہم املا۔ ہم اعراب الفاظ۔ معنی الگ الگ

الفاظ	معنی	معنی
مانگ	سر کی مانگ	طلب
کان	جسم کا عضو	کھان
من	وزن	دل
ململ	مسلنا	ایک قسم کا کپڑا
عصر	نماز	زمانہ
قلب	دل	بیچ
چاہ	کنواں	چاہت
دار	سولی	گھر
دام	قیمت	جال
نیم	آدھا	ایک درخت

(ہم املا۔ اعراب الگ الگ)

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
دَور	زمانہ	دُور	بعید
عَلم	نشانی	عِلم	جانکاری
بہار	موسم	بِہار	ریاست کا نام

شیر	جانور	شیر	دودھ
چور	چوری کرنیوالا	چور	ٹکڑا
سیر	کیلو	سیر	تفریح
رہا	موجود	رہا	آزاد
میل	مسافت	میل	گندگی
دَر	گھر	دُر	موتی
کھلنا	کشاددگی	کِھلنا	چٹکنا
چھپنا	شائع ہونا	چھپنا	پوشیدہ

متشابہ الفاظ

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
امل	امید	عمل	کام
آلہ	اوزار	اعلیٰ	بلند
ارب	سوکروڑ	عرب	ملک عرب
آم	پھل	عام	مشہور
الم	غم	علم	نشانی
باد	ہوا	بعد	آخرمیں

Scanned by CamScanner

باز	ایک شکاری پرندہ	بعض	کچھ
جعلی	نقلی	جالی	روشن کرنے والی
دانہ	اناج	دانا	عقلمند
روضہ	باغ	روزہ	اسلامی فریضہ
زن	عورت	ظن	گمان
سفر	سفر کرنا	صفر	اسلامی مہینہ
شعر	بیت	شیر	جانور
صدا	آواز	سدا	ہمیشہ
عرض	کہنا۔چوڑائی	ارض	زمین

مجازی معنی

محاورہ

محاورہ کے معنی ہیں گفتگو کرنا یا باہم کلام ہونا۔لیکن اہل زبان کی اصطلاح میں دو یا دو سے زیادہ الفاظ کے اس مجموعے کو کہتے ہیں جو کسی نہ کسی مصدر سے مل کر بنا ہو،اور اپنے حقیقی معنی کے بجائے مجازی معنی میں استعمال کیا گیا ہو۔

جیسے: آسمان سے باتیں کرنا۔ دانت کھٹے کرنا۔ ہاتھ پیلے کرنا وغیرہ

Scanned by CamScanner

- چند محاورے یہ ہیں:

محاورے		مطلب
آپے سے باہر ہونا	۔	بہت غصہ ہونا
اپنا الو سیدھا کرنا	۔	اپنا مطلب نکالنا
آگ بگولہ ہونا	۔	بہت خفا ہونا
آسمان سر پر اٹھانا	۔	بہت شور کرنا۔

محاوروں کا استعمال ۔ شاعری میں

○ باغ باغ ہونا۔ بہت خوش ہونا

یارب نگاہ بد سے چمن کو بچائیو
بلبل کا دل سے دیکھ کے پھولوں کو باغ باغ

○ تردامن ہونا۔ گنہگار ہونا

تردامنی پر شیخ ہماری نہ جائیو
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں درؔد

○ سر ہونا۔ فتح ہونا۔انجام پانا

آہ کو چاہیئے اک عمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک غالؔب

Scanned by CamScanner

- گل کھلنا۔ نئی مصیبت کھڑی کرنا۔ نرالا کام ہونا۔

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

- لالے پڑنا۔ مصیبت میں پھنس جانا۔ نا امید ہونا

خدا قیدِ غم سے شتابی نکالے
پڑے اپنے جینے کے اب ہم کو لالے

- منھ پھیر لینا۔ نفرت کرنا

ہر چند آئینہ ہوں پر اتنا ہوں ناقبول
منھ پھیر لے وہ جس کے مجھے روبرو کریں — دردؔ

کہاوت/ضرب المثال

ضرب المثل یا کہاوت سے مراد وہ مختصر فقرہ ہے جو بذات خود اپنی جگہ مکمل معنی دار ہوتا ہے۔ لیکن اپنے حقیقی معنوں سے ہٹ کر دوسرے معنوں میں بطور مثال زبان وادب سے رواج پاتا ہے۔ ہر ضرب المثل/کہاوت کے پیچھے کوئی نہ کوئی معاشرتی تجربہ یا تہذیبی حقیقت پوشیدہ رہتی ہے۔

جیسے: مرغ کی ایک ہی ٹانگ: (اپنی بات کی رٹ)

اس کے پیچھے یہ واقعہ پوشیدہ ہے کہ ایک نواب صاحب ایک مرغا خرید کر لائے اور اپنی بیگم سے کہا کہ اس کو پکا کر دستر خوان پر حاضر کرو۔ بیگم صاحبہ نے مرغا پکایا، زبان للچائی بیگم صاحبہ نواب صاحب کی عادت سے واقف تھیں کہ اگر پورا مرغا حاضر کر دیا گیا تو وہ نواب صاحب خود ہی بغیر ڈکار لیئے چٹ کر جائیں گے مجھے کچھ بھی نہیں ملے گا کیوں نہ ایک ٹانگ پہلے ہی اڑا لی جائے۔

چنانچہ بیگم صاحبہ ایک ٹانگ ہضم کر کے باقی مرغ نواب صاحب کے سامنے پیش کر دیا۔ نواب صاحب مرغا دیکھے، چونک پڑے اور بولے اس کی ایک اور ٹانگ کہاں ہے بیگم! بیگم صاحبہ نے معصومیت سے عرض کر دیا، یہ ایک ہی ٹانگ کا مرغا تھا۔ نواب صاحب چارونا چار خاموش ہو گئے۔ دل میں کھٹکا اتفاقاً ایک دن ایک مرغی ایک ٹانگ اٹھا کر کھڑی تھی بیگم صاحبہ پکار اٹھیں نواب صاحب نواب صاحب! وہ دیکھئے ایک

Scanned by CamScanner

ٹانگ کی مرغی۔ نواب صاحب نے دیکھا کہ واقعی ایک ہی ٹانگ ہے فوراً نواب صاحب بول پڑے ہُش ہُش، یہ بولنا تھا کہ مرغی دوسری ٹانگ نکال کر دوڑ پڑی۔

بیگم صاحبہ ادھر کہاں خاموش بیٹھنے والی تھی فوراً بولی کہ نواب صاحب آپ نے غلطی کر دی تھی کاش آپ کھاتے وقت بھی ہُش ہُش کرتے تو دوسری ٹانگ نکل آتی۔

غلطی آپ کی ہے!

○ کچھ کہاوتیں یہ ہیں:

- گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔
- ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا۔
- ٹیڑھی کھیر۔
- ایک انار سو بیمار۔
- سونار کی ایک لوہار کی۔
- کوا چلا ہنس کی چال۔
- مدعی سست گواہ چست۔
- کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔
- چور کی داڑھی میں تنکا۔
- لیمو پنچوڑ۔
- آپ کی جوتیوں کا صدقہ۔
- الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔
- سر منڈاتے ہی اولے پڑے۔
- نیکی کر دریا میں ڈال۔
- صبح کا پیالہ اکسیر کا نوالہ۔
- خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔
- میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھو تھو۔

Scanned by CamScanner

مقولہ

اس فقرے کو کہتے ہیں جو عام کلیہ ہونے کے باعث یا عمدہ نصیحت ہونے کے سبب سے عام پسند ہو گیا ہو۔ اس میں الفاظ حقیقی معنی دیتے ہیں۔

- باادب بانصیب بے ادب بے نصیب۔
- آپ جانیں اور آپ کا ایمان جانے۔
- آپ جانیں اور آپ کا کام۔
- حرکت میں برکت۔
- نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔
- نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے۔
- دیوار کے بھی کان ہوتے ہیں۔

دوسخنہ

✡	گھوڑا کیوں اڑا ـ	پان کیوں سڑا	=	پھیرا نہ تھا
✡	گوشت کیوں نہ کھایا۔	ڈوم کیوں نہ گایا	=	گلا نہ تھا
✡	مسافر پیاسہ کیوں ـ	گدھا اداس کیوں	=	لوٹا نہ تھا
✡	دیوار کیوں ٹوٹی ـ	راہ کیوں لوٹی	=	راج نہیں تھا
✡	بڑا کیوں نہ کھایا ـ	جوتا کیوں نہیں پہنا	=	تلا نہ تھا

Scanned by CamScanner

رموز واوقاف/ علامات نگارش

☆ اس فقرے کو پڑھیے۔ ☆ "بولومت، چپ رہو۔"

☆ اس فقرے کو پڑھیے۔ ☆ بولو، مت چپ رہو۔

علامت لگانے کی وجہ سے پہلے فقرے کا جو مطلب ہے وہ دوسرے فقرے میں اس کے برعکس ہو گیا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ان علامتوں کا استعمال کیا جائے تا کہ مطلب واضح ہو۔

(۔) (،) (؛) (:) (؟) (:-) (!) (( )) (" ")

(1) ۔ خط فاصل (Full Stop) جملہ ختم ہونے کے بعد آخر میں یہ علامت لگائی جاتی ہے۔

جیسے: احمد ایک شریف انسان ہے۔

(2) ، سکتہ (Comma): یہ علامت مختصر ٹھہراؤ کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔

جیسے: ہندوستان میں ہندو، مسلم، سکھ اور عیسائی بستے ہیں۔

(3) ؛ وقفہ (Semicolon): یہ علامت طویل ٹھہراؤ کیلئے استعمال کی جاتی ہے۔

جیسے: جو بوئے گا ؛ وہ کاٹے گا جیسا کروگے ؛ ویسا بھروگے

(4) : رابطہ (Colon) : دو مختلف بیانات میں رابطہ کیلئے اس علامت کا استعمال کیا جاتا ہے۔

مثلاً: آندھرا پردیش کی اہم دریا: کرشنا، گوداوری اور تنگھبدرا ہے۔

(5) ؟ سوالیہ نشان(Question Mark): سوالیہ جملے جو حروف استفہام سے کب، کیوں، کیا، کہاں، کس طرح وغیرہ سے بنتے ہیں ان کے آخر میں سوالیہ نشان لگاتے ہیں۔

(6) :- تفصیلیہ (Colon with dash): یہ علامت طویل اقتباس یا فہرست سے پیش تر استعمال کی جاتی ہے۔

مثلاً: مولانا ابوالکلام نے کہا تھا:- اس ملک کی بھائی چارگی مجھے عزیز ہے۔

(7) ! علامت فجائیہ (Exclamatory): جب متکلم اپنے دلی جذبات کا اظہار حروف فجائیہ کے ذریعہ کرے تو یہ علامت استعمال کی جاتی ہے۔ جیسے: شاباش ! تم نے میدان مارلیا۔

(8) () قوسین(Brackets): کسی عبارت یا لفظ کی توضیح وتشریح کو قوسین میں لکھا جاتا ہے۔

(9) ” “ واوین(Inverted Commas): جب کسی کے قول کو ان کے الفاظ میں لکھنا ہوتا ہے تو اس کا استعمال کرتے ہیں۔

جیسے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔“

حالؔی نے غالب کو ”حیوان ظریف“ کہا ہے۔

Scanned by CamScanner

مخفف حروف یا علامتیں

اردو میں اختصار کیلئے عام طور پر مندرجہ ذیل مخفف حروف یا علامتیں مستعمل ہیں۔

786 یہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اعداد جمل ہیں جو کسی تحریر کو شروع کرنے سے پہلے خیر و برکت کے خیال سے اوپر لکھے جاتے ہیں۔

الآیہ یہ مخفف ہے ''الی آخرالآیت'' قرآن مجید کی کسی آیت کا ٹکڑا نقل کر کے اس کے بعد یہ علامت لگا دیتے ہیں جس کا مقصد ہوتا ہے کہ باقی آیت آخیر تک پڑھی جائے۔

الخ یہ مخفف ہے ''الی آخرہ'' (اخیر تک) اس علامت سے مراد ہے کہ باقی عبارت اس کتاب سے دیکھ لی جائے جہاں سے یہ نقل کی گئی ہے۔

رح ''رحمۃ اللہ علیہ'' کا مخفف ہے اس کے معنی ہیں ''خدا کی اس پر رحمت ہو''۔ اولیاء کرام اور بزرگان دین کے ناموں کے ساتھ لکھتے ہیں جیسے خواجہ معین الدین چشتیؒ ، مولانا حافظ انوار اللہ فاروقیؒ ۔

رض مراد ''رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' اس کے معنی ہیں خدا ان سے راضی ہوا۔ صحابہ کرام کے ناموں کے ساتھ لکھتے ہیں۔

سنہ یہ سن (سال) کی علامت ہے۔ جیسے 1994ء

ص یہ صفحہ کی علامت ہے۔

صلعم ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کا مخفف ہے۔ معنی ہیں اس پر اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو۔ یہ مخفف لفظ صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی یا آپ کیلئے استعمال کئے جانے والے ضمائر کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔

ﷺ یہ بھی ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کا مخفف ہے۔

ء یہ علامت عیسوی ظاہر کرنے کے لئے آتی ہے۔ جیسے 1994ء

؈ ''علیہ السلام'' کا مخفف ہے۔ جس کے معنی ہیں اس پر اللہ کا سلام ہو۔ یہ علامت نبی اور پیغمبر کے نام کے ساتھ آتی ہے۔

جیسے: موسیٰؑ (علیہ السلام)

ھ ہجری سن کی علامت ہے جیسے 1413ھ

ق م قبل مسیح کا مخفف ہے جیسے 2000 ق م (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے)۔

ق قطعہ بند کی علامت ہے۔ یہ علامت غزل کے ان اشعار کے درمیان لگاتے ہیں جن کا مضمون مسلسل اور مربوط رہے۔

// یہ علامت ایضاً کی تنوین ہے یعنی وہ بات جو اوپر لکھی گئی وہی اس کے نیچے بھی ہے۔

ع مصرعہ کی علامت ہے۔ جیسے ع ''پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔''

Scanned by CamScanner

؎ یہ شعر کی علامت ہے۔ نثری عبارت کے درمیان اگر کوئی شعر لکھنا ہوتا ہے تو شعر سے پہلے یہ علامت لکھ کر پھر شعر لکھتے ہیں۔

جیسے ؎

طولِ غمِ حیات سے گھبرا نہ اے جگرؔ

ایسی بھی کوئی شام ہے جس کی سحر نہ ہو

ؔ یہ تخلص کی علامت ہے۔ (مثلاً غالبؔ) اسے ''بت'' (برائے تخلص) کہتے ہیں۔

''ب، اور ''ت'' کے نقطہ کو ہٹا کر یہ علامت کا مخفف ؔ بنا لیا گیا ہے۔

علم اعداد/ تاریخ گوئی

آپ نے دیکھا ہوگا کہ عموماً خط یا کسی عبارت کے آغاز سے پہلے 786 لکھا جاتا ہے کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کیوں لکھا جاتا ہے؟ دراصل یہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اعداد ہیں۔

عربی میں حروف تہجی کی قیمت کو ہندسوں میں مقرر کر دیا گیا ہے اس کو علم الاعداد یا علم جمل کہتے ہیں۔

جس میں حروف کی ترتیب اس طرح مقرر کی گئی ہے۔

اَبْجَدْ هَوَّزْ حُطِّیْ کَلِمَنْ سَعْفَصْ قَرَشَتْ ثَخَّذْ ضَظَّغْ

حروف کی قیمت اس طرح مقرر کی گئی ہے۔

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
س	ع	ف	ص	ق	ر	ش
۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰
ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

Scanned by CamScanner

ان ہندسوں کو حروف کی مناسبت سے جوڑ کر تاریخ پیدائش، تاریخِ وفات، تاریخِ نکاح کے علاوہ موقع کے لحاظ سے مختلف تواریخ کو ہندسوں کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے۔

مطلوبہ تاریخ ایک لفظ یا ایک فقرہ یا پھر ایک مصرعے کے ذریعے نکالی جاتی ہے جسے شاعری کی اصطلاح میں ''تاریخ گوئی'' کہتے ہیں۔

مثلاً: مولانا ابوالکلام آزاد کا تاریخی نام ''فیروز بخت'' ہے۔

جس کے اعداد کا مجموعہ ۱۳۰۸ھ ہے جو ان کی (سنہ ہجری کے لحاظ سے) سال پیدائش ہے۔

ف ی ر و ز ب خ ت ۱۳۰۵ھ

1305 = 400 + 600 2 + 7 + 6 + 200 + 10 + 80

علامہ اقبال کی تاریخ وفات اس فقرے سے نکلتی ہے۔

شمع شاعری خاموش

1938ء

ش م ع ش ا ع ر ی خ ا م و ش

1938ء=300+6+40+1+600+10+200+70+1+300+70+40+300

شاہ جہاں نے اپنی چہیتی بیگم ارجمند بانو نور جہاں کی قبر پر تختی لگائی ہے اس پر لکھا ہے۔

غم

1040ء

1040ء نور جہاں کی تاریخ وفات ہے۔

نوٹ: اردو کے یہ حروف

پ ٹ چ ڈ ڑ ژ گ

عربی میں نہیں پائے جاتے ہیں اس لیے ان کے اعداد عربی کے قریب ترین حروف سے مقرر کیے گئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

پ	ٹ	چ	ڈ	ڑ	ژ	گ
2	400	3	4	200	7	20

مشق I: (1) اپنے اپنے نام لکھ کر حروف کے لحاظ سے اعداد نکال کر جمع کیجیے۔

جیسے:	فضل	احمد	اشرفی
	ف - 80	ا - 1	ا - 1
	ض - 800	ح - 8	ش - 300
	ل - 30	م - 40	ر - 200
	190	د - 4	ف - 80
		53	ی - 10
	910		590

فضل	910
احمد	53
اشرفی	590
جملہ	1553

(2) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اعداد کو جمع کیجیے اور دیکھئے کہ اعداد کا مجموعہ 786 ہوتا ہے یا نہیں۔

الرحیم	الرحمٰن	اللہ	بسم
ا - 1	ا - 1	ا - 1	ب - 2
ل - 30	ل - 30	ل - 30	س - 60
ر - 200	ر - 200	ل - 30	م - 40
ح - 8	ح - 8	ہ - 5	102
ی - 10	م - 40	66	
م - 40	ن - 50		
289	329		

بسم	102
اللہ	66
الرحمٰن	329
الرحیم	289
جملہ	786

(3) آپ نے دیکھا ہوگا کہ 786 کے نیچے 92 لکھا ہوتا ہے۔ یہ محمد ﷺ کے اعداد کا مجموعہ ہے آپ بھی اس کی مشق کیجیے۔

بسم	102
اللہ	66
الرحمٰن	329
الرحیم	289
جملہ	786

محمد	
م	40
ح	8
م	40
د	4
جملہ	92

علم بیان

خوب سے خوب تر کی تلاش انسانی فطرت ہے۔ چنانچہ خوبصورت اور اچھی چیز کو بھی انسان طرح طرح سے آراستہ کر کے اس کے حسن کو مزید چار چاند لگانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس میں حسن و خوبی پیدا کر کے اس سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

علم بیان: شعری محاسن کو اجاگر کرنا اس سے لطف اندوز ہونا ''علم بیان'' ہے۔ علم بیان میں الفاظ کے معنی سے بحث کی جاتی ہے ایک لفظ مختلف جگہوں پر مختلف معنی و مفہوم دیتے ہیں۔

علم بیان میں ہم اس بات کا مطالعہ کرتے ہیں کہ کسی کلام میں ایک سے زیادہ معنی کس طرح پیدا ہوتے ہیں یا کسی ایک معنی کو مختلف پیرایوں میں کس طرح ادا کر سکتے ہیں۔

اس کی چار قسمیں ہیں:

(1) تشبیہ (2) استعارہ (3) مجاز مرسل (4) کنایہ

(1) اس شعر پر غور کیجیے۔

نازکی ان کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

اس شعر میں لب کی نازکی کو گلاب کی پنکھڑی کے مثل قرار دیا جا رہا ہے۔

ایک شئے کو دوسری شئے کے مثل قرار دینا۔ ''تشبیہ'' کہلاتا ہے۔

اس شعر میں لب مشبہ ہے اور گلاب کی پنکھڑی مشبہ بہ ہے۔ اور " کی سی" حروف تشبیہ ہے اور ناز کی وجہ تشبیہ ہے۔ اور پورا شعر جس مقصد کیلئے بیان کیا جارہا ہے وہ غرض تشبیہ ہے۔

- ارکان تشبیہ پانچ ہیں:

(1) مشبہ (2) مشبہ بہ (3) حرف تشبیہ (4) وجہ تشبیہ (5) غرض تشبیہ

☆ حروف تشبیہ یہ ہیں: کی طرح، کے جیسے، کے مثل، کی سی، کے مانند۔

(2) اس شعر پر غور کیجیے۔

چھوٹے سے چاند میں ہے ظلمت بھی روشنی بھی
نکلا کبھی گہن سے آیا کبھی گہن میں

اس شعر میں چاند سے مراد جگنو ہے جو مستعار لیا گیا ہے نہ کہ حقیقی چاند

استعارہ : لفظ کو اس کے اصلی معنی کے علاوہ کسی مجازی معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان تشبیہ کا تعلق ہوتا ہے اور بغیر حروف تشبیہ کے حقیقی معنی کو مجازی معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

(الف) اس شعر پر غور کیجیے۔

جب ہاتھ اس کی نبض پر رکھا طبیب نے محسوس یہ کیا کہ بدن میں لگی ہے آگ

اس شعر میں آگ سے مراد بدن کی حرارت ہے نہ کہ حقیقی آگ اور حقیقی معنی مراد لیا بھی نہیں جاسکتا۔

Scanned by CamScanner

مجاز مرسل: جب کسی لفظ کے حقیقی معنی کو ترک کر کے صرف مجازی معنی میں استعمال کیا جائے۔تو ''مجاز مرسل'' کہلاتا ہے۔

(ب) اس بند پر غور کیجیے۔

کہنا کہ دیارِ غربت میں اک غمزدہ روتا رہتا ہے
دن رات تمہاری فرقت میں منہ اشکوں سے دھوتا رہتا ہے
گلہائے محن کو آنسوؤں کے تاروں میں پروتا رہتا ہے
اے ابر رواں، جا سوئے وطن جا سوئے وطن

اس بند میں ''اشکوں سے منھ دھونا اور آنسوؤں کے تار پرونا''۔کنایہ ہے۔

کنایہ: کلام میں حقیقی معنی چھوڑ کر مرادی معنی لینا ''کنایہ'' کہلاتا ہے۔اور حقیقی معنی بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔

☆ مشق: ان اشعار میں تشبیہ، استعارہ، مجاز مرسل اور کنایہ کی نشاندہی کیجیے۔

طالع سے کسے تھی ایسی امید۔ نکلا ہے کدھر سے آج خورشید (......)
میری آبرو ترے ہاتھ ہے مری زندگی ترے ہاتھ ہے (......)
گر کہے کوئی یا علی حیدرؓ بھاگے کانوں میں انگلیاں رکھ کر (......)
وہ جنگل میں رہتا تھا مانند شیر چلے آئے تھے پاس اس کے کبیر (......)
ہستی اپنی حباب کی سی ہے یہ نمائش سراب کی سی ہے (......)

Scanned by CamScanner

خنجر تھا الٰہی یا زباں تھی خنجر سے زیادہ رواں تھی (......)

کم ظرف گر دولت و زر پاتا ہے مانند حباب ابھر کے اتراتا ہے (......)

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے رن ایک طرف چرخِ کہن کانپ رہا ہے (......)

بارش ہوئی تو پھولوں کے تن چاک ہوگئے موسم کے ہاتھ بھیگ کے سفاک ہوگئے (......)

لہرا رہی ہے برف کی چادر ہٹا کے گھاس سورج کی شہ پہ تنکے بھی بے باک ہوگئے (......)

صنائع

لفظی و معنوی خوبیوں کے ذریعے شعر میں حسن پیدا کرنا صنائع و بدائع کہلاتا ہے۔

اس کی دو قسمیں ہیں۔

(1) صنائع معنوی (2) صنائع لفظی

- صنائع معنوی: کلام میں ایسے الفاظ کا لانا جن سے کلام کی معنوی خوبیاں بڑھ جاتی ہیں۔
- صنائع لفظی: ایسے الفاظ کا کلام میں استعمال کرنا جس سے صرف لفظی حسن بڑھ جائے۔

صنائع معنوی کی قسمیں:

صنعت تضاد	صنعت ایہام	: مراعات النظیر
حسن تعلیل	صنعت مبالغہ	: صنعت تلمیح
تجاہل عارفانہ	تعلّی	: سہل ممتنع

صنعت تضاد

- اس شعر پر غور کیجیے۔

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے عمریوں ہی تمام ہوتی ہے
چھوٹے سے چاند میں ہے ظلمت بھی روشنی بھی نکلا کبھی گہن سے آیا کبھی گہن میں

پہلے شعر میں صبح و شام ایک دوسرے کی ضد ہے۔

دوسرے شعر میں ظلمت روشنی ایک دوسرے کی ضد ہے اسے تضاد کہتے۔

کلام میں دو ایسے الفاظ کا استعمال جو معنی کے اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد ہوں، صنعت تضاد، کہتے ہیں۔

- اس شعر پر غور کیجئے۔

آنکھیں دکھلاتی ہیں تماشہ ارباب غرض کو پتلیوں کا

اس شعر میں لفظ پتلی کے دو معنی لیے جاسکتے ہیں۔ایک پتلی معنی آنکھ کی پتلی۔دوسرا پتلی بمعنی گڑیا۔

اس کے رخسار دیکھ جیتا ہوں
عارضی پری زندگانی ہے ولیؔ

عارضی کے دو معنی ہیں۔

(1) تھوڑے وقت کیلئے جو دیر پا نہ ہو (2) عارض بمعنی رخسار

Scanned by CamScanner

اسی سے عارضی بنایا گیا ہے۔ یعنی زندگی کا انحصار صرف اس کے عارض کو دیکھنے پر ہی ہو۔

میکش کو ہوس ایاغ کی ہے پروانے کو لو چراغ کی ہے

اس شعر میں ''لو'' ایہام ہے قریبی معنی چراغ کی لو اور بعیدی معنی چاہت ہے دونوں بھی مراد لیے جاسکتے ہیں۔

جب کلام میں ایسا لفظ استعمال کیا جائے جس کے دونوں معنی مراد لیے جاسکتے ہیں۔ صنعت ایہام کہلاتا ہے۔

صنعت مراعات النظیر

- اس شعر پر غور کیجیے۔

یہ اشک کہاں جائیں گے دامن مجھے دے دے
اے باد بہاری مرا گلشن مجھے دے دے

(اشک ۔دامن) ایک دوسرے سے مناسبت رکھتے ہیں)

خط بڑھا زلفیں بڑھیں کاکل بڑھے گیسو بڑھے
حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے

(خط،گیسو، کاکل اور گیسو میں باہمی مناسبت ہے ہندو بمعنی کالا۔)

مندرجہ بالا چاروں کا تعلق ہندو سے ہے۔

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
ساقیِ کوثر شہہ جود و عطا کا ساتھ ہو

(زبان۔ پیاس) ایک دوسرے سے مناسبت رکھتے ہیں۔

ایک ہی شعر میں دو باہم مناسبت رکھنے والے الفاظ کا استعمال صنعت مراعات النظیر کہلاتا ہے۔

حسن تعلیل

- اس شعر پر غور کیجیے۔

پیاسی جو تھی سپاہ خدا تین رات کی ساحل سے سر پٹکتی تھی موجیں فرات کی

شاعر فرات کی موجوں کا ساحل سے ٹکرانے کی وجہ سپاہ خدا کی پیاس بتا رہا ہے جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

کمر خمیدہ نہیں ہے سبب ضعیفی میں زمین ڈھونڈ رہا ہوں مزار کے قابل

کمر کے جھکنے کی وجہ ضعیفی ہے۔ مگر شاعر کہہ رہا ہے کہ میں اپنی قبر کی زمین کی تلاش میں جھک کر پھر رہا ہوں۔

حسن تعلیل: شعر میں کسی ایسی بات کو وجہ قرار دینا جو حقیقت میں اس کی وجہ نہ ہو ''حسن تعلیل'' کہلاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

صنعت مبالغہ

- اس شعر پر غور کیجیے۔

صنم کہتے ہیں تیری بھی کمر ہے
کہاں ہے کس طرف ہے اور کدھر ہے

اس شعر میں شاعر نے محبوبہ کی کمر کی پتلے پن میں مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے۔

تارے آنکھیں چھپک رہے تھے
تھا بام پہ کون جلوہ گر رات

اس شعر میں شاعر نے محبوب کی خوبصورتی میں مبالغہ آرائی کی ہے۔

مبالغہ: تعریف یا تذلیل کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا صنعت مبالغہ کہلاتا ہے۔

صنعت تلمیح

- ان اشعار پر غور کیجیے۔

ابن مریمؑ ہوا کرے کوئی
مرے دکھ کی دوا کرے کوئی

اس شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مسیحیت کو بتایا جا رہا ہے۔

آج بھی ہو گر ابراہیم سا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

Scanned by CamScanner

اس شعر میں ابراہیم علیہ السلام اور آگ تلمیح ہے۔

تلمیح: کلام میں کسی مشہور واقعہ یا کسی مذہبی روایت کی طرف اشارہ کرنا صنعت تلمیح کہلاتا ہے۔

تلمیح کے الفاظ بظاہر مختصر ہوتے ہیں لیکن اس کے پیچھے وہ پورا واقعہ ہوتا ہے جس کی طرف شاعر اشارہ کرنا چاہتا ہے۔

تجاہل عارفانہ

- ان اشعار پر غور کیجیے۔

موت کا ایک دن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

شاعر اچھی طرح جانتا ہے کہ محبوب کی یاد میں انہیں نیند رات بھر نہیں آ رہی ہے۔ پھر بھی انجان بنے بیٹھے ہیں۔

گلشن میں کس شخص کا ہے ڈھیر کہ بلبل منقار میں لے جا کے کئی پھول دھر آئی

شاعر انجان بن کر پوچھتا ہے کہ کس شخص کا ڈھیر (قبر) ہے کہ جس پر بلبل پھول دھر آتی ہے حالانکہ شاعر جانتا ہے کہ کسی عاشق کا مزار ہے۔

تجاہل عارفانہ: کسی بات کو جانتے ہوئے بھی اس سے انجان رہنا "تجاہل عارفانہ" کہلاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

تعلّی

- اس شعر پر غور کیجیے۔

ہیں اور بھی دنیا میں سخن ور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالبؔ کا انداز بیاں اور

اس شعر میں شاعر نے خود اپنی تعریف کی ہے۔

شعر میں خود اپنی تعریف کرنا تعلّی کہلاتا ہے۔

جیسے: میرؔ کا یہ شعر

سارے عالم پر میں ہوں چھایا ہوا
مستند ہے میرا فرمایا ہوا

سہل ممتنع

- اس شعر پر غور کیجیے۔

ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہ نمائش سراب کی سی ہے

اس شعر میں شاعر گہرے خیال کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ہماری ہستی ایک بلبلے کی طرح ہوئی گئی ہے۔ جو سراب کی مانند نمائش کے لئے رہ گئی ہے۔

سہل ممتنع: ایسا کلام جس میں الفاظ سادہ ہوں، بحر چھوٹی اور آسان ہو خیال گہرا ہو لیکن اس کی نثر کرنا آسان نہ ہو۔

جیسے:

نازکی ان کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی ایک گلاب کی سی ہے

- **مشق:** ان اشعار میں صنعتوں کی نشاندہی کیجیے۔

چمکے جو تیغ قہر کسی روز جنگ میں (..........)
ٹھہرے نہ سایہ خوف کے مارے بدن کے پاس

اس کو بھولا نہ چاہیے کہنا (..........)
صبح جو جائے اور آئے شام

نار نمرود کو کیا گلزار (..........)
دوست کو یوں بچا لیا تو نے

خط بڑھا زلفیں کاکل بڑھے گیسو بڑھے (..........)
حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے

انجام ہے اس خرام کا حسن (..........)
آغاز ہے عشق انتہا حسن

Scanned by CamScanner

یہ مسائل تصوف یہ تیرا بیان غالبؔ
ہم تجھے ولی سمجھتے جو نا بادہ خوار ہوتا (............)

صنعت لفظی

- اس شعر پر غور کیجئے۔

بازو میں نہ تو مرے گرہ باندھ   سمجھاؤں جو پند اسے گرہ باندھ

شعر کے پہلے مصرعے میں شاعر بزبان طائر کہہ رہا ہے کہ میرے پروں میں تم گرہ (گانٹھ) مت باندھو بلکہ جو نصیحت کرر ہا ہوں اس کو گرہ میں باندھ لو (ذہن نشین کرلو) گویا گرہ باندھنے کے دو معنی ہوئے۔ گانٹھ باندھنا اور ذہن نشین کرنا۔

یہ بھی نہ پوچھا کبھی صیاد نے   کون رہا کون رہا ہو گیا

☆ اس شعر میں رہا کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی رہنا۔ اور رِہا کے معنی آزادی کے ہیں۔ دونوں کا املا ایک ہے اعراب الگ الگ ہے۔

- صنعت تجنیس:

کلام میں ایسے الفاظ کا استعمال جو املا میں تو یکساں ہوں مگر معنی الگ الگ ہوں ''صنعت تجنیس'' کہلاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

تکرار لفظی

- ان اشعار کو پڑھیے۔

روتے روتے کون سویا خاک پر
ہلتے ہلتے کس کا جھولا رہ گیا
(روتے روتے، ہلتے ہلتے)

آتے آتے آئے گا ان کو خیال
جاتے جاتے بے خیالی جائے گی
(آتے آتے۔جاتے جاتے)

پتہ پتہ بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے
(پتہ پتہ بوٹا بوٹا)

- مندرجہ بالا اشعار میں تکرار لفظی کا استعمال کر کے شعر کے معنوی حسن کو بڑھا دیا ہے۔

Scanned by CamScanner

علم عروض

تعریف: علم عروض ایک مشہور فن ہے جس سے اشعار کا وزن معلوم کیا جاتا ہے۔

ماہرین عروض نے کل انیس (19) اوزان مقرر کیے ہیں اور ہر وزن کا نام بحر رکھا ہے۔

بحر اُن خاص الفاظ کو کہا جاتا ہے۔ جن پر شعر تولا اور جانچا جاتا ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ شعر کا وزن ٹھیک ہے یا نہیں۔ بحر جن اجزا سے بنتی ہے ان کو ارکان اور جز کو رکن کہا جاتا ہے یہ تین ہیں۔

(۱) سبب (۲) وتد (۳) فاصلہ

سبب دو حرفی لفظ کو سبب کہتے ہیں۔

(1) سبب: دو حرفی لفظ جس کا پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہو سبب خفیف کہتے ہیں۔

جیسے: دِلْ ، گُلْ ، رَبْ وغیرہ

☆ سبب ثقیل: جس کے دونوں حروف متحرک ہوں اردو میں سبب ثقیل کا استعمال اضافت کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ ورنہ نہیں جسے دلِ ناداں۔ غم جاناں وغیرہ

(2) وتد: تین حرفی لفظ کو وتد کہلاتے ہیں۔

جیسے: قَلَم ، وَطَنْ ، جِگَرْ وغیرہ

Scanned by CamScanner

☆ وتد مجموع: وہ تین حرفی کلمہ جس کے پہلے دو حرف متحرک اور تیسرا ساکن ہو۔

جیسے: عجب۔غضب

☆ وتد مفروق: وہ تین حرفی کلمہ جس کا پہلا متحرک دوسرا ساکن اور تیسرا متحرک ہو۔

یہ بھی اردو میں نہیں پایا جاتا اس کو بھی اضافت ہی کے ذریعہ حاصل کرتے ہیں۔

جیسے : فصل گل،ضرب کلیم،ضبط غم، وغیرہ

(3) فاصلہ : چار حرفی یا پانچ حرفی لفظ کو فاصلہ کہتے ہیں۔

اردو میں فاصلہ کی گنجائش نہیں، کیونکہ فاصلہ دو سبب یا ایک سبب اور ایک وتد کا مجموعہ ہوتا ہے۔اردو میں عروض کا دارومدار عموماً سبب اور وتد پر ہی ہوتا ہے اور ان ہی کی تکرار سے عموماً بحریں تشکیل پاتی ہیں۔سبب اور وتد کیلئے علم عروض میں خاص حروف مقرر ہیں جن کو حروف تقطیع بھی کہتے ہیں۔جو یہ ہیں: ''لمعت سیوفنا'' یعنی ا ت س ع ف ل م ن و ی، ان ہی حروف کے مجموعہ سے ارکان بنتے ہیں۔

(1) سبب : فَاْ ، مُسْ ، تَفْ ، عِیْ ، لُن ، وغیرہ

(2) وتد : مَفَاْ ، عِلُنْ، فَعُوْ ، عِلَاْ وغیرہ

- سبب اور وتد کی تکرار سے رکن اس طرح بنتے ہیں۔

سبب	+	وتد				=	فَاعِلُنْ
وتد	+	سبب				=	فَعُولُنْ
سبب	+	سبب	+	وتد		=	مُسْتَفْعِلُنْ
سبب	+	وتد	+	سبب		=	فَاعِلَاتُن

Scanned by CamScanner

وتد + سبب + سبب = مَفَاعِیْلُنْ

سببِ ثقیل + سببِ خفیف + وتد = متفاعلن

سبب + سبب + وتدِ مفروق = مفعولات

ایک ہی رکن کی تکرار سے جو بحریں بنتی ہیں وہ مفرد بحریں کہلاتی ہیں یہ سات ہیں۔ اسی طرح مختلف دو ارکان کی تکرار سے جو بحریں بنتی ہیں وہ مرکب بحریں کہلاتی ہیں۔ علم عروض میں کل (19) بحریں ہیں۔

مفرد بحریں

(1) بحرِ متدارک : فاعلن ، فاعلن ، فاعلن ، فاعلن

(2) بحرِ متقارب : فعولن ، فعولن ، فعولن ، فعولن

(3) بحرِ رجز : مستفعلن، مستفعلن، مستفعلن، مستفعلن

(4) بحرِ رمل : فاعلاتن، فاعلاتن، فاعلاتن، فاعلاتن

(5) بحرِ ہزج : مفاعیلن، مفاعیلن، مفاعیلن، مفاعیلن

(6) بحرِ کامل : متفاعلن،متفاعلن،متفاعلن،متفاعلن

(7) بحرِ وافر : مفاعلتن ،مفاعلتن ،مفاعلتن ،مفاعلتن

مرکب بحریں

دو ارکان کی تکرار سے جو بحریں بنتی ہیں ان کو مرکب بحریں کہا جاتا ہے۔ یہ

Scanned by CamScanner

بارہ بحریں ہیں ان کے اوزان اس طرح ہیں۔

	نام بحر		وزن	
1	بحرمنسرح	:	مستفعلن مفعولات مستفعلن مفعولات	ایک مصرعہ
2	بحرمضارع	:	مفاعیلن فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن	"
3	بحرسریع	:	مستفعلن مستفعلن مفعولات	"
4	بحرحفیف	:	فاعلاتن مستفعلن فاعلن	"
5	بحرمجتب	:	مستفعلن فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن	"
6	بحرمقتضب	:	مفعولات مستفعلن مفعولات مستفعلن	"
7	بحرطویل	:	مفعولن مفاعیلن مفعولن مفاعیلن	"
8	بحرمدید	:	فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن	"

9	بحر بسیط	: مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن	"
10	بحر جدید	: فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن	"
11	بحر قریب	: مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن	"
12	بحر متشاکل	: فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن	"

مندرجہ بالا انیس (19) وزن اصل ہیں۔ لیکن زحافات کی وجہ سے ان کی مختلف صورتیں بنتی ہیں۔

زحاف

زحاف کے لغوی معنی تیر کا نشانے سے تیڑھا جانا کسی چیز کا اصل سے دور ہونا۔ عروض کی اصطلاح میں شعر کے کسی رکن یا ارکان میں ہونے والی تغیر یا تبدیلی کو زحاف کہتے ہیں۔ زحاف کی تین صورتیں ہیں۔ (1) اضافہ (2) سقوط (3) تحریک

(1) اضافہ سے مراد کسی رکن میں کوئی ایک حرف زیادہ کرنا۔

(2) کسی رکن میں ایک یا ایک سے زیادہ حرفوں کو گرانا سقوط کہلاتا ہے۔

(3) کسی رکن میں ساکن حرف کو متحرک کرنے کو تحریک کہا جاتا ہے۔

اس تغیر و تبدل کی وجہ سے بے شمار زحافات واقع ہوتے ہیں۔ اردو میں تقریباً چوبیس (24) زحافات مروج ہیں۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔

(1) خاص زحاف (2) عام زحاف (3) مرکب زحاف

Scanned by CamScanner

(1) زحاف خاص: جو زحاف مخصوص ارکان میں واقع ہوتے ہیں۔ وہ خاص ارکان کہلاتے ہیں۔ یہ چار ہیں۔

1. ثلم : فعولن کے وتد مجموع سے پہلا حرف ''ف'' گرانا جس کی وجہ سے عولن بچتا ہے۔ اس کی جگہ فعلن لاتے ہیں۔ اس عمل کو ثلم کہتے ہیں۔ اس بدلی ہوئی صورت کو اثلم کہتے ہیں۔

2. حب: رکن کے آخر سے دو سبب خفیف گرانے کو حب کہتے ہیں۔ جیسے مفاعیلن سے عیلن کو گرانا جس کی وجہ سے مفا بچا اس کی جگہ ''فعل'' لاتے ہیں۔ اس بدلے ہوئے رکن کو محبوب کہتے ہیں۔

3. خرم: مفاعیلن کے وتد مجموع سے پہلے حرف کو گرانے کو خرم کہتے ہیں۔ بچے ہوئے فاعیلن کے بجائے مفعولن لاتے ہیں۔ بدلی ہوئی صورت کو اخرام کہتے ہیں۔

4. کشف: مفعولات کی ت گرایا جائے تو ''مفعولا'' بچا اس کی جگہ مفعولن لاتے ہیں۔ اس کو مکشوف کہتے ہیں۔

(2) عام زحاف: جو زحاف کئی ارکان میں آتے ہیں انہیں عام زحاف کہتے ہیں۔ یہ چودہ ہیں۔

1. حذف: رکن کے آخر سے ایک سبب خفیف گرانے کو حذف کہتے ہیں۔ جیسے: فعولن سے لن گرائیں تو فعو رہا اس کی جگہ فعل لاتے ہیں۔ اسی طرح فاعلاتن سے تن گرائیں تو فاعلا رہا۔ اس کی جگہ فاعلن لاتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

اس رکن کو محذوف کہتے ہیں۔ یہ زحاف بحر مدید، بحر خفیف، بحر ہزج، بحر رمل، بحر مضارع، بحر مجتث، بحر طویل، بحر متقارب میں آتا ہے۔

2. خبن: اگر رکن کے شروع میں سبب خفیف ہو تو اس کے دوسرے حرف کے گرانے کو خبن کہتے ہیں جیسے فاعلن کے فا سے الف گرانا اس سے فعلن رہا اس رکن کو مخبون کہتے ہیں یہ زحاف بحر رمل، بحر رجز، بحر مدید، بحر بسیط، بحر متدارک، بحر سریع، بحر خفیف، بحر منسوخ، بحر مجتث، بحر مقتضب میں آتا ہے۔

3. طبی: اگر رکن کے ابتداء میں دو سبب خفیف ہوں تو چوتھے حرف کو گرانا جیسے: مستفعلن سے ف گرایا تو مستعلن رہا اس کی جگہ مفتعلن لاتے ہیں۔ اس رکن کو مطوی کہا جاتا ہے۔ یہ زحاف بحر بسیط، بحر رجز، بحر سریع، بحر منسرح اور بحر مقتضب میں آتا ہے۔

4. قصر: اگر رکن کے آخر میں سبب خفیف ہو تو اس کی ساکن کو گرانا اس کو قصر کہتے ہیں۔ جیسے: فاعلاتن سے ن، مفاعیلن سے ن اور فعولن سے ن کو گرانا تو فاعلات، مفاعیل، اور فعول بچے گا۔ ان ارکان کو مقصور کہتے ہیں۔ یہ زحاف بحر طویل، بحر مدید، بحر ہزج، بحر رمل، بحر متقارب، بحر مضارع، بحر خفیف اور بحر مجتث میں واقع ہوتا ہے۔

5. قبض: رکن کے پانچویں مقام سے سبب خفیف کے ساکن کو گرانا قبض کہلاتا ہے۔ جیسے فعولن سے ن گرائیں تو فعول بچے گا۔ اور مفاعیلن

Scanned by CamScanner

سے ی گرائیں تو مفاعلن بچتا ہے۔ یہ رکن مقبوض کہلاتا ہے۔ یہ زحاف بحر طویل، بحر ہزج، بحر متقارب اور بحر مضارع میں آتا ہے۔

6. قطع :رکن کے آخر میں وتد مجموع ہو تو اس کے آخر حرف کو گرا کر اس سے پہلے حرف کو ساکن کرنا جیسے فاعلن سے ن گرا کر لام کو ساکن کریں فاعل کی جگہ فعلن لاتے ہیں۔ اس رکن کو مقطوع کہتے ہیں۔ یہ زحاف بحر رجز، بحر رمل، بحر کامل، بحر متدارک، بحر بسیط، بحر مدید، بحر سریع، بحر خفیف اور بحر مقتضب میں آتا ہے۔

7. حذذ :وتد مجموع کو رکن کے آخر سے گرانا جیسے فاعلن سے علن گرائیں تو فا رہا اس کی جگہ فع لاتے ہیں۔ اس بدلے ہوئے رکن کو احذ کہتے ہیں۔

8. کف : رکن کے ساتویں مقام سے سبب خفیف کے ساکن کو گرانا کف کہلاتا ہے جیسے مفاعیلن سے ن گرایا تو مفاعیل رہا اور فاعلاتن سے ن گرائیں تو فاعلات رہا۔ اس رکن کو مکفوف کہتے ہیں۔ یہ زحاف بحر طویل، بحر مدید، بحر ہزج، بحر رمل، بحر خفیف، بحر مجتث اور بحر مضارع میں آتا ہے۔

9. وقف:رکن کے آخر میں وتد مفروق ہو تو اس کے آخری حرف کو ساکن کرنے کو وقف کہتے ہیں۔ جیسے مفعولات سے مفعولاتْ رہا۔ یہ رکن موقوف کہلاتا ہے۔ یہ زحاف بحر سریع، بحر منسرح، اور بحر مقتضب میں آتا ہے۔

Scanned by CamScanner

10. تشعیث: فاعلاتن کے وتد مجموع سے کسی متحرک کو گرانا اگر علا کی ع کو گرائیں تو فالاتن رہا اور ل کو گرایں تو فاعاتن رہا۔ اس کی جگہ مفعولن لاتے ہیں۔

11. جدع :مفعولات میں دو سبب خفیف گرانا جیسے مفعولات سے مفعوکو گرایں تو لات رہا اس کی ت کو ساکن کرنا اس کی جگہ فاع لاتے ہیں اس رکن کو مجدوع کہتے ہیں۔

12. نحر:فاع مجدوع میں سے الف کو گرایں تو فع رہا اس رکن کو منحور کہتے ہیں۔

13. اذالہ : رکن کے آخر میں وتد مجموع ہو تو آخر حرف سے پہلے ایک الف زیادہ کرنا جیسے فاعلاتن میں الف زیادہ کریں تو فاعلاتان ہو اس کی جگہ فاعلیان لاتے ہیں۔ اس رکن کو مبغ یا مضاف کہتے ہیں۔

(ازالہ اور اضافہ دونوں یکساں ہیں۔ ازالہ وتد مجموع میں ہوتا ہے اور اضافہ سبب خفیف میں ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں مصرعہ کے آخر میں آتے ہیں۔)

(3) مرکب زحافات :جو زحاف ایک رکن میں ایک سے زیادہ آتے ہیں ان کو مرکب زحاف کہتے ہیں۔ یہ چھ ہیں۔

1. شتر : مفاعیلن میں خرم اور قبض کا جمع ہونا شتر کہلاتا ہے۔ خرم کی وجہ سے م اور قبض کی وجہ سے ی کو گرایا گیا تو فاعلن رہا۔ اس رکن کو اشتر کہا جاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

2. شکل : کسی رکن میں کف اور خبن کا جمع ہونا شکل کہلاتا ہے۔ جیسے فاعلاتن میں کف کی وجہ سے ساتواں ساکن گرنا اور خبن کی وجہ سے رکن کے پہلے سبب خفیف کا ساکن گرا تو فعلات رہا۔ اس رکن کو مشکول کہتے ہیں۔ یہ زحاف بحر رمل، بحر مدید، بحر خفیف اور بحر مجتث میں آتا ہے۔

3. خزب : مفاعیلن میں خرم اور کف کا جمع ہونا خزب کہلاتا ہے۔ خرم کی وجہ سے م اور کف کی وجہ سے ن گرا تو فاعیل رہا اس کی جگہ مفعول لاتے ہیں اس رکن کو اخرب کہا جاتا ہے۔

4. کسف : وقف اور کف کا جمع ہونا کف کہلاتا ہے۔ جیسے مفعولات کی ت کی حرکت وقف کی وجہ سے اور کف کی وجہ سے ت گر گئی تو مفعولا رہا اس کی جگہ مفعولن لاتے ہیں۔ رکن کو مکسوب کہا جاتا ہے۔ یہ زحاف بحر سریع، بحر منسرح اور بحر مقتضب میں آتا ہے۔

5. ھتم : حذف اور قصر کا جمع ہونا ہتم کہلاتا ہے۔ جیسے مفاعیلن میں پہلے حذف کی وجہ سے لن گرایا اور پھر قصر کی وجہ سے ی کو گرایا اور ع کو ساکن کیا تو مفاع رہا اس کی جگہ مفعول لاتے ہیں۔

6. تبر : مفعولن میں حذف اور قطع جمع ہونا تبر کہلاتا ہے۔ جیسے حذف کی وجہ سے لن اور قطع کی وجہ سے و گر گیا اور مار ہا۔ اسی طرح مفاعیلن میں حب اور خرم کے جمع ہونے کو بھی تبر ہی کہا جاتا ہے۔ اس رکن کو ابتر کہتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

تقطیع کے اصول

- تقطیع : تقطیع کے لغوی معنی ٹکڑے کرنا/قطع کرنا ہے اصطلاح عروض میں تقطیع کرنا سے مراد شعر کا وزن کرنا ہے۔ شعر کے اجزاء کو بحر کے ارکان پر تولنے یا وزن کرنے کا نام تقطیع ہے۔ تقطیع میں ساکن حرف کے برابر ساکن اور متحرک حرف کے برابر متحرک لایا جاتا ہے۔ اس کے لیے باضابطہ اصول وضوابط مقرر کردیئے گئے ہیں جن میں اہم درج ذیل ہیں۔

(1) تقطیع میں ساکن کے مقابل ساکن اور متحرک کے مقابل متحرک لانا ہوتا ہے۔ اس کے لیے اختلاف حرکات کا لحاظ نہیں ہوتا۔

(2) صرف ملفوظ حروف کا شمار ہوگا۔ یعنی صرف وہی حروف تقطیع میں شمار ہوں گے جو پڑھے جاتے ہیں۔ چاہے وہ لکھے ہوئے ہوں یا نہ لکھے ہوئے ہوں۔

(3) حروف غیر ملفوظ کا شمار نہیں ہوگا۔ یعنی ایسے حروف جو لکھے تو جاتے ہیں لیکن پڑھے نہیں جاتے ان کا شمار تقطیع میں نہیں ہوگا۔ حروف غیر ملفوظ کی چند مثالیں یہ ہیں۔

☆ نون غنہ : جیسے شگوں، سکوں، میں ن غنہ کا شمار نہیں ہوگا۔

☆ واؤ معدلہ : جیسے خواہش، خواب، خوش وغیرہ کی واؤ کا شمار نہیں ہوگا۔

☆ ہائے مختفی : جیسے: غنچہ، رفتہ، افسانہ وغیرہ میں "ہ" کا شمار نہیں ہوگا۔

Scanned by CamScanner

☆ واوِ عطف : جیسے: شیر وشکر، نقش ونگار وغیرہ کی ''و'' شمار نہیں ہوگی۔ البتہ زور دے کر پڑھی جائے تو شمار ہوگی۔

☆ حروف شمسی کا الف لام جو پڑھا نہیں جاتا شمار نہیں ہوتا۔

جیسے : عبدالرحیم، کی الف لام

(4) اگر دو ساکن ہو تو دوسرا ساکن متحرک ہو جائے گا۔ جیسے: ''پاس'' کی ''س'' متحرک ہو جائے گی۔

(5) اگر تین ساکن ہوں تو دوسرا ساکن متحرک ہوگا تیسرا ساکن شمار نہیں ہوگا۔

جیسے: دوست کا واؤ ساکن سین متحرک اور ''ت'' شمار نہیں ہوگا۔

(6) ہندی حروف کی مخلوط ہا جس کو دو چشمی لکھا جاتا ہے۔ جیسے: بھ، پھ، تھ، جھ، چھ وغیرہ یہ تمام بظاہر دو حروف ہیں لیکن تقطیع میں یہ ایک ہی حرف شمار ہوں گے۔

(7) الف ممدودہ میں دو الف شمار کیے جائیں گے۔ جیسے : آم میں ا ا م

(8) مشدد حروف کا شمار بھی دو حرف کا ہوگا۔

(9) تنوین کا شمار بھی دو حرف کا ہوگا۔

(10) ہمزہ اگر کھینچ کر پڑھی جائے تو شمار ہوگی۔

(11) ہندی الفاظ کی واؤ تقطیع میں شمار نہیں ہوگی۔ بلکہ اس سے قبل کے حرف پر صرف حرکت دے گی۔ جیسے: سو، تو کی شکل سُ، تُ ہوگی۔

ان کے علاوہ بھی اور بہت سے باریک نکتے ہیں، جن کا تقطیع کے وقت لحاظ رکھا جاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

● ذیل میں چند مفرد بحروں کی تقطیع کے نمونہ کے طور پر دی جارہی ہے اور اس کا وزن بتایا جارہا ہے۔

○ بحر متقارب:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی برلانے والا

وہ نبیوں	م رحمت	لقب پا	نے والا
فعولن	فعولن	فعولن	فعولن
مرادیں	غریبوں	کی برلا	نے والا
فعولن	فعولن	فعولن	فعولن

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

بنا کر	فقیروں	کہ ہم بھے	س غالب
فعولن	فعولن	فعولن	فعولن
تماشا	ئے اہل ے	کرم دے	کھتے ہیں
فعولن	فعولن	فعولن	فعولن

○ متدارک

زندگی موتیوں کی ڈھلکتی لڑی
زندگی برگ گل کا بیاں دوستو

زندگی	موتیوں	کی ڈھلک	تی لڑی
فاعلن	فاعلن	فاعلن	فاعلن
زندگی	برگ گل	کا بیاں	دوستو
فاعلن	فاعلن	فاعلن	فاعلن

○ بحر ہزج

نہ تھا کچھ تو خدا تھا، کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

نہ تھا کچھ تو	خدا تھا کچھ	نہ ہوتا تو	خدا ہوتا
مفاعلین	مفاعلین	مفاعلین	مفاعلین
ڈبویا مجھ	کو ہونے نے	نہ ہوتا میں	تو کیا ہوتا
مفاعلین	مفاعلین	مفاعلین	مفاعلین

○ بحر کامل

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں

Scanned by CamScanner

کبھی اے حقی	قت منتظر	نظر آلبا	س مجاز میں
متفاعلن	متفاعلن	متفاعلن	متفاعلن
کہ ہزار وسج	دے تڑپ رہے	ہیں مری جبیں	ن نیاز میں
مفاعلین	مفاعلین	مفاعلین	مفاعلین

بحر طویل

نہ کر تو جفا کاری نہ کر تو عیاری
خدا سن سبھی میں ہے خدا سن سبھی میں

نہ کرتو	جفا کاری	ن کرتو	ہے عیاری
فعولن	مفاعیلن	فعولن	مفاعیلن
خدا سن	سبھی مے ہے	خدا سن	سبھی مے ہے
فعولن	مفاعیلن	فعولن	مفاعیلن

بحر بسیط

کب تک ملے دیکھیے رنج و محن کا صلہ
اب تک نہیں کچھ ملا اس کا کروں کیا گلہ

کب تک ملے	دے کھے	رنجو محن	کا صلہ
مستفعلن	فاعلن	مستفعلن	فاعلن

Scanned by CamScanner

اب تک نہی	کچھ ملا	اس کارکرو	کا گلہ
مستفعلن	فاعلن	مستفعلن	فاعلن

رباعی کے اوزان

رتبہ جسے دنیا میں خدا دیتا ہے
وہ دل میں فروتنی کو جا دیتا ہے
کرتے ہیں تہی مغز ثنا آپ اپنی
جو ظرف کہ خالی ہے صدا دیتا ہے

رتباج	س دنیا م	خدادیتا	ہے
مفعول	مفاعیل	مفاعیلن	فع
وہ دل م	فروتنی	ک جادیتا	ہے
مفعول	مفاعیل	مفاعیلن	فع
کرتے ہ	تہی مغز	ثنا آپ	نی
مفعول	مفاعیل	مفاعیلن	فع
جوظرف	ک خالی ہ	صدادیتا	ہے
مفعول	مفاعیل	مفاعیلن	فع

شعری اصطلاحات

- **مصرعہ**: شعر کے آدھے حصے کو مصرعہ کہتے ہیں۔ دو مصرعے مل کر ایک شعر ہوتا ہے۔ جیسے:

شعر لب پہ آتی ہے دعابن کے تمنا میری — مصرعہ اولی
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری — مصرعہ ثانی
(دونوں مصرعے مل کر: شعر)

- **بیت** : شعر کو بیت بھی کہتے ہیں۔
- **قافیہ** : ہم وزن الفاظ کو قافیہ کہتے ہیں۔ جیسے

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا

اس شعر میں ہندوستان اور گلستان ہم وزن ہیں جو قافیہ ہے۔

- **ردیف**: مندرجہ بالا شعر کے دونوں مصرعوں کے آخر کا لفظ ہمارا، ہمارا ردیف ہے۔
- **مطلع**: غزل، قصدہ، مرثیہ، مثنوی وغیرہ کا پہلا شعر جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتے ہیں مطلع کہلاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

- مقطع : غزل کا آخری شعر جس میں شاعر اپنا تخلص پیش کرتا ہے۔

جب توقع ہی اٹھ گئی غالبؔ
کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی

- تخلص: شاعر کا قلمی نام، جو کلام میں پیش کرتا ہے۔ جیسے: غالبؔ کا اصل نام مرزا اسد اللہ خاں تھا اور غالبؔ تخلص ہے۔
- حسن مطلع : مطلع کے بعد کے دوسرے شعر کے دونوں مصرعوں میں قافیہ و ردیف کی پابندی کی جائے تو حسن مطلع کہتے ہیں۔
- شاہ بیت: نظم کے سب سے اچھے شعر کو شاہ بیت

یا

- بیت الغزل: غزل کے سب سے اچھے شعر کو بیت الغزل کہتے ہیں جیسا کہ مومن کے اس شعر کو بیت العزل کہا جاتا ہے۔

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

- تحت اللفظ: شعر کو بغیر ترنم کے پڑھنا تحت اللفظ کہلاتا ہے۔
- مکرر ارشاد: جب سامعین کو شاعر کا کوئی شعر پسند آجائے اور دوبارہ اس شعر کو سننے کے لئے شاعر سے سامعین مکرر ارشاد کے ذریعے فرمائش کرتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

- مثلث: تین مصرعے کے بند کو مثلث کہتے ہیں۔ جیسے کہ ماہیہ کی ہیت ہے۔

مثال:

ہم کو عادت ہے غم چھپانے کی
تم اگر زندگی میں آجائے
بانٹ لیتے خوشی زمانے کی

- رباعی: چار مصرعے والی نظم کو رباعی کہتے ہیں۔ جیسے قطعہ رباعی: مثال

غنچے تری زندگی پہ دل ہلتا ہے
صرف ایک تبسم کیلئے کھلتا ہے
غنچے نے کہا اس چمن میں بابا
یہ ایک تبسم بھی کسے ملتا ہے

- مخمس: پانچ مصرعے کی بند کو مخمس کہتے ہیں۔ جیسے

بے روزگاری نے یہ دکھائی ہے مفلسی
کوٹھے کی چھت نہیں ہے یہ چھائی ہے مفلسی
دیوار و در کے بیچ سمائی ہے مفلسی
ہر گھر میں اس طرح کہ بھر آئی ہے مفلسی
پانی کا ٹوٹ جاوے ہے جوں ایک بار بند

مندرجہ بالا اشعار کے چار مصرعوں کی قافیہ ردیف ایک ہے اور آخر کے مصرعہ

Scanned by CamScanner

کا قافیہ ردیف الگ ہے۔ پورا ملکر ایک بند ہوا۔

- **مسدس** : چھے مصرعے والی بند۔ جیسے:

نوکری ٹھہری ہے لے دے کے اب اوقات اپنی
پیشہ سمجھے تھے جسے ہوگئی ذات اپنی
اب نہ دن اپنا رہا اور نہ رہی رات اپنی
جاپڑی غیر کے ہاتھوں میں ہر ایک بات اپنی
ہاتھ اپنے دل آزاد کے ہم دھو بیٹھے
ایک دولت تھی ہماری سواسے کھو بیٹھے

جو نظمیں مخمس یا مسدس کی شکل میں لکھی جاتی ہیں۔ اس میں کئی بند ہوتے ہیں۔

اصناف نظم

حمد

حمد کے لغوی معنی خدا کی تعریف کے ہیں۔ اردو شاعری میں دوسری اصناف کی طرح حمد بھی ایک مقبول صنف ہے۔ جس میں خدائے رب العزت کی صفات بیان کی جاتی ہے۔ اردو کے تمام شاعروں نے اس صنف میں طبع آزمائی کی ہے۔ اردو کا شاید ہی کوئی ایسا شاعر ہوگا جس نے حمد نہ کہی ہو، بلاتفریق مذہب وملت اردو کے تقریباً ہر بڑے اور چھوٹے شاعر نے حمد میں خامہ فرسائی کی ہے اور اپنے قدرتِ سخن کا مظاہرہ کیا ہے۔

خدا خالق کائنات ہے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ اس کی ذات یگانہ اور یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ چنانچہ حمد کے اشعار میں صرف اسی ذات واحد کی صفات کو بیان کیا جاتا ہے۔ چونکہ خدا کی صفات کی کوئی حد نہیں بلکہ وہ بحر بیکراں ہیں اس لئے شاعر کیلئے بہرحال اس بات کی کافی گنجائش رہتی ہے کہ وہ جس قدر چاہے خدا کی بے شمار صفتوں کو بیان کرے اور دراصل یہی اس صنف کی خاص خوبی ہے۔ جیسے:

ہر مرغ چمن ہے نغمہ سرا سبحان اللہ سبحان اللہ سنتا ہے خدائے ہر دوسرا سبحان اللہ سبحان اللہ

کون اس کو بھلا پہچان سکے کون اس کی حقیقت کو جان سکے

میں اور کروں تعریف خدا سبحان اللہ سبحان اللہ

نعت

جس نظم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف بیان کی جائے نعت کہلاتی ہے۔نعت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اوصاف حمیدہ وخصائل جمیلہ کے ساتھ ساتھ حیات طیبہ کا احاطہ کیا جاتا ہے۔جیسے:

سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی ۔۔۔ سب سے بالاو والا ہمارا نبی
اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی ۔۔۔ دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی
بزم آخر کا شمع فروزاں ہو ۔۔۔ نور اول کا جلوہ ہمارا نبی
خلق سے اولیاء، اولیاء سے رسل ۔۔۔ اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی ۔۔۔ اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

مناجات

مناجات کے لغوی معنی دعا کرنا ہے اصطلاح میں وہ نظم ہے جس میں خدا کی حمد وثنا بیان کرتے ہوئے اپنی عاجزی وانکساری کے ساتھ اپنی مدعا کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کرنا مناجات کہلاتا ہے۔جیسے:

اے خدائے پاک رحمٰن و رحیم ۔۔۔ قاضی حاجات و وہاب و کریم
ائے الہ العالمین اے بے نیاز ۔۔۔ دین و دنیا میں ہمارے کارساز
ہم تیرے بندے ہیں اور تو ہے خدا ۔۔۔ تو کریم مطلق اور ہم ہیں گدا

تو غنی ہے اور ہم ہیں بے نوا کون پوچھے گا ہمیں تیرے سوا
ہے توہی حاجت روائے دوجہاں ہم ترا در چھوڑ کر جائیں کہاں
صدقہ اپنی عزت و جلال کا صدقہ پیغمبر کا ان کی آل کا
اپنی رحمت ہم پر اب مبذول کر
یہ مناجات اور دعا قبول کر

سلام

امت محمدیہ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں اپنی والہانہ عقیدت ومحبت کا تعظیماً وتکریماً درود وسلام بذریعہ اشعار پیش کرنا سلام کہلاتا ہے۔
جسے مختلف شعرانے مختلف انداز میں سلام لکھا ہے۔

یانبی سلام علیک، یارسول سلام علیک یاحبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک
غلام حاضر ہے آستاں پر سلام خیرالانام لیجیے رسول اکرم سلام لیجیے شفیع عالم سلام لیجئے
جوہٹ گئی آپ کی عنایت تو ہم پہ نازل ہوئی قیامت نظر سے دنیا کے گر گئے ہیں اب اپنے گرتوں کو تھام لیجئے

....☆☆☆....

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
شہریار ارم تاجدار رحرم نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام
یاشفیع الوریٰ سلام علیک . یانبی الہدی سلام علیک
خاتم الانبیاء سلام علیک سیدالانبیاء سلام علیک

سلام

جو وفا کی راہ میں کھو گیا اس گمشدہ کا سلام لو
یا حبیب احمد مجتبیٰ دل مبتلا کا سلام لو
پیارے نبی پر ہر صبح و شام لاکھوں درود اور لاکھوں سلام
پڑھتے ہیں مل کر سارے غلام لاکھوں درود اور لاکھوں سلام

سلام

بلا لو سرکار تم اپنے در پر درود تم پر سلام تم پر
کرم ہو ہم پر بھی بندہ پرور درود تم پر سلام تم پر
وہ منبر گنبد سبزی جالی، لوٹا نہ کوئی وہاں سے خالی
بنا دو میرا بھی اب مقدر درود تم پر سلام تم پر
نہ پاس ہے زر نہ پر ہیں میرے چلا بھی جاتا نہیں ہے مجھ سے
پھر کیسے پہنچوں تمہارے در پر درود تم پر سلام تم پر
کبھی تو آئے گا وہ زمانہ یقیناً ہوگا مدینہ جانا
پڑھیں گے روضہ پر سر جھکا کر درود تم پر سلام تم پر
یہ آرزو ہے مدینہ جائیں پکڑ کے جالی یہ کہہ سنائیں
بچا لو ہم کو بروز محشر درود تم پر سلام تم پر
نہ چین دن کو نہ رات سوئے ہمیشہ غم میں ہمارے روئے
خدا کو چھوڑے نہ ہم کو چھوڑے درود تم پر سلام تم پر

Scanned by CamScanner

منقبت

خلفائے راشدین، بزرگان دین، اولیاء اللہ کی منظوم تعریف کو منقبت کہتے ہیں۔

یہ منقبت حضرت سیدنا غوث اعظم دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں لکھی گئی ہے۔

میرے آقا میرے محبوب و دلبر غوث اعظم ۔۔۔ کیا غم کہ میرے دل کے اندر غوث اعظم ہیں
کوئی پہنچا نہ پہنچے گا مقام شاہ جیلاں تک ۔۔۔ علوم باطنی کا اک سمندر غوث اعظم ہیں
ولایت چھین لی تھی اک ولی کی کچھ لغزش پر ۔۔۔ جلالی کس قدر اللہ اکبر غوث اعظم ہیں
نوید ہم بھی مقدر آزمائیں گے وہاں جا کر ۔۔۔ سوالی ہیں جہاں سب جگ کے سرور غوث اعظم ہیں

قصیدہ

قصیدہ اس صنفِ شاعری کو کہتے ہیں جس میں کسی کی مدح یا ہجو میں اشعار کہے جاتے ہیں۔ قصیدے میں اشعار کی تعداد مقرر نہیں ہوتی اور پوری نظم میں غزل ہی کی طرح قافیہ اور ردیف کی پابند ہوتی ہے۔ قصیدہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تمہیدیہ اور دوسری خطابیہ۔ تمہیدیہ وہ قصیدہ ہے جس میں کسی کی تعریف اور توصیف بیان کرنے سے پہلے عشق و محبت اور اسی طرح کے دوسرے مضامین پر مشتمل اشعار لکھے جاتے ہیں۔ اس کے بعد اصل مقصد کی طرف شاعر رجوع ہوتا ہے جبکہ خطابیہ وہ قصیدہ ہے جس میں تمہید نہیں ہوتی بلکہ کسی کی تعریف یا کسی کی تنقیص ابتدا سے شروع کر دی جاتی ہے۔

- قصیدہ کے پانچ ارکان ہیں:

(1) تشبیب، (2) گریز (3) مدح یا ہجو (عرض حال)، (4) حسن

Scanned by CamScanner

مطلع / مدعا (5) دعائیہ کلام

قصیدہ میں الفاظ کی شان و شوکت، تشبیہ و استعارہ، صنائع و بدائع اور مبالغہ کا استعمال بہت ہوتا ہے اردو قصیدہ نگاروں میں سودا، ذوق، غالب اور فراق گورکھپوری قابل ذکر ہیں۔

نظم

نظم کے لغوی معنی انتظام و ترتیب یا آرائش کے ہیں۔ اصطلاحی معنوں میں غزل کے علاوہ تمام شاعری کو نظم کہتے ہیں۔

عام طور پر نظم کا ایک مرکزی خیال ہوتا ہے جس کے گرد پوری نظم کا تانا بانا بُنا جاتا ہے۔

- ہیئت کے اعتبار سے نظم کی تین قسمیں ہیں:

(1) پابند نظم: پابند نظم ہم ایسی نظم کو کہتے ہیں جسمیں بحر کے استعمال اور قافیوں کی ترکیب میں مقررہ اصولوں کی پابندی کی جاتی ہے۔ نئے انداز کی ایسی نظمیں بھی جن کے بندوں کی ساخت مروجہ ہیئتوں سے مختلف ہو یا جن کے مصرعوں میں قافیوں کی ترتیب مروجہ اصولوں کے مطابق نہ ہو، لیکن ان کے تمام مصرعے برابر کے ہوں اور ان میں قافیے کا التزام پایا جائے، پابند نظم کہلاتی ہے۔

(2) نظم معرّا: نظم معرا ایسی نظم کو کہا جاتا ہے جس کے تمام مصرعے برابر کے ہوں مگر ان میں قافیے کی پابندی نہ ہو۔ نظم معرا کو نظم عاری بھی کہا جاتا ہے۔

(3) آزاد نظم: آزاد نظم ایسی نظم کو کہتے ہیں جس میں قافیے اور ردیف کی پابندی

Scanned by CamScanner

نہیں ہوتی اور اس کے ارکان بحر کم یا زیادہ ہوتے ہیں جس کی وجہ سے اس کے مصرع چھوٹے بڑے ہو سکتے ہیں۔

اردو میں نظموں کا سراغ سر سید تحریک سے پہلے بھی ملتا ہے لیکن یہ ایک سچائی ہے کہ سر سید کی تحریک کے زیر اثر مغرب سے استفادہ کا دور شروع ہوا تو نظم نگاری کی روایت میں انقلاب آ گیا۔ محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کے قیام کے دوران محمد حسین آزاد اور خواجہ الطاف حسین حالی نے نظم نگاری کی تحریک کی قیادت کی اور نظم نگاروں کی ایک جماعت قائم ہوگئی۔ اور یہیں سے اردو ادب کی تاریخ میں جدید دور کا آغاز ہوا۔ اسی وجہ سے حالؔی اور آزاد کو جدید نظم کا پیش رو مانا جاتا ہے۔ اس دور میں جدید نظم نگاری کی حیثیت سے جن نظم نگاروں کو شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی ان میں اسماعیل میرٹھی، ڈپٹی نذیر احمد، شبلی نعمانی، عبدالحلیم شرر اور اکبر الہ آبادی خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ ان شاعروں نے جدید نظم نگاری کی روایت کو مضبوط اور مستحکم بنانے میں اپنی بھرپور صلاحیتوں کا استعمال کیا۔

بیسویں صدی میں درگا سہائے، سرورؔ جہان آبادی، اقبالؔ، چکبستؔ اور نظم طباطبائی جیسے شاعروں نے نظم نگاری کی طرف خصوصی توجہ کی۔ لیکن اقبالؔ نے اس دور میں وہ کارنامہ انجام دیا جس کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ اسی وجہ سے اقبالؔ کو بیسویں صدی کا عظیم ترین شاعر مانا جاتا ہے۔ اقبالؔ نے ہیئت اور موضوع دونوں سطحوں پر انقلاب برپا کردیا۔ اقبالؔ کے بعد ہی نظموں میں عالمانہ اور فلسفیانہ

Scanned by CamScanner

موضوعات کو نظم کی قالب میں ڈھلنے کا موقع مل سکا۔

اقبال کے بعد اردو میں ترقی پسند تحریک شروع ہوئی اور حیات و کائنات کے خارجی اور داخلی مسائل کو موضوع بنا کر نظمیں کہی جانے لگیں۔ اقبال کے زمانے میں ہی جوش نے قومی تحریک سے متاثر ہو کر انقلابی نظمیں لکھنی شروع کر دی تھیں۔ اختر شیرانی نے رومانی نظموں کی تخلیق پر توجہ کی۔ فراق نے مختصر تعداد میں نظمیں کہیں۔ اس طرح اردو نظموں میں نئی نئی کروٹیں اُبھرنے لگیں۔ فلسفیانہ تیور نظر آنے لگے۔ پابند نظموں کے ساتھ ساتھ معری نظمیں اور آزاد نظمیں اس دور میں کافی تعداد میں لکھی گئیں اور اس طرح مقبول ہوئیں کہ پابند نظم نگاری کی روایت کمزور پڑنے لگی۔ اس سلسلے میں فیض، مخدوم، مجاز، علی سردار جعفری، جمیل مظہری، جاں نثار اختر، کیفی اعظمی، وامق جونپوری، سکندر علی، وجد وغیرہ ایسے شعراء ہیں جنہوں نے ترقی پسند نظموں کو وقار عطا کیا۔ ن م راشد، میرا جی اور اختر الایمان جدید اردو نظم کی ایسی تثلیث مانے جاتے ہیں جن کے شاعرانہ کمالات سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

جدیدیوں نے اردو نظم کو داخلیت اور علامت سے گھلا ملا کر ایک نئی راہ نکالی۔ وزیر آغا، شہریار، افتخار عارف، محمد علوی، ندا فاضلی، قاضی سلیم، باقر مہدی وغیرہ اس گروہ کے نمائندہ شعراء شمار کیئے جاتے ہیں۔ شاعرات نے بھی اس دور میں اپنے کمالات کا اظہار کیا۔ ان میں شفیق فاطمہ شعریٰ، زاہدہ زیدی، ساجدہ زیدی، کشور ناہید، فہمیدہ ریاض اور پروین شاکر اسی دور کی پیداوار ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ موجودہ

Scanned by CamScanner

دور میں دانشورانہ اور فلسفیانہ افکار کے اظہار کیلئے سب سے اچھا اور مؤثر سانچہ نظم ہے۔

نظم

فرضی لطیفہ

خدا حافظ مسلمانوں کا اکبر مجھے توان کی خوش حالی سے ہے یاس
یہ عاشق شاہد مقصود کے ہیں نہ جائیں گے و لیکن سعی کے پاس
سناؤں تم کو اِک فرضی لطیفہ کیا ہے جس کو میں نے زیب قرطاس
کہا مجنوں سے یہ لیلیٰ کی ماں نے کہ بیٹا! تو اگر کرلے بی۔اے پاس
تو فوراً بیاہ دوں لیلیٰ کو تجھ سے بلا دقت میں بن جاؤں تری ساس
کہا مجنوں نے ، یہ اچھی سنائی کجا عاشق ، کجا کالج ، کی بکواس
کجا یہ فطرتی جوشِ طبیعت کجا ٹھوسی ہوئی چیزوں کا احساس
بڑی بی! آپ کو کیا ہوگیا ہے؟ ہرن پر لادی جاتی ہے کہیں گھاس
یہ اچھی قدردانی آپ نے کی مجھے سمجھا ہے کوئی ہرچرن داس
دِل اپنا خون کرنے کو ہوں موجود نہیں منظور مغز سر کا آماس
یہی ٹھہری جو شرطِ وصلِ لیلیٰ
تو استعفیٰ مرا باحسرت و یاس

Scanned by CamScanner

غزل

غزل اردو شاعری کی سب سے مقبول صنف ہے۔ ابتدائے شاعری میں غزل میں محبت کی باتیں ہوتی تھیں۔ اس لئے غزل کے لغوی معنی عورتوں سے باتیں کرنا ہے۔ حالانکہ اردو غزل میں اب مضامین کی کوئی قید نہیں ہے اور حسن و عشق کے ساتھ ساتھ تصوف، اخلاق، فلسفہ، مسائل حیات اور سائنسی حقائق تک بیان کئے جائے جاتے ہیں۔ گویا کہ اب اس کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا ہے۔

فنی اعتبار سے دیکھا جائے تو غزل وہ صنف شاعری ہے جس کا ہر شعر معنی کے اعتبار سے الگ مگر قافیہ، ردیف اور وزن کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مربوط ہوتا ہے۔ غزل کے پہلے شعر کو مطلع کہا جاتا ہے۔ اس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں۔ اگر ایک کے بعد دوسرا مطلع بھی لکھا جائے تو وہ حسن مطلع کہلاتا ہے۔ باقی اشعار کے صرف دوسرے مصرع میں قافیہ اور ردیف کا استعمال ہوتا ہے۔ بعض غزلوں میں ردیف نہیں ہوتی، انہیں غیر مردّف غزل، کہا جاتا ہے۔ غزل کے آخری شعر کو جس میں شاعر اپنا قلمی نام یا تخلص استعمال کرتا ہے 'مقطع' کہا جاتا ہے۔ غزل میں اشعار کی تعداد متعین نہیں ہے۔ ایسے عام طور پر پانچ، سات، نو، گیارہ یا پندرہ اشعار کی غزلیں کہی جاتی ہیں۔ غزل کے اشعار میں کبھی کبھی خیالات کا تسلسل بھی ملتا ہے یعنی تمام اشعار ایک ہی طرح کے جذبات یا خیالات کو پیش کرتے ہیں۔ اس طرح کی غزلوں کو 'غزل مسلسل' کہا جاتا ہے۔ غزل کے سب سے اچھے شعر کو بیت الغزل یا شاہ بیت کہتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

اردو میں غزل گوئی کا آغاز امیر خسرو سے مانا جاتا ہے۔ گرچہ ان کی صرف ایک غزل موجود ہے جو فارسی اور مقامی زبان کا ملا جلا نمونہ ہے۔ اس کے بعد محمد قلی قطب شاہ، ولی، فائز، میر، درد، راسخ، غالب، ذوق، مومن، آتش، شاد، حسرت، جگر، فانی، اقبال اور فراق سے لے کر کلیم عاجز تک اردو شاعروں کی ایک بڑی تعداد نے اپنے اپنے انداز میں غزلیں کہی ہیں۔ گزشتہ چالیس پچاس برسوں کے دوران ہندی میں بھی غزل کہنے کا سلسلہ شروع ہوا ہے اور وہاں کچھ اچھے غزل گو شعرا سامنے آئے ہیں۔

غزل

نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں نہ کسی کے دل کا قرار ہوں
جو کسی کے کام نہ آسکے میں وہ ایک مشت غبار ہوں

مرا رنگ روپ بگڑ گیا میرا یار مجھ سے بچھڑ گیا
جو چمن خزاں میں اجڑ گیا میں اسی کی فصل بہار ہوں

پئے فاتحہ کوئی آئے کیوں کوئی چار پھول چڑھائے کیوں
کوئی آ کے شمع جلائے کیوں میں وہ بے کسی کا مزار ہوں

میں نہیں ہوں نغمہ جانفزا مجھے سن کر کوئی کرے گا کیا
میں بڑے بروگ کی ہوں صدا کسی بڑے دکھی کی پکار ہوں

نہ میں ظفر ان کا حبیب ہوں نہ میں ظفر ان کا رقیب ہوں
جو بگڑ گیا وہ نصیب ہوں جو اجڑ گیا وہ دیار ہوں

Scanned by CamScanner

مرثیہ

مرثیہ اظہارِ غم کیلئے مخصوص ہے۔ مشرقی شاعری میں ایسی نظم کو مرثیہ کہا جاتا تھا جو کسی کی موت پر کہی جائے۔ عربی فارسی شاعری میں اس کا یہی طور رہا لیکن اردو میں اب شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ اور اصحابِ اہل بیت کے مصائب کو شعر میں قلم بند کرنے کا نام مرثیہ ہے۔ گزشتہ پانچ صدیوں سے اردو مرثیہ گوئی کا یہی مخصوص موضوع رہا ہے۔ اس لیے کسی دوسرے شخص کی موت پر لکھی گئی نظم کو اب ''شخصی مرثیہ'' کہا جاتا ہے۔ فنی اعتبار سے مرثیے کے اجزاء ترکیبی یہ ہیں۔

چہرہ، سراپا، رخصت، آمد ، رجز، جنگ، شہادت ، بین۔

دکن میں سولہویں صدی کے آغاز سے مراثی ملنے لگتے ہیں۔ سید شاہ اشرف بیابانی کی مثنوی 'نوسرہار' (1503) ،کو عام طور پر اردو کا پہلا مرثیہ کہا جاتا ہے۔ شاہ میراں جی کی وفات پر برہان الدین جانم نے ایک مرثیہ لکھا تھا۔ قلی قطب شاہ، ملا وجہی اور نصرتی، تینوں کے دواوین میں مرثیے موجود ہیں۔ مرزا بیجاپوری نے واقعاتِ کربلا کو بنیاد بنا کر مرثیے لکھے اور دکن کے اہم مرثیہ گو کے طور پر تسلیم کیے گئے۔ دہلی میں اٹھارویں صدی کی ابتدا میں متعدد مرثیہ نگار ملتے ہیں لیکن سودا کی اہمیت اس وجہ سے سب سے زیادہ ہے کیوں کہ انہوں نے مراثی کے لئے مسدس کی ہیئت کا پہلی بار استعمال کیا۔ بعد کے مرثیہ گویوں نے اس ہیئت کو پسند کیا اور تمام مراثی کم وبیش مسدس کی ہیئت میں ہی گزشتہ ڈھائی برسوں سے لکھے ملتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

مرثیے کیلئے سب سے زرخیز زمین اَودھ کی ثابت ہوئی جہاں ضمیر، دل گیر، میر مستحسن، خلیق اور پھر انیس و دبیر نے اس صنف کو ترقی کی انتہائی منزلوں تک پہنچادیا۔ انیسؔ اور دبیر کی کوششوں سے ہی یہ صنف ملک کے طول وعرض میں پھیلی۔ ان دونوں اساتذہ نے اور اس زمانے کے نوابین نے مرثیہ گوئی اور مرثیہ خوانی کو مستقل اہمیت کا حامل بنادیا۔ بیسویں صدی کے شعرا میں شاد عظیم آبادی، جوش ملیح آبادی، جمیل مظہری، نجم آفندی، ہلال نقوی اور آلِ رضا جیسے شعرا نے مرثیوں کی طرف توجہ کی لیکن اس سچائی سے انکار ممکن نہیں کہ مرثیے کو سب سے زیادہ لکھنؤ کی فضا ہی راس آئی۔ مرثیے کی شاعری میں رزم اور بزم دونوں کے واقعات ملتے ہیں۔ واقعہ طرازی میں مرثیہ گویوں نے فنی ہنر کا مظاہرہ کیا۔ غم کے بیان میں اور اصحابِ بیت کی مصیبتوں کی تفصیل بتانے میں مرثیہ گو شعرا نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا بہترین استعمال کیا۔

نوحہ

نوحہ مرثیے کی ایک قسم ہے جس میں کسی کی موت پر غم کا اظہار کیا جاتا ہے، دکن میں عزاداری کے ساتھ نوحے، سلاموں کی ابتدا ہوئی، دکنی شعراء نے نوحوں میں درد واثر پیدا کرنے کیلئے واقعات کربلا کو اہمیت دی ہے۔ نوحے کے اشعار کی تعداد متعین نہیں عموماً نوحہ سلام کی شکل میں لکھا جاتا ہے نوحہ ہمیشہ ترنم سے پڑھا جاتا ہے۔ اس کے پڑھنے کا خاص طریقہ ہوتا ہے۔ نوحہ میں واقعہ کربلا کی منظر کشی اس خوبصورتی اور موثر طریقے سے بیان کی جاتی ہے کہ سننے والوں کا دل تڑپ اٹھتا ہے۔ اور آنکھوں سے

Scanned by CamScanner

آنسو جاری ہو جاتا ہے۔ سید عابد علی غیور، حضرت مسرور، شوکت بلگرامی اور مرزا باقر حسین اس صنف کے نمائندہ شاعر ہیں۔

نوحہ

ڈراؤنا جنگل ہے رات اندھیری ستارے کچھ جھلملا رہے ہیں
پڑے ہیں ریتی پہ چند لاشے جو اپنا غم آپ کھا رہے ہیں
ہے ایسا بگڑا ہوا زمانہ ، نہ گور ہے اور نہ شامیانہ
فلک پہ اَبر سیاہ کے لکّے اداسی بن بن کے چھا رہے ہیں
نہ کوئی زخموں کا دھونے والا، نہ کوئی مردوں پہ رونے والا
پرند کچھ کر رہے ہیں نالہ، درند کچھ خاک اُڑا رہے ہیں
شکستہ ہتھیار کچھ پڑے ہیں ، یہ لوگ شاید یہاں لڑے ہیں
لڑے تو وہ ہوں گے جو بڑے ہیں نظر تو بچے بھی آ رہے ہیں
یہ لوگ ہیں کون خاندان کے جو کوئی پوچھے تو کس سے پوچھے
مسافر آتے ہیں جو ادھر سے وہ راہ کترا کے جا رہے ہیں
حرم پہ کیا گزری بعد ان کے، نہیں ضرورت کے کوئی بولے
جلے ہوئے جو پڑے ہیں خیمے یہ ان کا لٹنا بتا رہے ہیں

مثنوی

مثنوی عربی لفظ ہے۔ لیکن اس صنف کو عرب میں زیادہ فروغ حاصل نہ ہوا۔

Scanned by CamScanner

دراصل مثنوی فارسی کی دین ہے۔ وہاں اس صنف سے بڑا کام لیا گیا۔ فارسی مثنویوں کو اردو مثنویوں سے کہیں زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ شاہنامہ فردوسی، بوستان سعدی، سکندر نظامی اور مثنوی مولانا روم وغیرہ۔ جبکہ اردو مثنویوں کو غزل جیسی بھی مقبولیت نہ نصیب ہوسکی۔

مثنوی نظم کا وہ پیکر ہے جس میں ہر شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوں۔ لیکن ہر شعر کے بعد قافیہ بدلتا جائے۔ دو دو ہم مصرعوں کی رعایت سے اس کا نام مثنوی طے پایا۔ کیونکہ مثنوی کے معنی ہیں دو دو کیا گیا، بنیادی طور پر مثنوی ایک ہئیت کا نام تھا لیکن روایت نے اس کے ہیولیٰ کا تعین بھی کر دیا۔ موضوع کے لحاظ سے جس طرح غزل، قصیدہ، ریختی، واسوخت اور مرثیہ وغیرہ ایک دوسرے سے ممتاز ہیں۔ اسی طرح مثنوی بھی۔

مثنوی کے اجزاء ترکیبی درج ذیل ہے:

(1) توحید یا مناجات (2) مدح حاکم (3) تعریف شعر و سخن

(4) سبب تالیف (5) اصل قصہ

اردو مثنوی نگاروں میں مرزا شوق لکھنوی، دیا شنکر نسیم، میر حسن، شوق نیموی، ملا وجہی اور غواصی قابل ذکر ہیں۔

قطعہ

قطعہ بھی رباعی کی طرح چار مصرعوں کی ایک مختصر نظم ہے جس میں کسی خاص

Scanned by CamScanner

خیال یا مضمون کو تسلسل کے ساتھ اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ ایک وحدت تاثر قائم ہو۔ یعنی پڑھنے والے کے ذہن میں وہ بات پوری طرح بیٹھ جائے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر رباعی اور قطعہ میں کیا فرق ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ رباعی کا پہلا دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ ہوتا ہے لیکن قطعہ میں ایسا نہیں ہوتا اس کا صرف دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ ہوتا ہے۔ رباعی کے تیسرے مصرعے میں قافیہ کا استعمال نہیں ہوتا۔ قطعہ کے پہلے اور تیسرے مصرعہ میں قافیہ کا استعمال نہیں ہوتا ہے۔ ویسے بعض شعرا کے یہاں ایسے قطعات بھی مل جاتے ہیں جن کے چاروں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور بعض قطعات میں بالکل رباعی جیسی صورت دکھائی دیتی ہے۔ رباعی کیلئے چند وزن مخصوص ہیں۔ قطعہ کیلئے کوئی وزن مخصوص نہیں ہے۔ رباعی میں صرف چار ہی مصرعے ہوتے ہیں۔ قطعہ میں چار سے زائد مصرعے بھی ہو سکتے ہیں۔

جہاں تک قطعہ گوئی کا تعلق ہے، اردو شاعری کے ابتدائی دور سے ہی اس کی روایت مل جاتی ہے۔ اردو کے تقریباً سبھی بڑے شاعروں کے یہاں قطعات مل جاتے ہیں۔ حالیہ دور میں قطعہ گوئی نے باضابطہ ایک صنف کی حیثیت سے اپنی ایک امتیازی شناخت قائم کر لی ہے۔ اختر انصاری نے اسے صنفی حیثیت سے متعارف کرانے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ ان کے قطعات کے مجموعے کافی مشہور ہیں۔ احمد ندیم قاسمی کا نام بھی اردو قطعات کی تاریخ میں ایک الگ پہچان رکھتے ہیں۔ اکبرالہ آبادی کے مزاحیہ قطعات بھی خاصے مشہور ہیں۔

Scanned by CamScanner

قطعہ

سب جانتے ہیں علم سے ہے زندگی کی روح
بے علم ہے اگر تو وہ انسان ہے ناتمام
بے علم و بے ہنر ہے جو دنیا میں کوئی قوم
نیچر کا تقاضہ ہے رہے بن کے وہ غلام

رباعی

چار مصرعوں کی ایک مختصر نظم کو رباعی کہتے ہیں جس کا پہلا دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ ہوتا ہے۔ تیسرے مصرعے میں عام طور پر قافیہ نہیں ہوتا ہے لیکن اگر شاعر چاہے تو تیسرے مصرعہ میں بھی قافیہ کا استعمال کر سکتا ہے۔ پہلے دو مصرعے میں کسی بات کو پیش کرنے کی تمہید باندھی جاتی ہے۔ پھر تیسرے مصرعے میں بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کوئی ایسا پہلو سامنے لایا جاتا ہے کہ بے ساختہ ذہن اصل موضوع کی طرف راغب ہو جائے۔ اور تب جا کر چوتھے مصرعے میں نہایت ہی پر زور اور اثر انگیز طور پر حاصل مضمون کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ پڑھنے والے پر ایک ڈرامائی اثر قائم ہوتا ہے۔ یہ مصرعہ اتنا زور دار ہوتا ہے کہ مضمون کا سارا نچوڑ اس میں آجاتا ہے۔ اور ایک خاص بات اس صنف کی یہ ہے کہ اس کا وزن مخصوص ہے۔ عام طور پر ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' کے وزن کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کچھ ارکان مخصوص ہیں ان کے بارے میں زیادہ جانکاری اعلیٰ درجات میں دی جائے گی۔

Scanned by CamScanner

رباعی ایک مشکل فن ہے کیوں کہ کسی بات کو صرف چار مصرعے میں اس طرح پیش کرنا کہ ایک وحدت قائم ہو کوئی آسان کام نہیں۔اس کے باوجود رباعی ایک مشہور ترین صنف ہے۔خاص طور پر فارسی شاعری میں اس صنف کو جو عروج حاصل ہوا وہ بے مثال ہے۔عمر خیام کی فارسی رباعیات پوری دنیا میں مشہور ہیں۔اس کا ترجمہ دنیا کی کئی زبانوں میں ہو چکا ہے۔سرمد بھی فارسی کے ایک مشہور رباعی گو شاعر ہیں۔

اردو میں رباعی کی روایت فارسی سے آئی۔ اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر قلی قطب شاہ کے یہاں بھی رباعیات مل جاتی ہیں۔اس وقت سے لے کر آج تک ہر زمانے میں شاعروں نے رباعیاں لکھی ہیں۔ ولؔی، میرؔ، دردؔ، سوداؔ، مومنؔ، آتشؔ، ناسخؔ، غالبؔ جیسے مشہور شاعروں کی رباعیاں بھی مشہور ہیں۔اکبرؔ الہ آبادی کی مزاحیہ رباعیاں تو بہت مشہور ہیں۔حالیہ دور میں جوش اور رگھو پتی سہائے فراقؔ گورکھپوری کی رباعیوں کو کافی شہرت ملی ہے۔اس میں مذہبی، اخلاقی، فلسفیانہ، عاشقانہ، رندانہ غرض کہ ہر طرح کے مضامین پیش کیے جا سکتے ہیں۔رباعی میں حمد بھی پیش کی جاتی ہے اور نعت بھی کہی جاتی ہے۔

مسکراتا رہوں سب کو بھاتا رہوں
چاند بنکر سدا مسکراتا رہوں
اب تیری بندگی ہو میری زندگی
تیرے آگے سدا سر جھکاتا رہوں

Scanned by CamScanner

قطعۂ تاریخ

تاریخ گوئی ایک فن ہے اور یہ انہی زبانوں میں رائج ہے جو عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہیں۔ ولادت، شادی، وفات، کتابوں کی تصنیف، بادشاہوں کی تخت نشینی، فتوحات، خطاب یابی، منصب پر ماموریت اور عمارت کی تعمیر وغیرہ گویا ہر طرح کے اہم واقعات کے سال کو محفوظ رکھنا اس فن کا مقصد ہے۔ کامیاب قطعۂ تاریخ کی خوبی یہ ہے کہ اس سے متعلقہ واقعے کی وضاحت بھی ہو جائے اور اس کے اعداد جوڑنے سے واقعے کا سال بھی برآمد ہو جائے۔ اس فن کے ذریعہ تاریخ گو ایسا مصرعہ، جملہ یا فقرہ ترتیب دیتا ہے، جس کے حروف کے اعداد جوڑنے سے اس سال کی تاریخ برآمد ہوتی ہے جس سال وہ اہم واقعہ رونما ہوا۔ ایسے مصرعے، جملے یا فقرے کو ''مادّۂ تاریخ'' کہتے ہیں۔

عربی میں 'الف' سے 'ی' تک تمام حروف کے اعداد متعین ہیں۔ اس کے سبھی حروف کو آٹھ کلمات ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت، ثخذ اور ضظغ کے نام سے منقسم کیا گیا ہے۔ اس کا پہلا حصہ چوں کہ ابجد ہے، اس لیے اسے، حساب ابجدی، کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ حساب ابجدی، کا دوسرا نام حساب جمل، بھی ہے۔ مذکورہ آٹھ کلموں میں عربی حروف تہجی کے سبھی اٹھائیس حروف شامل ہیں۔

قطعہ تاریخ کے سلسلے میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر 'مادّۂ تاریخ' مکمل ہو یہ ضروری نہیں۔ شاعر مادّے سے دو کام لیتا ہے ایک واقعے کے اہم اشارے بیان کرنا کا

Scanned by CamScanner

اور دوسرا اس کے اعداد سے واقعے کا سال ظاہر کرنے کا۔ اس لیے بسا اوقات ایسا مادّہ حاصل ہو جاتا ہے جو ہر لحاظ سے مناسب ہو لیکن اس کے کچھ اعداد بڑھ جانے کی صورت میں بھی شاعر مادّہ تو وہی رکھ لیتا ہے مگر اسی شعر میں یہ اشارہ کر دیتا ہے کہ کتنے عدد کا اضافہ کرنا ہے۔ یا حذف کرنا ہے۔ اسی اضافہ کرنے کو شعری اصطلاح میں 'تعمیہ' اور حذف کرنے کو 'تخرجہ' کہتے ہیں۔

مثلاً: مادہ تاریخ سنگ بنیاد جامعہ نظامیہ یہ ہے۔

مدینہ سے لاکر پیام محمد صلی اللہ علیہ وسلم　　رکھا اس کا پایہ بنام محمد صلی اللہ علیہ وسلم
زمانہ میں شہرت ہے اس جامعہ کی　　پناہ دو عالم نظام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲۹۲

اس قطعۂ تاریخ میں ایک عدد کی تعمیہ ہے۔

دوہا

دوہا ہندی زبان کی ایک قدیم صنف سخن ہے۔ قدیم فارسی رباعی کی طرح دوہے کے موضوعات بھی عام طور سے پند و نصائح اور مذہب و اخلاق سے جڑے نکتے ہی تھے دوہے کی زبان بھی بہت عام فہم اور سہل ہوتی تھی، جسے ہاٹ بازار، گلی کوچے میں چلنے پھرنے والا ہر ادنیٰ و اعلیٰ آدمی سمجھ سکے۔ حال کے دنوں میں اردو دوہوں میں موضوعات نے بہت وسعت اور تنوع اختیار کر لیا ہے۔ اس میں ہر طرح کے موضوعات شامل کیے جا رہے ہیں۔

Scanned by CamScanner

دوہے میں دو مصرعے ہوتے ہیں ہر مصرعے میں ایک وقفہ ہوتا ہے یعنی ہر مصرعے میں دو چرن ماترائیں ہوتی ہے، وقفے سے پہلے کا سم چرن اور بعد کا حصہ وشم چرن کہلاتا ہے۔ سم چرن میں تیرہ اور وشم چرن میں گیارہ ماترائیں ہوتی ہیں۔ عموماً دوہے میں ردیف نہیں ہوتی لیکن ہو تو عیب نہیں، بلکہ ایک حسن اضافی ہے۔

برکھا سب کو دان دے جس کی جتنی پیاس
موتی سی یہ سیپ میں مٹی میں یہ گھاس

میں بھی تو بھی یاتری چلتی رکتی ریل
اپنے اپنے گاؤں تک سب کا سب سے میل

ماہیہ

ماہیہ پنجابی شاعری کی ایک قدیم صنف ہے تین مصرعوں پر مشتمل نہایت مختصر نظم ہوتی ہے۔ نظم کا پہلا اور تیسرا مصرعہ ہم قافیہ ہوتا ہے۔ جیسے:

دیوار گرا دی تھی
خود کی تھی پہل ہم نے
خود ہم نے صدا دی تھی

ہم جیتے ہیں مرمر کے
دکھ درد کہیں کس سے
سب لوگ ہیں پتھر کے

گیت

گیت بنیادی طور پر غزل کی طرح ایک داخلی اور غنائی صنف سخن ہے۔اس میں شخصی اور دلی جذبات کا اظہار ہوتا ہے۔عام طور پر گیت کے موضوع عشق و محبت کے مضامین ہوتے ہیں۔دور جدید نے اس کے موضوعات کو کافی وسعت دی ہے اور اس میں سیاسی، سماجی، معاشی و معاشرتی موضوعات کو بھی شامل کیا گیا ہے گیت کی ہیئت غزل سے مختلف ہوتی ہے۔ گیت میں کئی بند ہوتے ہیں۔ ہر بند کے بعد گیت کا پہلا مصرع یا اس مصرعے کا ایک حصہ دوہرایا جاتا ہے۔اس کو ٹیپ کا مصرع کہا جاتا ہے۔گیت میں عموماً چار یا پانچ بند ہوتے ہیں اور ان میں تسلسل کے ساتھ ایک ہی خیال یا جذبے کا اظہار ہوتا ہے۔یہ ایک ہلکی پھلکی غنائی شاعری ہوتی ہے۔جس کو دھن پر بھی گایا جاسکتا ہے۔زبان سادہ اور عام فہم ہوتی ہے۔گیت میں بحر اور وزن کی سختی سے پابندی نہیں ہوتی ہے۔البتہ اس کیلئے ایک لَے ضرور ہوتی ہے۔جس کی بنیاد پر گیت گایا جاسکے۔عموماً اس کی بنیاد ہندی بحروں یعنی چھندوں پر رکھی جاتی ہے۔

اردو میں گیت کی روایت بہت قدیم ہے۔کہا جاتا ہے کہ اس کا آغاز امیر خسرو سے ہوتا ہے قلی قطب شاہ، ملا وجہی، ولی دکنی نے بھی گیت لکھے ہیں، نظیر اکبر آبادی کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔دور جدید کے اہم گیت نگاروں میں آرزو لکھنوی، حفیظ جالندھری، اختر شیرانی، میرا جی، بیکل اُتساہی، ندا فاضلی کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔

کا نچوڑ پُر اثر انداز میں لکھنا ہوتا ہے تا کہ پڑھنے والا متاثر ہو اور آسانی کے ساتھ مضمون کے موضوع پر اپنی رائے قائم کر سکے یا اس سے کچھ نتیجہ اخذ کر سکے۔

مضمون کی متعدد اقسام ہیں اور اکثر موضوع یا اندازِ تحریر کی وجہ سے انہیں الگ سے پہچانا جاتا ہے۔ جس تحریر میں شعر و ادب کی تفہیم اور تعبیر و تشریح کی کوشش ہوگی، اسے تنقیدی مضمون (Critical Essay) کہا جائے گا۔ جس تحریر میں لکھنے والے کا نقطۂ نظر علمی ہو اور تحریر کا انداز بھی عالمانہ شان کا حامل ہو، اُسے علمی مضمون (Literary Essay) کہا جائے گا۔ جس مضمون میں لکھنے والا ظریفانہ رُخ اختیار کرے، اسے ظریفانہ مضمون (Light Essay) کہا جائے گا۔ جس تحریر کا انداز ذاتی یا نجی ہو اور بیان کی شگفتگی بھی قائم رہے، اُسے انشائیہ (Personal Essay) کہا جائے گا۔

ذیل میں نمونے کے طور پر چند مضامین کے اشارے لکھے گئے ہیں مضمون شروع کرنے سے پہلے آپ بھی اپنے مضمون کیلئے اس کے موضوع کے اعتبار سے چند ضروری اشارے متعین کریئے۔

(1) جانوروں کی بابت: (1) قسم (2) جسم کے حصے اور ان کی خصوصیات (3) عادات (4) خوراک (5) رہائش (6) عام رائے۔

(2) سائنسی ایجادات کیلئے: (1) تمہید (2) عوام میں اس کا استعمال (3) موجد (4) اس کی ایجاد سے پہلے کا طریقہ کار (5) فوائد و نقصانات (6) عام تاثر

(3) کھیلوں کے متعلق: (1) تمہید (2) اس کھیل کی ایجاد کب اور کہاں ہوئی

Scanned by CamScanner

(3) کھیلنے والوں کی تعداد (4) سامان کھیل (5) کھیل کا طریقہ اور جگہ
(6) صحت پر اثر (7) کھیل کی مقبولیت (8) فوائد اور نقصانات۔

(4) کسی شخص کے متعلق: (1) تمہید (2) نام، ولدیت اور خاندان (3) مقامِ پیدائش، تاریخ پیدائش (4) تعلیم و تربیت (5) اہم کارنامے (6) اس کی ذات سے ملک یا سوسائٹی کو فائدہ (7) عادات (8) وفات (9) یادگار۔

(5) تہوار کیلئے: (1) کس قوم کا اور کس نوعیت کا تہوار ہے یعنی مذہبی، سماجی یا قومی (2) کب منایا جاتا ہے۔ (3) کیوں منایا جاتا ہے۔ (4) کس طرح منایا جاتا ہے۔ (5) اس کے اچھے اور برے پہلو (6) برے پہلوؤں کے سدھار کا طریقہ۔

نوٹ: عموماً طلبا چند لائنیں لکھ کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے مضمون مکمل کر لیا۔ اس طرح وہ امتحان کے موقع پر اچھے نمبروں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ چھٹی تا بارہویں جماعت کے طلباء کے لئے لازم ہے کہ وہ جماعت کے اعتبار سے اپنے مضمون کی زبان، اندازِ تحریر، دلائل، مضمون کی جسامت، مثالیں اور نفسِ مضمون کے معیار کا خیال رکھیں۔

جماعت کے اعتبار سے امتحان میں سو سے لے کر تین سو الفاظ تک مضامین لکھنے کیلئے آتے ہیں مضمون لکھنے کے بعد ان کو گننا وقت ضائع کرنا ہے۔ اگر آپ نے ہر لائن پر مضمون لکھا ہے تو سو الفاظ والے مضمون کیلئے امتحان کی کاپی کا ایک صفحہ کافی ہے۔

Scanned by CamScanner

خطوط نویسی/مکتوب نگاری

مکتوب نگاری نثری اصناف میں سے ایک ہے۔ دنیا کی تقریباً ہر زبان کے ادب میں مکتوب نگاری ایک صنف ادب کی حیثیت رکھتی ہے۔ خط و کتابت معاملات زندگی کا ایک اہم حصہ ہے۔ ہر شخص کو خواہ وہ کم پڑھا لکھا ہو یا زیادہ اس سے واسطہ پڑتا ہے دور رہنے والوں تک اپنی بات پہنچانے اور ان کی معلومات حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ خطوط نگاری ہے۔ اسی لئے خط کو آدھی ملاقات بھی کہا گیا ہے۔

مکتوب نگاری کی روایت بڑی قدیم رہی ہے۔ قدیم زمانہ میں بھی اس کے بہترین نمونے ملتے ہیں۔ مشرق میں فن مکتوب نگاری نے غیر معمولی ترقی کی اور اسلام کے آغاز کے بعد تو یہ ایک مستقل فن بن گئی۔ کیونکہ نبوت کے زمانہ میں دعوت اسلام کے لئے مختلف والیان ریاست سے جو خط و کتابت کی جاتی تھی وہ خطوط محفوظ رکھے جاتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس سلسلہ میں باضابطہ ایک محکمہ قایم تھا۔ اس طرح اسلام نے مکتوب نگاری کو ایک باضابطہ فن کی حیثیت دے دی تھی۔ عربی سے یہ فن فارسی میں اور فارسی سے اردو میں داخل ہوا۔

اگرچہ اردو ادب میں مکتوب نگاری کا باضابطہ آغاز مرزا غالبؔ سے ہوتا ہے، لیکن اس سے قبل بھی اردو میں بعض مکتوب نگاری کے نمونے ضرور ملتے ہیں لیکن وہ عموماً شاعری میں ہیں۔ غالبؔ کے زمانے میں بھی عموماً فارسی میں خطوط لکھے

جاتے تھے۔ غالبؔ کے اولین خطوط بھی فارسی ہی میں ملتے ہیں۔ غالبؔ نے اردو میں خط وکتابت کا آغاز بھی قلم برداشتہ کیا تھا۔ لیکن ان کا بے تکلف انداز اتنا مقبول ہو کہ انہوں نے اردو ہی کو اپنا لیا۔ خط وکتابت کا انھیں بہت شوق تھا۔ خود ان کا بیان ہے کہ دن کا زیادہ حصہ خط پڑھنے اور جواب لکھنے میں گزر جاتا تھا۔ غالبؔ سے قبل خط کو آدھی ملاقات کہا جاتا تھا۔ لیکن غالبؔ نے اسے پوری ملاقات بنا دیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خط نہیں لکھ رہے ہیں سامنے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ ایک جگہ بڑے فخر کے ساتھ وہ لکھتے ہیں:

''میں نے وہ اندازِ تحریر ایجاد کیا ہے کہ مراسلے کو مکالمہ بنا دیا ہے۔ سو کوس سے بہ زبان قلم باتیں کیا کرو۔ ہجر میں وصال کے مزے لیا کرو۔''

غالبؔ نے سب سے الگ ایک نیا انداز تحریر ایجاد کیا اور مکتوب نگاری کے فن کو چار چاند لگا دیئے۔ اس دور میں لمبے لمبے القاب وآداب لکھنے کا رواج تھا۔ انہوں نے مختصر سے مختصر القاب لکھے جیسے بھائی صاحب، مہاراج، میری جان، بندہ پرور اور کہیں مکتوب الیہ یعنی جس کو خط لکھ رہے ہیں اس کا نام لکھ دیا اور بات شروع کر دی۔ یہی وجہ ہے کہ اردو ادب میں غالبؔ کے خطوط ایک خاص ادبی اہمیت کے حامل ہیں۔

مرزا غالبؔ کے بعد اردو ادب میں مولانا ابوالکلام آزادؔ کے مکاتیب بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ مولانا آزاد جب جیل میں بند تھے تو انھیں باہر کی دنیا سے ربط رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ چنانچہ انہوں نے جیل کی تنہائی کو دور کرنے کا ایک ذریعہ

ڈھونڈ نکالا اور اپنے دوست کے نام خط لکھتے رہے اور انھیں محفوظ کرتے گئے۔ جو جیل سے رہائی کے بعد ''غبار خاطر'' کے نام سے کتابی شکل میں منظر عام پر آئے اور اردو مکتوب نگاری میں آج بھی ان کا مقام انتہائی بلند ہے۔

اس کے بارے میں کچھ خاص خاص باتیں درج ذیل ہیں۔

خط لکھنے والے کو ''کاتب'' جو عبارت اس میں لکھی جاتی ہے اسے ''مکتوب'' یا خط اور جس کو خط لکھا جا رہا ہے اسے ''مکتوب الیہ'' کہتے ہیں۔ خط شروع کرنے سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ عمدہ کاغذ اور عمدہ تحریر مکتوب الیہ پر اچھا اثر ڈالتی ہے۔ خط کو نصف ملاقات کہا جاتا ہے۔ مگر یہ نصف ملاقات پر لطف، پر اثر، بے تکلف اور کامیاب جب ہی ہو سکتی ہے جب خط میں آسان و موزوں الفاظ، مختصر مضمون اور دلچسپ عبارت کے ساتھ ساتھ مکتوب الیہ کے مرتبہ کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے اور اسی کے اعتبار سے القاب و آداب نیز اختتامیہ جملوں کو لکھا جائے۔

- خطوط تین طرح کے ہوتے ہیں:

(1) نجی خطوط (2) کاروباری خطوط (3) سرکاری خطوط

(1) نجی خطوط: وہ خطوط جو اپنے کنبے والوں، رشتے داروں، دوستوں اور ملنے جلنے والوں کو لکھے جاتے ہیں۔ نجی خطوط کہلاتے ہیں۔

(2) کاروباری خطوط: کاروباری یا تجارتی خط کا مضمون مختصر، عبارت صاف اور خوشخط ہونا چاہئے تا کہ مکتوب الیہ کو اس کے پڑھنے اور سمجھنے میں دقت نہ ہو۔ اس کے

Scanned by CamScanner

علاوہ اشیاء مطلوبہ کے سلسلہ میں ضروری ہدایتیں درج کردی جائیں۔اس کے القاب وآداب اور خاتمہ نجی خطوط سے کچھ مختلف ہوتے ہیں مثلاً مکرمی تسلیم، محترم السلام علیکم وغیرہ سے خط شروع کرتے ہیں۔

(3) سرکاری خطوط : وہ خطوط جو دفتری امور سے متعلق ہوتے ہیں مثلاً: مختلف قسم کی درخواستیں، سرکاری نوٹس، افسران متعلقہ کو اطلاع، رسید، سمن، پروانہ، حکمنامہ اور رپورٹ وغیرہ۔

- خط کے مندرجہ ذیل چھ حصے ہیں:

(i) کاتب کا مختصر پتہ و تاریخ (ii) القاب (iii) آداب (iv) مطلب یا مضمون خط (v) خاتمہ (vi) نام و پتہ (مکتوب الیہ)

(i) مختصر پتہ و تاریخ

نجی خط میں حاشیہ چھوڑ کر سب سے پہلے کاغذ کے دائیں جانب گوشہ میں کاتب کو اپنا مختصر پتہ و تاریخ لکھنا چاہیے تاکہ مکتوب الیہ کو خط پر نظر ڈالتے ہی یہ معلوم ہو جائے کہ خط کہاں سے اور کس تاریخ کو روانہ کیا گیا ہے۔

کاروباری اور سرکاری خطوط میں خط مکمل ہو جانے کے بعد سب سے آخر میں بائیں طرف تاریخ و پتہ لکھتے ہیں۔جیسا کہ تم دیئے ہوئے نمونہ کے خط میں دیکھو گے۔

(ii) القاب

خط لکھنے والا اپنے مخاطب یعنی مکتوب الیہ کو رشتہ، تعلق، دوستی یا جان پہچان کی

Scanned by CamScanner

بنیاد پر حفظ مراتب کا لحاظ کرتے ہوئے جن لفظوں میں مخاطب کرتا ہے اسے "القاب" کہتے ہیں۔ پہلے کے لوگ لمبے اور مشکل القاب وآداب لکھا کرتے تھے۔ مگر اب مختصر اور سیدھے سادے لفظوں میں القاب وآداب پسند کیے جاتے ہیں۔ القاب خط شروع کرنے سے پہلے اوپر بائیں طرف لکھنا چاہیے۔

(iii) آداب

القاب کے بعد کچھ ایسے الفاظ یا جملے لکھے جاتے ہیں جن سے تعظیم، شوقِ ملاقات، شفقت، یا دعا کا اظہار ہوتا ہے۔ جیسے: السلام علیکم، آداب، سلام مسنون، جناب عالی وغیرہ۔ خط میں آداب کے بعد پھر خط کا مضمون شروع ہوتا ہے کچھ لوگ القاب وآداب کو الگ نہ لکھ کر ایک ہی ساتھ لکھ دیتے ہیں۔ جیسے برخوردار، نورچشم سلمہ، دعائیں، یہ یاد رکھیئے کہ کاروباری یا سرکاری خطوط میں سلام ودعا کیلئے مخصوص الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔

(iv) مطلب یا مضمون خط

القاب وآداب کے بعد خط لکھنے کا جو اصل مقصد ہے اس کی عبارت شروع ہوتی ہے اسے نفس مضمون بھی کہتے ہیں۔ خط کی پہلی لائن بعد کی آنے والی لائنوں کے مقابلہ میں تقریباً ایک انچ حاشیہ سے آگے بڑھا کر شروع کی جاتی ہے۔ خط کے اس حصہ میں شستہ وموزوں الفاظ، مختصر مضمون اور حفظ مراتب کا لحاظ رکھتے ہوئے انداز تحریر اختیار کیا جانا چاہیے۔ اگر تم کسی دوست کو خط لکھ رہے ہو تو یہ تصور کرلو کہ وہ تمہارے

Scanned by CamScanner

سامنے بیٹھا ہے اور تم اس سے بہ زبان قلم باتیں کر رہے ہو لیکن تجارتی سرکاری خطوط کے مضامین اور اس کے لکھنے کا انداز اس سے مختلف ہوتا ہے اس لئے حتی الامکان اس طرح کے خطوط میں اختصار سے کام لینا چاہیے۔ ایسے خطوط میں عزیزوں اور دوستوں کی خیریت بھی نہیں دریافت کی جاتی کیونکہ اس مصروفیت کے دور میں کاروباری لوگوں کو مقصد کی بات کے علاوہ مزید کچھ پڑھنے کی فرصت کہاں ہوتی ہے۔

(v) خاتمہ

خط کا مضمون مکمل ہو جانے کے بعد مکتوب الیہ کے مرتب کے لحاظ سے کوئی نہ کوئی اختتامیہ کلمہ یا جملہ ایسا لکھا جاتا ہے جس کا مفہوم سلام ودعا، رخصت، شوق ملاقات یا انکساری وعاجزی ہوتا ہے۔ جیسے دعاؤں کا طالب، دعا گو، آپ کا شاگرد، خدا حافظ، نیاز مند وغیرہ۔

(vi) نام وپتہ مکتوب الیہ

خط کا یہ چھٹا حصہ بظاہر خط سے الگ ہے لیکن سب سے اہم اور ضروری ہے کیونکہ مکتوب الیہ تک خط پہنچنے یا نہ پہنچنے کا انحصار اس کے نام وپتہ کے درست ہونے پر ہے۔

- پتہ اس طرح لکھنا چاہیے:

(i) سب سے پہلی سطر میں مکتوب الیہ کا نام

(ii) دوسری سطر میں مکان نمبر اور گلی یا سٹرک کا نام

Scanned by CamScanner

(iii) تیسری سطر میں محلے کا نام

(iv) چوتھی سطر میں شہر کا نام (معہ پن نمبر) ریاست کا نام

پتے کے دو نمونے ذیل میں دیئے گئے ہیں۔ایک شہر کا پتہ ہے اور دوسرا گاؤں کا۔ ہر خط کے پتہ میں شہر کا نام لکھنے کے بعد ریاست کا نام بھی مختصر لفظوں میں لکھ دینا بہتر ہے۔مثلاً اتر پردیش، کرناٹک، آندھرا پردیش وغیرہ۔

(2) ہر انسان میں کچھ خوبیاں ہوتی ہیں آپ اپنی سہیلی کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے اپنی چھوٹی بہن کو خط لکھئے۔

از مقام : حیدرآباد

تاریخ : 15/اپریل 2014ء

میری پیاری بہن .... شفا انجم

خوش رہو !

اللہ تمہاری عمر دراز کرے (امین)

میں نے سوچا کہ ایک اچھے انسان میں کیا خوبی ہونی چاہیے، تمہیں بھی معلوم ہو اس لئے آج تمہارے سامنے میں اپنے ایک اچھی سہیلی کی خوبیاں بیان کرنا چاہتی ہوں۔ میری ایک سہیلی ہے نجم السحر ، جو ایک سچی اور مخلص سہیلی ہے یہ کبھی بھی اپنی زبان سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتی اور نہ ہی کسی کے خلاف زبان سے کوئی بات ادا کرتی ہے۔فضول اور لغو باتوں سے ہمیشہ پرہیز کرتی ہے، کم سخن ہے، آج کے زمانے میں

دوسروں کی غیبت سے پرہیز کرنا بہت بڑی بات ہے۔ وقت پر نماز پڑھتی ہے۔ اپنے کام میں لگ جاتی ہے۔

میری پیاری بہن! ایسے تو مجھے نصیحت کرنا پسند نہیں پھر بھی میں تم کو یہ پیغام دینا چاہتی ہوں کہ تم بھی ایک اچھے انسان بنو۔ اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ زیادہ سے زیادہ وقت تعلیم پر لگاؤ، زبان میں شیریں پن پیدا کرو جس مخاطب فرحت محسوس کرے۔

ہاں! یاد رکھو نماز پنجگانہ وقت پر ادا کرلیا کرو۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل میں تم کو تعلیم یافتہ، مہذب اور شائستہ بنائے۔ ساتھ ہی ساتھ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کی منزلیں طئے کرتی جاؤ۔ مزید یہ کہ روزانہ تلاوت قرآن مت بھولنا، بعد فجر کم از کم ایک رکوع پڑھ لیا کرو۔

والدہ محترمہ کی خدمت میں ہدیہ سلام عرض کرو ، نیز چھوٹے بھائی بہنوں کو دعاء و پیار کہو۔

فقط

تمہارے درخشاں مستقبل کی متمنی

طیبہ نوشین

پتہ :

شفاانجم	وہ کرے بات تو ہر لفظ سے خوشبو آئے ایسی بولی وہی بولے جسے اردو آئے
مکان نمبر : 104/3	
اکبر باغ ، حیدرآباد	
تلنگانہ۔ 500036	

داستان

قصہ گوئی کی سب سے پرانی صنف کے طور پر داستانوں کی واضح اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ دنیا کی ہر زبان میں داستانیں لکھی گئیں۔ ابتدائی دور کے بعد یہ صورت پیدا ہوئی کہ عربی، فارسی اور اردو میں جو منظوم قصے لکھے گئے، انہیں مثنوی کی صنف کے تحت شناخت ملی۔ عہد جدید سے قبل تک جو اردو میں قصہ گوئی ہوئی، اسے داستان کے صنفی نام سے پہچانا جاتا ہے۔

ابتدا میں داستان امیر حمزہ، یا 'الف لیلیٰ' جیسی طویل داستانوں کو کافی شہرت ملی۔ داستان کی ایک شناخت مافوق الفطرت عنصر بھی ہے۔ شاید ہی کوئی داستان ہو جو اس بنیاد کے بغیر آگے بڑھ سکے۔ مافوق الفطرت عناصر کی وجہ سے داستان گو اپنی تخیلاتی قوت کا بھرپور استعمال کرتا ہے۔ داستانوں میں تہذیب وثقافت کی حیرت انگیز جلوہ گری ملتی ہے۔ عہدِ قدیم کی زبان اور جینے کے انداز کو جاننے کیلئے داستانوں کا مطالعہ لازم ہے۔ داستان نویسوں نے اپنے گہرے علم اور بھرپور ذہانت کا استعمال کرتے ہوئے فنی طور پر بہترین کارنامے پیش کیے۔ محاورات اور کہاوتوں کا جتنا بھرپور استعمال ہمارے داستان گویوں نے کیا، اس کی مثال دوسری اصناف میں تلاش نہیں کی جاسکتی۔

ملا وجہی کی 'سب رس' کو اردو کی پہلی ادبی داستان ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اسے انہوں نے 1632 میں مکمل کیا تھا۔ شمالی ہندوستان میں اٹھارھویں صدی میں قصہ مہر افروز (عیسوی خاں)، نوطرزِ مرصع (عطا حسین خاں تحسین)، نوآئینِ ہندی

(مہر چند کھتری) اور عجائب القصص، (شاہ عالم ثانی) جیسی داستانیں اہمیت کی حامل ہیں۔ لیکن داستانوں کی اصل ترقی فورٹ ولیم کالج میں ہوئی، جہاں باغ و بہار، (میر امن دہلوی) آرایشِ محفل، (حیدر بخش حیدری) شکنتلا ناٹک (مرزا کاظم علی جوان) اور نثر بے نظیر (نہال چند لاہوری) جیسی اہم داستانیں لکھی گئیں۔

فورٹ ولیم کالج سے باہر بھی داستانیں لکھی جارہی تھیں۔ انشاء اللہ خاں انشا نے رانی کیتکی کی کہانی، جیسی مختصر داستان لکھی۔ اسکے علاوہ قصہ عجائب، (عظمت اللہ نیاز دہلوی) باغ عشق (بنی نارائن جہاں) الف لیلیٰ، (منشی عبدالکریم) بوستان خیال، (خواجہ امان دہلوی/قمرالدین راقم) گلشن نور بہار، (محمد بخش مہجور) فسانۂ عجائب، (مرزا رجب علی بیگ سرور) قصۂ بہرام گور، (میر فرخندہ علی) طلسم ہوش رُبا، (احمد حسین جاہ) جیسی داستانیں فورٹ ولیم کالج سے باہر لکھی گئیں۔ فسانۂ آزاد (رتن ناتھ سرشار) کو داستان اور ناول کی درمیانی کڑی تسلیم کیا جاتا ہے۔

جیسے جیسے تعلیمی ترقی اور مغرب کے اثرات کا سلسلہ قائم ہوتا گیا، داستانوں کی پیشکش اور تحریر دونوں کا چلن ختم ہوتا گیا۔ قبائلی سماج کی ضرورتوں نے داستانوں کو استحکام بخشا تھا، دیہی سماج میں ان کے لئے تھوڑی بہت گنجائشیں قائم رہیں لیکن شہروں کے جال پھیلتے پھیلتے داستان گوئی کی ساری فضا معدوم ہوگئی۔ آج داستانیں ایک قصہ پارینہ ہیں۔

Scanned by CamScanner

ناول

اردو ادب میں ناول، انگریزی ادب کی دین ہے۔ ناول از خود انگریز زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں "عجیب وغریب یا انوکھی یا نرالی چیز"۔ ادبی اصطلاح میں ناول افسانو ادب کی ایک خاص صنف کو کہا جاتا ہے۔ یہ صنف انگریزی کے اثر سے اردو میں آئی۔ ناول کی تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے کہ وہ نثری قصہ ہوتا ہے جس میں جدید صنعتی عہد کے پس منظر میں فرد اور سماج کی کشمکش کو دکھایا گیا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ناول نگاری کا فن ایک خاص پس منظر میں زندگی کے حقائق کی تصویر کشی کرتا ہے، "ناول زندگی کا آئینہ دار ہے"۔ ناول کا موضوع فرد ہے اور اوّل سے آخر ناول کا پورا پلاٹ اس فرد یا معاشرہ کے گرد گھومتا ہے۔ ناول کے اجزائے ترکیبی اس طرح ہوتے ہیں۔

(1) پلاٹ (2) کردار (3) مکالمہ (4) منظر نگاری (5) نظریۂ حیات

اردو ادب میں ناول نگاری کا آغاز ڈپٹی نذیر احمد سے ہوتا ہے۔ جس کو انھوں نے 1869ء میں تصنیف کیا۔ اس سے پہلے کی نثری تصانیف کا شمار داستانوں میں ہوتا ہے۔ پنڈت رتن ناتھ سرشار کی تصنیف "فسانہ آزاد" میں کسی حد تک ناول کی خصوصیات جھلکتی ہیں۔ اردو ناول نگاری میں عبدالحلیم شرؔر، مرزا ہادی رسؔوا، راشد الخیری، پریم چند، سجاد ظہیر، عادل رشید، گلشن نندہ، کرشن چندر اور قرۃ العین حیدر کے نام قابل ذکر ہیں۔

Scanned by CamScanner

مختصر افسانہ

ایک نشست میں پڑھی جانے والی صنف کو مختصر افسانہ کہا جاتا ہے۔ مختصر افسانہ کا ارتقاء ناول کے ساتھ ساتھ ہی ہوا ہے۔ اردو ادب کی یہ سب سے مقبول صنف ہے۔ اردو میں افسانہ نگاری کی روایت مغربی ادب کی دین ہے۔ اردو میں افسانہ نگاری کا آغاز 1857ء کے بعد ہوا اور بیسویں صدی کے وسط تک پہنچتے پہنچتے اس صنفِ نثر نے اپنی مقبولیت کا لوہا منوالیا۔ افسانہ کی تعریف مختلف انداز سے کی گئی ہے۔ چنانچہ ایک نقاد نے افسانہ کی تعریف کچھ اس طرح کی ہے۔ ''مختصر افسانہ کسی ایک واقعہ کا بیان ہے جس میں ابتدا ہو، درمیان ہو، عروج ہو، خاتمہ ہو''۔

ایڈگر ایلن نے افسانہ کی تعریف کچھ اس طرح کی ہے۔

''یہ ایک ایسی نثری داستان ہے جس کے پڑھنے میں ہمیں آدھے گھنٹے سے دو گھنٹے تک کا وقت لگتا ہے''۔

نال کی طرح مختصر افسانہ بھی زندگی کے حقائق اور اس کے تقاضوں کو اجاگر کرتا ہے۔ اس میں ہمارے گردونواح کے واقعات اور زندگی کے مسائل کا ذکر ہوتا ہے۔

ناول اور افسانہ کا فرق

(1) ناول زندگی کی وسعت اور اس کی گوناگوں واقعات کی عکاسی کرتا ہے جبکہ مختصر افسانہ وسیع زندگی کے صرف کسی ایک گوشہ، کسی ایک واقعہ یا کسی ایک نفسیاتی

Scanned by CamScanner

حقیقت کی ترجمانی کرتا ہے۔

(2) ناول میں تفصیلات کی گنجائش ہوتی ہے جبکہ افسانہ اختصار چاہتا ہے۔

(3) ناول میں کرداروں کی تعداد پر کوئی بندش نہیں جبکہ مختصر افسانہ میں کرداروں کی تعداد کم سے کم ہوتی ہے۔

(4) ناول میں قاری کی توجہ اس کے واقعات کے ساتھ ساتھ گھٹتی یا بڑھتی ہے جبکہ مختصر افسانہ میں قاری کی توجہ کسی ایک واقعہ کی طرف ہی مرکوز ہو کر رہ جاتی ہے۔

افسانہ میں تاثر اسی وقت پیدا ہوسکتا ہے جب وہ حقیقت سے قریب ہو۔ ایک اچھے افسانہ کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ اس کے کردار وہی زبان بولتے ہیں جس طبقہ اور ماحول سے وہ تعلق رکھتے ہوں۔ افسانہ کے کردار زندہ ہوں اور کہانی اردگرد کے ماحول اور زمانے کے مطابق ہو۔ اس میں اچھے پلاٹ کے ساتھ ساتھ کردار، تکنیک کے علاوہ کوئی اخلاقی یا معاشرتی اصلاح کا پہلو بھی ہو۔ اس طرح مختصر افسانہ کے اجزائے ترکیبی یہ ہیں۔

(1) پلاٹ (2) کردارنگاری (3) تکنیک یا فن

اردو ادب میں مختصر افسانہ کا آغاز منشی پریم چند سے ہوتا ہے۔ انھیں اردو افسانہ کا شہنشاہ کہا جاتا ہے۔ ابتدائی دور کے افسانہ نگاروں میں پریم چند کے علاوہ سجاد حیدر یلدرم، سلطان حیدر جوش اور علی عباس حسینی کے نام قابل ذکر ہیں۔ ترقی پسند تحریک نے اردو افسانہ نویسی کو ایک نئی روش سے آشنا کیا۔ چنانچہ اس تحریک سے وابستہ افسانہ نگاروں میں علی سردار جعفری، عصمت چغتائی، سجاد ظہیر، سعادت حسن منٹو، راجندر سنگھ

Scanned by CamScanner

بیدی، کرشن چندر، نیاز فتح پوری، قرۃ العین حیدر قابل ذکر ہیں۔ جدید افسانہ نگاروں میں سہیل عظیم آبادی، غلام عباس، ممتاز شریں، خدیجہ مستور، ابراہیم جلیس، واجدہ تبسم، عبداللہ حسین، عزیز احمد کے نام قابل ذکر ہیں۔

ڈراما

ڈراما، ادب کی سب سے قدیم صنف ہے۔ یہ لفظ یونانی زبان کے لفظ ''ڈرامائے'' سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ہیں ''کرنا یا کر کے دکھانا'' اس کو ''ناٹک'' بھی کہا جاتا ہے۔ ڈاکٹر قمر رئیس نے ڈراما کی تعریف اس طرح کی ہے۔

''یہ ایک ایسی صنف ادب ہے جس میں زندگی کے حقائق ومظاہر کو اشخاص اور مکالموں کے وسیلے سے عملاً پیش کیا جائے۔''

ڈراما کا موضوع وہی ہوتا ہے جو ناول کا ہوتا ہے۔ یعنی یہ دونوں زندگی کے واقعات اور مسائل کو پیش کرتے ہیں۔ دونوں کی کہانی کرداروں کے ذریعہ مکمل ہوتی ہے۔ دونوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ ڈراما کے کردار بولتے، چالتے اور کام کرتے ہوئے متحرک نظر آتے ہیں۔ جبکہ ناول کے کردار خاموش اور غیر متحرک ہوتے ہیں۔

ڈرامے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ (1) المیہ (2) طربیہ

- ڈراما کے اجزائے ترکیبی

ڈراما کے اجزائے ترکیبی بھی تقریباً وہی ہیں جو ناول کے ہیں۔

(1) قصہ یا پلاٹ (2) کردار (3) مکالمہ (4) مرکزی خیالات

اردو ادب میں ڈراما نگاری کا آغاز انیسویں صدی میں واجد علی شاہ کے ڈراما ''رادھا کنھیا'' سے ہوا۔ اس ڈراما کو اسٹیج پر پیش بھی کیا گیا تھا۔ اس کے بعد امانت لکھنوی کا لکھا ہوا ڈراما ''اندر سبھا'' کافی مقبول ہوا۔ اردو ڈراما نگاری میں سید امتیاز علی تاج کا ڈراما ''انارکلی'' ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے علاوہ اوپندرناتھ اشک، شوق قدوائی، عبدالماجد دریا آبادی، پروفیسر عبدالمجیب، ڈاکٹر محمد حسن، سید عابد حسین، حبیب تنویر اور اشتیاق حسین کے نام ڈراما نگاری میں کافی مقبول ہیں۔ موجودہ دور میں ڈراما کی روایت تقریباً ختم ہوگئی ہے۔ ان کی جگہ آج کل سینما اور ٹیلی ویژن نے لے لی ہے۔

انشائیہ

انشائیہ ادب کی ایک خاص صنف ہے۔ دیگر اصناف نثر کی طرح انشائیہ بھی اردو ادب میں انگریزی کے زیر اثر وجود میں آیا ہے۔ انشائیہ کی کوئی مخصوص تعریف نہیں۔ انشاء پرداز کی اپنی ذہنی اپج، خیالات کی بلندی اور ذاتی تاثرات کو فنی انداز میں پیش کرنے کا نام ''انشائیہ'' ہے۔ انشائیہ کا لکھنے والا اس کا خیال رکھتا ہے کہ اس میں علمیت یا افکار و مسائل کا بیان نہ صرف تخلیقی انداز میں ہو بلکہ اس کی عبارت ادبی چاشنی، شگفتگی، تاثر سے بھرپور ہو۔ قاری اس کو پڑھ کر ذہنی آسودگی کے ساتھ ساتھ قلبی مسرت بھی محسوس کرے۔

Scanned by CamScanner

انشاء پرداز کا کمال یہ ہے کہ آزاد خیالی کے ساتھ بات میں بات پیدا کرتا ہو، اپنے مضمون کو نئے نقطۂ نظر اور نئی روشنی کے ساتھ دلچسپ انداز میں پیش کرے۔ اردو ادب میں انشائیہ نگاری کا آغاز سرسید کے ان مضامین سے ہوتا ہے جو انہوں نے اپنے رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' میں لکھے تھے۔ انشائیہ میں مذہبی، سماجی، اخلاقی، علمی اور سیاسی غرض سب ہی طرح کے مضامین لکھے جاسکتے ہیں۔ انشائیہ نگار کے لئے ضروری ہے کہ وہ زبان و بیان پر کامل قدرت رکھتا ہو۔ ورنہ انشائیہ جس خوبصورت عبارت کا نام ہے وہ اس کے ساتھ انصاف نہیں کرسکتا۔ اردو ادب میں انشائیہ کا مستقبل انتہائی تابناک اور روشن ہے۔

سرسید، عبدالحلیم شرر، مہدی افادی، فرحت اللہ بیگ، سجاد انصاری، خواجہ حسن نظامی، مولانا ابوالکلام آزاد، رشید احمد صدیقی، پطرس بخاری، کنہیالال کپور، نیاز فتح پوری وغیرہ اردو ادب کے کامیاب انشائیہ نگار ہیں۔

سوانح نگاری

جگ بیتی سے فائدہ اٹھانا یعنی دوسروں کی زندگی سے عبرت حاصل کرنا اور دوسروں کی زندگی سے دلچسپی لینا انسان کا فطری جذبہ ہے۔ کسی کی کامرانیوں اور ناکامیوں کی سرگزشت بڑی ہی دلچسپ معلوم ہوتی ہے۔ انسان خواہ کتنا ہی مشغول ہو لیکن دوسروں کے بارے میں کچھ جاننے کا جذبہ اس کے اندر ہمیشہ کروٹیں لیتا ہی رہتا ہے۔ انسان کو جس قدر اپنی ذات سے دلچسپی ہوتی ہے اسی قدر دوسرے کے حالات

Scanned by CamScanner

جاننے کا وہ اتنا ہی مشتاق ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ دوسروں کی زندگیوں کے سربستہ رازوں کو کریدتا ہے، اوران انکشافات کی روشنی میں اپنی راہوں کا تعین کرتا ہے۔ انسان دوسروں کے کارناموں کو مشعل راہ بناتا ہے اوران راہوں پر بے دھڑک گامزن ہوجاتا ہے جس پر چل کر اگلوں نے کامیابی کی منزلیں طے کی تھیں۔ اگلوں کی لغزشوں کی کٹھن ڈگر پر وہ پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہے۔ اوران کے دکھ سکھ میں اپنے درد کا مداوا تلاش کرتا ہے۔

انسان کو یادرفتگان ہمیشہ سے عزیز رہی ہے۔ اپنے بزرگوں اوراگلوں کے کارناموں کو جمع کرنے اور یادرکھنے کا دستور آج سے نہیں زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے۔ یہاں تک کہ جب انسان پڑھنے اور لکھنے سے بھی ناآشنا تھا۔ جب انسان نے تحریر کو ذریعۂ اظہار بنایا تو سب سے پہلے اس نے اگلوں کے کارناموں کو محفوظ کرنے کو اولین ترجیح دی چنانچہ مصراورمشرق وسطیٰ کے بادشاہوں کے قبوراورتابوتوں میں سے ایسی سلیں دستیاب ہوئی ہیں جن پر ان کے حالات زندگی لکھے ہوئے ہیں۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ یہی سوانح نگاری کے ابتدائی نمونے ہیں۔

انسانی حالات اور کارناموں کو محفوظ کرنے کی یہ فطری خواہش بتدریج ارتقاء پاتے ہوئے ایک فن کی شکل اختیار کرگئی۔ اس کی ضرورت ہرقوم اور ہرملک نے محسوس کی چنانچہ ہرزمانے میں اور ہرملک میں یہ کسی نہ کسی شکل میں موجود رہی ہے اورموجودہ زمانے میں اس کا ایک عام تصور متعین ہوگیا ہے۔

Scanned by CamScanner

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے مصنف کا کہنا ہے کہ ''یہ تاریخ سے جدا صنف ادب ہے۔ یہ آرٹ ہے سائنس نہیں ہے۔''

سوانح نگاری کسی فرد واحد کی شخصیت کو منظر عام پر اس طرح لانے کا نام ہے کہ اس کی فطرت اور سیرت کا کوئی پہلو پوشیدہ نہ رہے۔ اس میں لکھنے والا اپنے ذاتی جذبات کو شامل کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ ہیرو کے محاسن اور معائب کو پیش کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرنے کی ضرورت نہیں۔ مولانا حالؔی جدید سوانح کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بائیوگرافی ان بزرگوں کی ایک لازوال یادگار ہے۔ جنہوں نے اپنی نمایاں کوششوں سے دنیا میں کمالات اور نیکیاں پھیلائی ہیں اور جو انسان کے آئندہ نسلوں کے لئے اپنی مساعی جمیلہ کے عمدہ کارنامے چھوڑ گئے ہیں۔''

چنانچہ مولانا حالؔی ایک جگہ ایک انگریز مصنف کا قول اس طرح نقل کرتے ہیں۔

''بائیوگرافی چلا چلا کر اور سمندر کے طوفان کی طرف غل مچا کر یہ آواز دیتی ہے کہ جاؤ اور تم بھی ایسے ہی کام کرو۔''

اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بائیوگرافی یا سوانح نگاری ایک افادی صنف ادب ہے۔ جس کے فوائد حسب ذیل ہیں۔

(1) بائیوگرافی ایک تازیانہ عبرت ہے۔

(2) اس سے سوئی ہوئی پسماندہ قوموں کی رگ حمیت بیدار ہوتی ہے۔

(3) اس سے نیکی کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔

Scanned by CamScanner

(4) اچھائی برائی میں تمیز ہوتی ہے۔

(5) اس کا مطالعہ بڑے بڑے کام کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔

یوں تو اردو ادب میں سوانحی خاکے ابتدا ہی سے ملتے ہیں لیکن مولانا حالیؔ اور شبلی نعمانی نے اس کو اردو ادب میں ایک فن کی حیثیت سے روشناس کیا اور با قاعدہ سوانح کا آغاز کیا۔ مولانا حالیؔ کی ''یادگارِ غالبؔ''، ''حیات جاوید'' اور ''حیات سعدی''، شبلی نعمانی کی ''الفاروق'' عبدالغفار کی ''آثار ابوالکلام آزاد'' اور غلام رسول مہر کی ''غالبؔ'' اردو ادب میں سوانح نگاری کے بہترین نمونے ہیں۔

خاکہ نگاری

خاکہ نگاری نثری ادب کی ایک دلکش صنف ہے۔ اس کا فن غزل اور افسانے کے فن سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔ غزل اور افسانہ کی طرح خاکہ میں بھی اشارے کنائے سے کام لیا جاتا ہے۔ کیونکہ اختصار اس کی بنیادی شرط ہے۔ خاکہ میں کسی شخصیت کے نقوش کچھ اس طرح ابھارے جاتے ہیں کہ اس کی خوبیاں اور خامیاں اُجاگر ہو جاتی ہیں، اور ایک جیتی جاگتی تصویر قاری کے سامنے آجاتی ہے۔ خاکہ نگاری میں ایک چیز ایسی ہے جو اس کی دلکشی میں مزید اضافہ کرتی ہے وہ یہ کہ جس کا خاکہ پیش کیا جا رہا ہے اس کی کمزوریاں قاری کے دل میں اس کیلئے نفرت نہیں بلکہ ہمدردی کا جذبہ پیدا کرتی ہے اور قاری خاکہ پڑھنے کے بعد بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے کہ کاش اس شخص میں یہ کمزوریاں بھی نہ ہوتیں۔

Scanned by CamScanner

محمد حسین آزاد خاکہ نگاری کے بارے میں اس طرح لکھتے ہیں:

''خاکہ صفحہ قرطاس پر نوک قلم سے بنائی ہوئی ایک شبیہہ ہے یہ بے جان ساکت اور گم سم نہیں ہوتی یہ بولتی ہوئی متحرک اور پر کیف ہوتی ہے۔''

شمیم احمد کرمانی خاکہ نگاری کی تعریف کرتے ہوئے اس طرح رقمطراز ہیں:

''خاکہ نگاری ادب کی ایک صنف ہے جس میں شخصیتوں کی تصویریں اس طرح براہ راست کھینچی جاتی ہیں کہ ان کے ظاہر و باطن دونوں قاری کے ذہن نشین ہوجاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے پڑھنے والے نے نہ صرف قلمی چہرہ دیکھا ہے بلکہ خود شخصیت کو دیکھا بھالا اور سمجھا بوجھا ہے۔''

خاکہ ایک ایسی صنف ادب ہے جس کا سانچہ انشائیہ پر ہوتا ہے۔اس میں کسی حقیقی یا خیالی شخصیت کی زندگی، سیرت وصورت اور کارناموں کی چند جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں اور وہ شخصیت کے ایسے مطالعہ کو پیش کرتا ہے جس سے قاری کو جمالیاتی حظ حاصل ہو۔خاکہ کو اشاروں کا فن بھی کہا جاتا ہے۔اس میں اتنی وسعت ہوتی ہے کہ ایک پھول کے مضمون میں تمام گلشن کی روح بند کی جاسکتی ہے خاکہ میں زندگی کے ہر پہلو کو سمو لینے کی گنجائش ہوتی ہے۔

مولوی عبدالحق نے ''نام دیو مالی'' اور رشید احمد صدیقی نے ''کندن'' کا خاکہ لکھ کر یہ واضح کر دیا کہ خاکے کا موضوع صرف عظیم شخصیتیں ہی نہیں بلکہ معمولی انسان بھی ہوسکتے ہیں۔اچھا بُرا، چھوٹا بڑا، امیر غریب ہر طرح کے انسان کا خاکہ لکھا جاسکتا

Scanned by CamScanner

ہے۔صرف شرط یہ ہے کہ خاکہ نگار نے اسے ہر رنگ اور ہر روپ میں قریب سے دیکھا ہو۔خاکہ نگار کا قلم مردہ جسم میں جان ڈال دینے کے ہنر سے واقف ہوتا ہے۔

خاکہ نہ سیرت نگاری ہے اور نہ سوانح عمری یہ کسی دل آویز شخصیت کی دھندلی سی تصویر ہے۔اس میں نہ اس کی زندگی کے اہم واقعات کی گنجائش ہے، نہ خاص خاص تاریخوں کی اور نہ زیادہ تفصیل کی۔

اردو ادب میں باقاعدہ خاکہ نگاری کا آغاز یوں تو حال ہی میں ہوا لیکن قدیم شعراء کے تذکروں میں اس کی چند جھلکیاں ضرور مل جاتی ہیں۔ چنانچہ میر تقی میر کے ''نکات الشعراء'' مصحفی کے ''تذکرہ ہندی'' شیفتہ کے ''گلشنِ بے خار'' قدرت اللہ قاسم کے ''مجموعہ نغز'' اور سعادت یار خاں کے ''خوش معرکہ زیبا'' میں شعراء کے خاکوں کے نمونے مل جاتے ہیں۔اس کے علاوہ محمد حسین آزاد کی ''آب حیات'' میں کئی شعراء کی چلتی پھرتی اور منہ بولتی تصویریں نظر آجاتی ہیں۔فرحت اللہ بیگ نے ''نذیر احمد کی کہانی کچھ ان کی زبانی کچھ میری زبانی'' لکھ کر اردو ادب میں باقاعدہ خاکہ نگاری کی بنیاد ڈالی۔ اس کے علاوہ انہوں نے دوسروں کے خاکے بھی لکھے ہیں۔ عصمت چغتائی، سعادت حسن منٹو، شوکت تھانوی، اعجاز حسین، طفیل احمد اور مشتاق احمد یوسفی نے اردو ادب میں بہترین خاکے لکھے ہیں۔نثری ادب میں خاکہ نگاری بے حد مقبول صنف ادب رہی ہے اس کا مستقبل کافی روشن اور تابناک ہے۔

Scanned by CamScanner

انٹرویو

کسی خاص موضوع پر دو اشخاص کی گفتگو یا ملاقات کے دوران آپسی بات چیت کو انٹرویو کہا جاتا ہے۔ آج کے دور میں اس کی کافی اہمیت اور افادیت ہے۔ اس سے انسان کی شخصیت کی مختلف جہات کا تجزیہ آسانی کے ساتھ کرلیا جاتا ہے۔ یہ ایک مقصدی مکالمہ ہے جس سے انٹرویو لینے والا شخص اپنے سامنے بیٹھے ہوئے کی سیرت وصورت ، گہرائی و گیرائی، میلان، نفسیات واطوار کا تجزیہ مکالمہ کے ذریعہ کرتا ہے۔ انٹرویو ہنوز اصنافِ اردو ادب میں اپنا مقام نہیں بنا سکا ہے لیکن عنقریب اردو کے نثری اصناف میں اس کی شمولیت ممکن ہے۔

سفر نامہ

عام بول چال کی زبان میں سفر کے حالات کو تحریری شکل میں لکھنے کو سفر نامہ کہتے ہیں۔ سفر نامے کا شمار اردو نثر کے غیر افسانوی صنف میں ہوتا ہے۔ اردو نثر میں سفر نامے کی روایت خاصی قدیم بھی ہے۔ انسان فطری طور پر تغیر پسند واقع ہوا ہے۔ وہ یکسانیت سے اوب جاتا ہے۔ نئی باتیں اور نئی چیزیں دیکھنا اس کی فطرت میں داخل ہے۔ یہی فطرت انسان کو سفر کی طرف مائل کرتی ہے۔

اگر سفر کرنیوالا شخص ذوق لطیف کا مالک ہو تو پھر وہ سفر کے حالات اور واقعات کو ضبط تحریر میں بھی لے آتا ہے جسے ہم ادب کی زبان میں سفر نامہ کہتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

فنی لحاظ سے سفرنامے کا کوئی اسلوب یا تکنیک ابھی تک وضع نہیں کی گئی ہے۔
یہ سفرنامہ تحریر کرنے والے کی تخلیقی صلاحیت اور ادبی ذوق پر منحصر ہے کہ وہ سفرنامہ کیلئے کونسی ہیئت اور اسلوب اختیار کرتا ہے۔ وہ سفرنامہ لکھنے کے دوران اس بات کا خیال رکھے کہ سفرنامہ، سفرنامہ رہے، داستان یا ناول یا افسانہ نہ بن جائے۔ اس میں پراسراریت اور دلچسپی بڑھانے کیلئے غیر ضروری رنگین بیانی، کہانی پن یا واقعہ میں مبالغہ آرائی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اردو نثر کے سرمایے میں سفرناموں کا اچھا خاصہ ذخیرہ موجود ہے۔ ابن بطوطہ، سندباد جہازی کے سفرنامے مشہور ہیں۔

خودنوشت

خودنوشت سوانح حیات (Auto biography) سے مراد کسی شخص کے اپنی زندگی سے متعلق خود لکھے ہوئے حالات ہوتے ہیں۔ خودنوشت سوانح حیات میں مصنف اپنی تصویر خود بناتا ہے۔ انسانی تقاضے کے تحت اس کا غیر ارادی مطمح نظر یہی ہوتا ہے کہ لوگ اسے پہچانیں۔ خودنوشت سوانح حیات میں عجز اور انکسار کے خواہ کتنے ہی پردے ڈال دیے جائیں، تکلفات کے پے در پے حلقے کھینچ دیئے جائیں لیکن ہر شخص کا سب سے بڑا ہیرو وہ خود ہوتا ہے۔ خالصتاً لفظی اعتبار سے خودنوشت سوانح میں اپنی کہانی خود لکھنے کی شرط ہے۔

آپ بیتی (خودنوشت سوانح حیات) کیلئے صفحات کی یا کوئی خاص طریقۂ کار کی قید نہیں۔ یہ چند سطروں پر بھی مشتمل ہوسکتا ہے اور سینکڑوں صفحات پر بھی محیط ہوسکتا

Scanned by CamScanner

ہے۔ البتہ آپ بیتی عام طور پر نثر میں اپنے حالات کا لکھنا ہے۔ آپ بیتی کیلئے کوئی بندھے ٹکے اصول نہیں۔ تاہم تین شرطوں کی احتیاز لازمی ہے۔

(1) سچائی (2) شخصیت (3) فن

اردو میں بہت ساری خودنوشت سوانح عمریاں لکھی گئی ہیں مولانا جعفر کی آپ بیتی کالا پانی کو اردو کی پہلی خودنوشت کا درجہ حاصل ہے۔ جن میں شاد کی کہانی شاد کی زبانی، (شاد عظیم آبادی)، سحر ہونے تک (آغاز حشر کاشمیری) ، یادوں کی برأت (جوش)، اپنی تلاش میں (کلیم الدین احمد) ،غبارِ کارواں (انیس قدوائی)، قصہ بے سمت زندگی کا (وہاب اشرفی) آشفتہ بیانی میری (رشید احمد صدیقی) زرگشت (مشتاق احمد یوسفی) قابل ذکر ہیں۔

خطبہ

خطبہ لفظ خطاب سے مشتق ہے۔ خطبہ کی جمع خطبات ہے۔ اس لفظ کے مفہوم کیلئے اردو میں لکچر اور اڈریس جیسی اصطلاحیں بھی رائج ہیں۔ ادائیگی کے لحاظ سے خطبہ تقریر کی طرح ہوتا ہے لیکن تقریر سے خطبہ اس معنی میں الگ بھی ہے کہ خطبہ دینے والے عموماً بڑے دانش ور ہوتے ہیں اور اکثر و بیشتر خطبات کے موضوع بھی متعین ہوتے ہیں۔ تمام خطبے کا ایک بنیادی مقصد ہوتا ہے کہ ان کو زیادہ لوگ سنیں اور ان سے استفادہ کریں۔ خطبے کو تخلیقی ادب میں شمار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ لیکن مختلف عوام کی مذہبی تاریخ کے مطالعہ سے خطبات کی ادبی و علمی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے۔ مذاہب کے اندر پیغمبروں کی نصیحتیں ، اولیائے کرام کے ملفوظات اور علمائے دین کے مواعظ خطبات کے زمرے میں آتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

ہندوستان میں جدید تعلیم کے فروغ کے دور میں خطبات کو باضابطہ ادبی شکل میں متعارف کرایا گیا۔ خصوصاً علی گڑھ کی تعلیمی تحریک کے زمانے میں اس عہد کے دانش وروں نے پورے ملک میں جو عوامی خطبات کا سلسلہ قائم کیا انہیں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ انگریز دانش وروں کے یہاں ایسے خطبات پہلے رواج پا چکے تھے اور انگریز دانش ور اپنے خطبات تحریری شکل میں بھی پیش کرنے لگے تھے۔

اسی زمانے میں سرسید احمد خان اور ان کے دیگر رفقائے کار اور سوامی وویکانند کے تعلیمی خطبات اپنی افادیت ثابت کر چکے تھے۔ اردو میں پہلی بار سرسید کے علمی خطبات کو تحریری شکل دی گئی۔ سرسید کے رفقائے کار میں ڈپٹی نذیر احمد، شبلی نعمانی کے علاوہ سید سلیمان ندوی، علامہ اقبال، ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر ذاکر حسین اور مولانا علی میاں ندوی کے خطبات اردو نثر کے قیمتی ادبی سرمایے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان خطبات کی علمی و ادبی اہمیت مسلم ہے۔ ان خطبات کے نتیجے میں ہی ہندوستان کی سیاسی اور سماجی زندگی میں بے شمار اصلاحات پیش آئیں۔

مزاح نگاری

انشائیہ کی یہ وہ قسم ہے جس میں بامحاورہ زبان کو بڑے لطیف اور وقار کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے، منتخب کردہ موضوع کو اس انداز سے بیان کیا جاتا ہے کہ قارئین اس کی شگفتگی، لطافت اور طنز و مزاح سے لطف اندوز ہوں۔ ظرافت کے پہلو اس حد تک نمایاں ہو کہ پڑھنے یا سننے والے کی زبان اور کان بار نہ محسوس کرے، بلکہ پڑھنے والا اور سننے والا سب ہی تبسم ریز رہیں۔ اردو میں پطرس بخاری، رشید احمد صدیقی، فرحت اللہ بیگ، شوکت تھانوی، کنہیا لال کپور، فکر تونسوی اور مجتبیٰ حسین نے اعلیٰ معیار کے مزاحیہ مضامین لکھے ہیں۔

ترجمہ نگاری

ترجمہ دراصل ایک آرٹ ہے۔ جس سے دوسرے قوموں کے کلچر سے واقفیت ہوتی

Scanned by CamScanner

ترجمہ ایک ملک یا ایک کلچر کے خیالات کو دوسرے ملک یا کلچر کی زبان میں منتقل کرنے کا نام ہے۔ ترجمہ ایک ملک یا ایک کلچر کے خیالات کو دوسرے ملک یا کلچر کی زبان میں منتقل کرنے کا نام ہے۔ یہ محدود معنوں میں ایک آرٹ ہے اور وسیع معنوں میں یہ ایک طرز زندگی ہے۔ ترجمہ صرف کسی فن پارے کو دوسری زبان کے الفاظ میں ڈھالنے کا عمل نہیں بلکہ اصل عبارت کے متن و مفہوم کی منتقلی کا نام ہے۔ یہ محض ایک زبان کو دوسری زبان کا لباس پہنا دینے کا نام نہیں بلکہ اس کیلئے اسے دوسری زبان کے الفاظ میں اس طرح لے آنا ہے کہ دونوں زبانوں میں ایک ہی روح ہو۔ یہاں ترجمہ کی زبان، اصل عبارت کا مرکزی خیال اور وہ تاثر مراد ہے جو پڑھنے کے بعد دل و دماغ میں قائم ہو جاتا ہے۔

ترجمے کا تعلق تحریر سے ہے۔ اظہار و بیان کے پیکر کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کا نام ترجمہ ہے۔ کسی تحریر، تصنیف یا تالیف کے متن کو دوسری زبان میں نہایت احتیاط کے ساتھ اس طرح بیان کیا جائے کہ جس سے اصل تحریر کی روح مجروح نہ ہو۔ اصل زبان کے الفاظ کو اسی مفہوم اور لطف بیان کے ساتھ دوسری زبان کے الفاظ میں اسی انداز میں پیش کرنا چاہیے۔ ترجمہ میں اس بات کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے کہ اصل زبان کی عبارت کو دوسری زبان میں ترجمہ کرتے وقت اپنی طرف سے نہ کچھ اضافہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اصل زبان میں پائے جانے والے خیالات کو غلط یا صحیح بتایا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس میں تبدیلی کی جا سکتی ہے۔ ترجمہ ایک آئینہ کے مترادف ہے، جس میں اصل زبان کے متن کا عکس اسی روپ میں دیکھا جا سکتا ہے جو اصل ہوتا ہے۔

- عام طور پر ترجمہ کی تین قسمیں ہیں:

(1) لفظی ترجمہ (2) با محاورہ ترجمہ (3) آزاد ترجمہ

(1) لفظی ترجمہ:

لفظی ترجمہ سے مراد وہ ترجمہ ہے جس میں اصل زبان کے اہم الفاظ اور اصطلاحوں کے

Scanned by CamScanner

بدلے میں ترجمہ کی زبان کے الفاظ اور اصطلاحات استعمال کیے جاتے ہیں۔ لفظی ترجمہ کو دیانت دارانہ ترجمہ بھی کہا جاسکتا ہے۔ یہاں ایک زبان کے مواد اور متن کو نہایت دیانت داری کے ساتھ دوسری زبان میں منتقل کرنا ہوتا ہے۔ اس سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ لفظی ترجمہ کو لیاقت کے ساتھ ترتیب دینا ضروری ہے تاکہ وہ مصنف کے اسلوب کے موافق ہوسکے۔ یہاں متن کی پاس داری ضروری ہے لفظی ترجمہ کا حق اسی وقت ادا ہوسکتا ہے جب کہ ترجمہ شدہ مواد اصل متن سے قریب تر ہو۔ لفظی ترجمہ کو Faithful یا Literal ترجمہ بھی کہا جاتا ہے۔

(2) بامحاورہ ترجمہ:

بامحاورہ ترجمہ کو مبنی بر محاورہ ترجمہ بھی کہا جاتا ہے۔ جس اسلوب اور آہنگ میں اصل تصنیف لکھی گئی ہے اس عبارت کے مفہوم کو اسی تحریری آہنگ میں ترجمہ کیا جائے۔ ترجمہ میں اصل تصنیف کے محاوروں کا رنگ و آہنگ آجائے اور اس میں فطری پن بھی ہو۔ ترجمہ کے محاوروں اور فقروں میں کسی قسم کی بناوٹ نہ ہو۔ بامحاورہ ترجمہ کو انگریزی میں Idiomatic Translation بھی کہتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ سے مراد ایک زبان میں پائے جانے والے محاوروں کی جگہ ترجمہ کی زبان میں محاورہ رکھ دینا نہیں ہے، بلکہ محاورہ کے ساتھ ساتھ روزمرہ، ضرب الامثال، تشبیہ، استعارہ اور علامتوں کا خیال بھی رکھتے ہوئے ترجمہ کرنا ہے۔ یہ ایک ایسا ترجمہ ہے جو اصل عبارت کے معنی و مفہوم کی ترسیل اس زبان کی قدر و قیمت و مماثلت رکھنے والی ہم پلہ زبان میں کرنا ہے اور اصل زبان کے اسلوب اور آہنگ کو بھی برقرار رکھنا ہے تاکہ ترجمہ ایسی شکل اختیار کرے جس پر اصل کا گمان ہو۔

(3) آزاد ترجمہ:

آزاد ترجمہ کو انگریزی میں Free Translation کہتے ہیں۔ اسے ''ترجمہ مبنی

Scanned by CamScanner

برمفہوم'' یعنی Meaning based translation یا خیال سے خیال کا ترجمہ thought to thouht translation بھی کہتے ہیں۔

آزاد ترجمہ سے مراد اصل تحریر کے متن کے مفہوم کا لفظ بہ لفظ ترجمہ کرنے کے بجائے اصل زبان کے متن کو غور سے پڑھ کر اس میں جو خاص بات بیان کی گئی ہے اس کے مفہوم کو ترجمہ کی زبان میں سہل اور واضح طور پر بیان کر دینا ہے۔ یعنی اصل زبان کے متنی مواد کو ترجمہ کی زبان میں منتقل کر دینا ہے۔ یہاں لفظ بہ لفظ ترجمہ کرنا نہیں پڑتا، اس عبارت یا تحریر کے مطالعہ سے جو تصویر بنتی ہے اسے ذہن میں رکھ کر اس کی تصویر کشی ترجمہ کی زبان کے مطابق کرنا ہے۔ پوری تحریر یا عبارت کو پڑھ کر اس کا جو حاصل ہوتا ہے اس مفہوم کو سیدھے سادے اور عام لہجے میں بیان کر دینا ہے۔ ترجمہ نگار کو یہ آزادی ہوتی ہے کہ وہ مفہوم کی ادائیگی اور ترسیل کے لئے اپنی طرف سے دو چار جملوں کا اضافہ بھی کر سکتا ہے یا حسب ضرورت دو چار جملوں کو چھوڑ کر مفہوم کو ادا کرنے والی ضروری باتوں کا خیال رکھتے ہوئے آگے بڑھ سکتا ہے۔

آزاد ترجمہ لفظی اور با محاورہ ترجمہ کی بہ نسبت آسان ہوتا ہے۔ یہاں مترجم کا کام صرف اتنا ہوتا ہے کہ وہ دوسری زبان کی تحریر کو ایک بار پڑھ لے اور اس کے اصل مفہوم کو سمجھ کر اپنی زبان میں اپنے انداز میں بیان کر دے۔

آزاد ترجمہ کی ضرورت عموماً شعبہ صحافت میں ہوتی ہے۔ روزناموں، جریدوں، رسالوں، ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں رات دن خبروں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ سرکاری اور نجی خبر رساں ادارے عموماً انگریزی زبان میں خبریں بھیجتے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر زبانوں کے اخبارات سے بھی خبریں ترجمہ کی جاتی ہیں۔

Scanned by CamScanner

تبصرہ نگاری

تبصرہ کے لغوی معنی ہیں تشریح توضیح اور تفصیل وغیرہ۔ ادبی دنیا میں تبصرہ اس مختصر نوشتہ کا نام ہے جو کسی کتاب کو عام قاری سے متعارف کرانے کی غرض سے لکھا جاتا ہے۔ تبصرہ نگار وہ شخص ہے جو کسی کتاب کا مطالعہ کر کے اس کے ظاہری محاسن وعیوب کا پتہ لگاتا ہے، اور موضوع کے اعتبار سے اس کا معیار متعین کرتا ہے۔ افادیت کے مثبت یا منفی پہلو کا ذکر کرتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے۔

اردو میں تبصرہ نگاری کی ابتدائی شکل ''تقریظ'' کی شکل میں آئی۔ اردو میں تبصرہ نگاری کی صحت مند روایات کے قیام کے علمبرداروں میں مولانا الطاف حسین حالیؔ، عبدالماجد دریابادی، سرسید احمد خان، قاضی عبدالودود، ڈاکٹر ظ۔ انصاری اور آل احمد سرور کے نام لیے جاسکتے ہیں۔ مولانا حالیؔ نے سیرت نعمان پر تبصرہ کرتے ہوئے چند اہم نکات کی طرف اشارے کیے ہیں جنھیں ہم تبصرہ نگاری کی اولیں ہدایات کہہ سکتے ہیں۔ تبصرہ نگاری کے سلسلہ میں اردو کی مشہور ادیب وشاعر نقاد ڈاکٹر طیب انصاری کی کتاب ''کتاب شناسی'' سنگ میل کا درجہ رکھتی ہے۔ اور اردو کے مشہور مبصر، افسانہ نگار و معلم ڈاکٹر ایم اے عبدالقدیر عادل آبادی کی تبصروں پر مشتمل ''تیسری آنکھ'' بہترین مثال ہے۔

مبصر عام طور پر تبصرہ کی جانے والی کتاب کے تعلق سے مندرجہ ذیل سوالات کے جواب کا متلاشی ہوتا ہے۔

☆ کتاب کا نام کیا ہے؟

☆ مصنف یا شاعر کا کیا نام ہے۔

Scanned by CamScanner

☆ کتاب کس موضوع پر ہے۔

☆ کتاب کتنے صفحات پر مشتمل ہے۔

☆ کتاب کی ظاہری خوبی کیا ہے۔

☆ کتاب کو کس پبلیشر نے شائع کیا ہے۔

☆ کتاب ملنے کا پتہ کیا ہے۔

☆ کتاب کی قیمت کیا ہے۔

اور آخر میں مبصر کتاب کے تعلق سے اپنا خیال ظاہر کرتا ہے۔

رپورتاژ

اطالوی زبان سے فرانسیسی اور پھر فرانسیسی سے انگریزی میں رائج ہونے والے لفظ (Reportage) کو اردو کے ادیبوں نے رپورتاژ کی حیثیت سے قبول کیا۔ کسی جلسہ، محفل، مشاعرہ، تقریب کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرنا جس میں چھوٹی چھوٹی باتیں یعنی جزئیات پر بھی خصوصی توجہ دی جائے تو ایسی تحریر ''رپورتاژ'' کہلاتی ہے۔ رپورٹ یا روداد اور رپورتاژ میں بنیادی فرق یہی ہے کہ روداد میں واقعہ کے بارے میں سیدھے سادھے انداز کے ذریعہ معلومات فراہم کردی جاتی ہیں۔ جیسے صحافت کی رپورٹ کے ذریعہ کسی حادثے، فساد، مفاہمت، جنگ بندی، لڑائی اور تعلقات کی استواری کی تفصیلات پیش کی جائیں تو واقعات کی تفصیل رپورٹ یا روداد کہلاتی ہے، جبکہ رپورٹ میں زبان و بیان کی لطافت، اظہار کی چاشنی اور جزئیات کو تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کیا جاتا۔ اس طرح رپورٹ اور رپورتاژ میں بنیادی فرق واقعات کی تفصیل اور ظہور پذیر ہونے والے جلسہ، محفل یا تقریب کے بیان میں جزئیات اور ادبی انداز کو شامل کرنا ہے۔ اسی خوبی کی وجہ سے رپورتاژ کسی ناول یا افسانے کے بیانیہ کے قریب ہو جاتا ہے۔ غرض ادبی محفل، جلسہ،

Scanned by CamScanner

مشاعرے، کانفرنس ، شادی بیاہ اور دوسری تقریبات کازبان وبیان کی چاشنی کے ساتھ بیان ''رپورتاژ'' کہلاتا ہے۔ رپورتاژ نگاری میں جزئیات پرخصوصی توجہ دینا اور بات سے بات پیدا کر کے رپورتاژ میں تسلسل اورفن کی تاریکی کوشامل کرنا ضروری ہے۔

رپورتاژ کے اجزائے لازم پانچ ہیں جن کے تحت کسی محفل کا۔ (1) آنکھوں دیکھا حال (2) سرگرمیوں کا احاطہ (3) منظری اور (4) ہلکے پھلکے طنزیہ پیکر کا سہارالیا جاتا ہے جس میں (5) جزئیات نگاری کی شمولیت ضروری ہے۔ کسی بھی کامیاب رپورتاژ میں۔ (1) پیشکش کا حسن (2) واقعاتی عمل (3) تفصیل وتعبیر (4) زبان وبیان کی تخلیقی فضا (5) صحافتی عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس میں خبریہ حصہ کا دخل اور روداد کی صلاحیت کارفرما ہوتو اسے ''رپورتاژ'' کے فن کی خوبی قرار دیا جائے گا۔

ایک رپورتاژ نگار کو آنکھوں دیکھا حال دلچسپ پیرائے میں بیان کرنا ضروری ہے۔ اس بیان کے دوران تجربات اور مشاہدات کوکام میں لاتے ہوئے سرگرمیوں کا احاطہ لازمی ہے۔ کسی فلم کے شاٹ کی طرح رپورتاژ نگار کو جزئیاتی خصوصیات کو منظری رویے کے ساتھ پیش کرنا ہوتا ہے۔ جس کے ذریعہ رپورتاژ نگار اپنے مشاہدے کوکام میں لاکر جزئیات کو مناسب انداز سے پیش کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے اور اسے پیشکش کے حسن کو دوبالا کرنے کے لئے صحافتی عمل ، خبریہ حصہ کا دخل اور روداد کی صلاحیت سے استفادہ کرنا ضروری ہے تب کہیں صنفی اعتبار سے ''رپورتاژ'' کی تکمیل ممکن ہے۔ اس کام کے لئے پہلے سے منصوبہ بندی ، نشانہ کا تعین اور ہدف کی وضاحت لازمی ہے۔ یہی وہ عمل ہیں جن کی تکمیل سے ''رپورتاژ'' کی تخلیق ہوتی ہے۔ کسی بھی طرح کی ہنگامی کارروائی یا تحریک کی تفصیلات کو رپورتاژ میں جگہ دی جاتی ہے۔ جنگ ، حادثات ، فسادات ، تہذیبی جلسے ، علمی وادبی تقاریب ، مشاعرے ، سیمینار ، سمپوزیم ، شعری ونثری نشست یا پھر انفرادی واجتماعی

Scanned by CamScanner

جلسوں کی رپورٹ کو خوشگوار انداز میں زبان وادب کی چاشنی کے ساتھ پیش کرنا ''رپورتاژ'' کی دلیل ہے۔ یہ ایک غیر افسانوی صنف نثر ہے لیکن اس صنف میں تخلیق کاری کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اور موقع بہ موقع تفصیلات بیان کر کے افسانویت کی خصوصی کیفیت پیدا کی جاتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اردو کے بیشتر کامیاب رپورتاژ ایسے ادیبوں کی جانب سے لکھے ہوئے ہیں جو کہانی نویس ،ناول نگار یا افسانہ نویس یا پھر کامیاب صحافی گذرے ہیں۔

اُردو میں ترقی پسند تحریک کے زیراثر رپورتاژ نگاری کی شروعات ہوئی۔ ترقی پسند ادیبوں کی کانفرنسوں، میٹنگوں اوران کی نشستوں کی دل آویز اور دلچسپ انداز سے رپورٹیں لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ جس کی وجہ سے اُردو میں رپورتاژ کی صنف کا آغاز ہوا۔ چونکہ رپورتاژ میں جزئیات کی پیشکشی کسی ناول یا افسانے کے بیان کی طرح ہوتی ہے اور اس صنف کے ذریعے زبان وبیان کی چاشنی، اظہار کی برجستگی اور الفاظ کے دروبست کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اس لیے رپورتاژ کی صنف میں دوسری غیر افسانوی نثر کے مقابلہ میں زیادہ دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے اور اس صنف کے انداز بیان سے قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اُردو میں باضابطہ رپورتاژ نگاری کا آغاز 1940ء میں سجاد ظہیر کے لکھے ہوئے رپورتاژ ''یادیں'' سے ہوا۔ جب 1945ء میں ترقی پسند مصنفین کی کانفرنس حیدرآباد میں منعقد ہوئی تو اس کی روداد کرشن چندر نے۔ ''پودے'' کے نام سے لکھی جو ممبئی کے ہفتہ وار اخبار ''نظام'' میں بالاقساط شائع ہوئی اور بعد میں کتابی شکل میں شائع ہوئی۔ اس تفصیل کے مطابق سجاد ظہیر کی تصنیف ''یادیں'' کے بعد کرشن چندر کی تصنیف ''پودے'' کو اُردو کا دوسرا رپورتاژ کہا جائے گا۔ چونکہ رپورتاژ کے

درجے تک پہنچانے کی سب سے پہلی کوشش محمد حسین آزاد کے والد مولوی محمد باقر نے انجام دی۔ انہوں نے 1840ء کے دوران اپنے اخبار میں جو رپورٹیں شائع کیں ان میں روداد سے زیادہ رپورتاژ کا انداز غالب ہے، اسی لیے اُردو میں رپورتاژ کی روایت غدر سے پہلے شروع ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ جس کے بعد رپورتاژ کا انداز عبدالحلیم شرر کے مشہور زمانہ رسالہ ''دلگداز'' میں شائع شدہ وہ رپورٹ ہے جو انہوں نے انجمن دارالسلام کے جلسہ کی رپورٹ منعقدہ 9/مئی بروز یکشنبہ 1887ء تحریر کر کے شائع کی تھی جو اپریل 1888ء کے دلگداز کے شمارہ میں شائع ہوئی تھی۔

محمد حسین آزاد نے ملکہ وکٹوریہ کی دہلی میں تاجپوشی کی تقریب کی جو روداد پیش کی ہے اس میں بھی رپورتاژ کا انداز موجود ہے۔ نیاز فتح پوری نے ممبئی کے سفر کی روداد شائع کی۔ اس تحریر میں بھی رپورتاژ کا عکس جھلکتا ہے۔ ملّا مسوزی کی تحریروں میں بھی رپورتاژ کا انداز نمایاں ہے۔ بیسویں صدی کی چوتھی دہائی کے بعد اُردو میں رپورتاژ نگاروں کا قافلہ تیار ہو گیا۔ ترقی پسند تحریک سے وابستہ بیشتر نثر نگاروں نے رپورتاژ لکھے۔ جن میں کرشن چندر (پودے، صبح ہوتی ہے)، پرکاش پنڈت (کہت کبیر سنو بھئی سادھو)، عصمت چغتائی (ممبئی سے بھوپال تک)، صفیہ اختر (ایک ہنگامہ)، عادل رشید (خزاں کے پھول)، فکر تونسوی (چھٹا دریا)، ابراہیم جلیس (دو ملک ایک کہانی)، خدیجہ مستور (پو پھٹے)، جگن ناتھ آزاد (پشکن کے دیس میں)، خواجہ احمد عباس (سرخ زمین اور پانچ ستارے)، ممتاز مفتی (لبیک)، ڈاکٹر علی احمد فاطمی (سفر سے شرط اور

Scanned by CamScanner

جڑیں اور کونپلیں یا مزاج)، اردو کے اہم رپورتاژ میں شامل ہیں۔

اردو ادب میں پہلا مقام

(1) اردو کی ابتداء : چھٹی صدی

(2) اردو کے مختلف نام : ہندوستانی، دکنی، ریختہ، لشکری، اردو معلیٰ

(3) اردو کا پہلا شاعر : امیر خسرو دہلوی

(4) اررو کا پہلا صاحب دیوان شاعر: محمد قلی قطب شاہ

(5) اردو کا پہلا ادیب : میر حسن دہلوی

(6) اردو کا پہلا ناول نگار: ڈپٹی نذیر احمد

(7) اردو کی پہلی صاحب دیوان شاعرہ: ماہ لقا چندا

(8) اردو کا پہلا مرثیہ : نوسر بار

(9) اردو کا پہلا ڈرامہ : اندر سبھا (آغا حسن امانت نے 1965 میں تحریر کیا)

(10) اردو کا پہلا روزنامہ :خواجہ حسن نظامی نے جاری کیا۔

(11) اردو کا پہلا اخبار : محمد باقر نے دہلی سے شائع کیا۔

(12) اردو کی پہلی مذہبی کتاب : معراج العاشقین (خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ)

Scanned by CamScanner

(13) اردو کی پہلی ادبی کتاب : سب رس (ملا وجہی)

(14) اردو کی پہلی منظوم کتاب : کدم راؤ پدم راؤ (نظامی بیدری 1347ھ)

(15) اردو قواعد کی پہلی کتاب : دریائے لطافت (سید انشاء اللہ خان 1807ء)

(16) اردو کی پہلی مثنوی : قطب مشتری (ملا وجہی)

(17) اردو کی پہلی مسدس : مرزا محمد رفیع سودا نے لکھی

(18) اردو میں پہلا انشائیہ : محمد حسین آزاد نے لکھا۔

(19) اردو کی پہلی چھپائی : اٹھارھویں صدی عیسوی کے اواخر منی گل کراسٹ کلکتہ

(20) اردو کی پہلی یونیورسٹی : جامعہ عثمانیہ حیدر آباد، یکم/محرم الحرام 1337ھ

Scanned by CamScanner